فارسی متن مع اردو ترجمہ

مِفتاحُ العارفین

تصنیفِ لطیف

سُلطانُ الفقر، سُلطانُ العارفین، بُرہانُ الواصلین

حضرت سُلطان باھُوؒ

ناشر

حضرت سُلطان باھُوؒ اکیڈیمی

حق باھُوؒ منزل

۱۴۴-جی- گُلشن راوی

لاہور

فارسی متن مع اردو ترجمہ

تصنیفِ لطیف

سلطان الفقر، سلطان العارفین، برہان الواصلین

حضرت سلطان باھوؒ

ناشر

حضرت سلطان باھوؒ اکیڈیمی
حق باھوؒ منزل
۱۴۴-جی-گلشن راوی
لاہور

مترجم و شارح :

پروفیسر ڈاکٹر کے بی نسیم

ایم اے (پنجاب) پی۔ایچ۔ڈی (مانچسٹر)
سابق ڈین السنۂ شرقیہ، پشاور یونیورسٹی

نام کتاب ------------------ مفتاح العارفین

مترجم وشارح ------------------ پروفیسر ڈاکٹر کے۔ بی۔ نسیم

مطبع ------------------ انتخاب جدید پریس، لاہور

تعداد اشاعت ------------------ ایک ہزار

جلد بندی ------------------ جاوید بک بائینڈنگ ورکس لاہور

ہدیہ ------------------ تقسیم فی سبیل اللہ برائے فیض خلقِ خدا

باراول ------------------ اکتوبر ۱۹۹۶ء

☆☆☆

ملنے کا پتہ

حضرت سلطان باہوؒ اکیڈیمی، حق باہوؒ منزل، ۱۴۴ جی گلشن راوی، لاہور

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

دیباچہ

"روحی شریف" "تیغ برہنہ" "کلید التوحید خورد" "گنج الاسرار" "فضل اللقا" "مجالستہ النبی" "اورنگ شاہی" "عین الفقر" "دیوان باہوؒ" (فارسی)' "کشف الاسرار" "کلید جنت" "محبت الاسرار" اور "قرب دیدار" کے بعد "مفتاح العارفین" سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ کی یہ چودھویں قلمی تصنیف ہے' جو سلطان باہوؒ اکیڈیمی کی جانب سے تدوین و اردو ترجمہ و تشریح کے ساتھ شائع کی جارہی ہے۔

"مفتاح العارفین" کی تدوین و تہذیب کرتے وقت جناب گل محمد سندھی علماء کاتب بہاڑ پوری کے قلمی نسخہ کو جو ۴ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ کو حسب فرمائش جناب مولوی غلام محمد صاحب متوطن علو والی تحریر کیا گیا تھا' متن قرار دیا گیا ہے۔

مفتاح العارفین کا موضوع بھی حضرت سلطان باہوؒ کی دیگر کتابوں کی طرح اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور تصور اسم اللہ ذات ہے۔

حضرت سلطان باہوؒ نے تصوف پر فارسی اور عربی زبان میں سو سے زائد کتب تصنیف فرمائیں' مگر اب کوئی چونتیس (۳۴) کے لگ بھگ کتابیں قلمی مسودوں کی صورت میں ملتی ہیں۔ "حضرت سلطان باہوؒ اکیڈیمی" مبارک باد کی مستحق ہے کہ اس نے اپنی شدید مالی مشکلات کے ہوتے ہوئے بھی اپنا نصف ہدف پورا کر لیا ہے۔ یعنی ان کے کوئی سترہ (۱۷) کے قریب قلمی مخطوطات کو ایڈٹ کر کے اردو ترجمہ و تشریح کے ساتھ شائع کر دیا ہے۔ مجھے امید واثق ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم' حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کریمانہ نگاہ اور سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ کی

نظر کرم سے باقی ہدف بھی عنقریب پورا کر لیں گے۔

اس تالیفی پورے سفر میں اکیڈیمی کو اس کے صدر جناب صاحبزادہ سلطان حمید صاحب کی قائدانہ راہنمائی تواتر کے ساتھ میسر رہی ہے۔

آخر میں رب العزت پروردگار عالم سے میری یہ پرسوز التجا ہے کہ وہ میری اس کم مایہ کاوش کو اپنی بارگاہ عالی میں قبول فرمائے اور اسی کے طفیل اس عاصی کی آخرت کو سنوار دے۔ "آمین"۔

۱۰ جولائی ۱۹۹۶ء

احقر
کے، بی، نسیم
۱۴۴۔ جی گلشن راوی، لاہور

سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ کے مختصر سوانح حیات

از

صاحبزادہ سلطان فیاض الحسن قادری

ولادت باسعادت

حضرت بی بی راستی فرماتی ہیں کہ ایک رات میں تہجد کی نماز کے لئے بیدار ہوئی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ ہر طرف نور ہی نور بکھرا ہوا ہے۔ زمینوں سے لے کر آسمانوں تک' شرق سے غرب تک' شمال سے جنوب تک اور آسمانوں سے عرش اولیٰ تک ہر طرف نورانیت چھائی ہوئی ہے۔ اسی دوران آواز آئی' اے راستیؒ مبارک ہو' عارفوں کے بادشاہ باہوؒ کی پیدائش کا وقت آن پہنچا۔

آپ مادر زاد ولی اللہ تھے۔ روز اول سے فیضیاب ہو کر آئے تھے اور نور محمدی سے آپ کی پرورش ہوئی تھی۔ آپ ماہ رمضان المبارک میں دن کے وقت اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ نہیں پیا کرتے تھے۔ بچپن ہی میں آپ کے چہرے میں اس قدر کشش تھی کہ آپ کا چہرہ دیکھتے ہی غیر مذاہب کے لوگ کلمہ پڑھ لیا کرتے تھے۔ آخر کار ہندوؤں کا ایک وفد آپ کے والد ماجد کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور اپنے بچے کے باہر نکلنے کے اوقات مقرر کر دیجئے تاکہ ہمارے مذہب کو تحفظ حاصل رہے' وگرنہ یہی حالت رہی تو بہت جلد ہمارا مذہب ختم ہو جائے گا۔ لیکن جن کی قسمت میں مدینے والے آقا کی غلامی لکھی ہو' وہ بھلا کیسے اللہ کے ولیوں سے دور رہ سکتے ہیں۔

ایک دفعہ حضرت سلطان باہوؒ علیل ہو گئے۔ حکیم کو علاج کے لئے بلایا گیا'

لیکن چونکہ ہندو تھا' اس لئے آنے سے انکار کر دیا۔ جب اسے بہت زیادہ مجبور کیا گیا تو کہنے لگا کہ میں تو وہاں جانے کے لئے تیار نہیں' البتہ اگر حضور کا کرتا مبارک لایا جائے تو اس کو سونگھ کر پتہ چلا لوں گا' کہ آپ کو کیا تکلیف ہے اور اس کے مطابق نسخہ بھیج دوں گا۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ حضور حکیم اس خوف سے یہاں آنے کو تیار نہیں کہ کہیں اسلام نہ قبول کرنا پڑے۔ اس نے آپ کا کرتا منگا بھیجا ہے۔ جناب سلطان العارفین مسکرائے اور فرمایا اللہ رب العزت نے اسے مسلمان بنانا قبول فرما لیا ہے۔ اگر یہاں آتا تو میرا چہرہ دیکھ کر مسلمان ہوتا' مگر اب یہی کام میرا کرتا کرے گا۔

کرتا مبارک سونگھتے ہی ہندو حکیم کی زبان سے بے اختیار کلمہ مبارک جاری ہو گیا اور اس نے اعلان کر دیا' لوگو! اس کرتے سے کسی بیماری کی نہیں بلکہ مدینہ طیبہ کی خوشبو آ رہی ہے۔

سرکارِ دوعالمؐ کے حضور حاضری اور بیعت

حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں شورکوٹ شہر کے قریب ہی کھڑا تھا کہ اچانک ایک بارعب اور نورعلیٰ نور چہرے والا سوار تشریف لایا اور ہاتھ پکڑ کر پیچھے بٹھا لیا۔ میں نے ڈرتے ڈرتے عرض کیا حضور آپ کون ہیں؟ فرمایا تمہارا دادا علی المرتضیٰؓ ہوں۔ تمہیں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلب فرمایا ہے اور میں تمہیں لے جانے کے لئے آیا ہوں۔ ذرا مقام سلطانؒ تو دیکھئے۔ بلانے والا مصطفیٰؐ' لے جانے والا مرتضیٰؓ اور جانے والا سلطان الاولیاءؒ۔

سواری مجلس میں پہنچی۔ سیدنا صدیق اکبرؓ' حضرت عمر ابن خطابؓ اور سیدنا عثمان ذوالنورینؓ مجلس اہل بیت میں حاضر تھے۔ مجلس منور سے اٹھ کر باری باری ملاقات فرمائی اور توجہ فرما کر چلے گئے۔ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ بڑھا کر بیعت فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب حضور نے مجھے ایک مرتبہ کلمہ

طیبہ تلقین فرمایا تو درجات اور مقامات کا کوئی حجاب نہ رہا اور اول و آخر یکساں ہو گیا۔ سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرہؓ نے فرمایا کہ تو میرا فرزند ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے حسنین کریمینؓ کے قدم چومے اور غلامی کا حلقہ پہنا۔ سرکار دو عالمؐ نے فرمایا کہ درپہ آنے والوں کو خالی ہاتھ مت لوٹانا۔ تیرے فیض میں کوئی کمی نہیں آئے گی اور ابدالاباد تک ترقی ہوتی رہے گی۔ کیونکہ یہ حکم سروری سرمدی ہے۔ اس کے بعد سرکار نے مجھے غوث الثقلینؒ کے حوالے کیا۔ سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ' نے بھی اپنے فیوض وبرکات سے نوازا۔

آپ رسالہ روحی شریف میں فرماتے ہیں۔

شد اجازت باہوؒ را از مصطفیٰؐ　　خلق را تلقین بکن از بہرخدا

دست بیعت کرد مارا مصطفیٰؐ　　فرزند خود خواندست مارا مجتبیٰؐ

خاکپایم از حسینؓ واز حسنؓ

معرفت گشت است مارا انجمن

پیر کامل کی تلاش و جستجو

ایک روز مائی صاحبہ نے فرمایا بیٹے! تمہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت کے لئے پیدا فرمایا ہے اور معرفت خداوندی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ تم کسی کامل مرشد کے ہاتھوں میں اپنے ہاتھ دو۔ آپ نے عرض کیا مجھے ظاہری مرشد کی ضرورت ہی کیا ہے۔ جب کہ میرے مرشد کامل سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ مائی صاحبہ نے فرمایا بیٹے ظاہری مرشد کے بغیر انسان اللہ کا برگزیدہ نہیں بن سکتا۔ عرض کیا آپ ہی میرے لئے مرشد کافی ہیں۔ مائی صاحبہ نے فرمایا عورتوں کو بیعت اور تلقین کرنے کا حکم نہیں' کیونکہ حضرت فاطمۃ الزہرہؓ اور حضرت رابعہ بصریؒ نے کسی کو بیعت اور تلقین نہیں فرمایا۔ پھر عرض کیا میں کہاں تلاش کروں۔ مائی صاحبہ نے فرمایا روئے زمین پر

ڈھونڈو اور مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔

جناب سلطان العارفینؒ فرماتے ہیں کہ میں تیس سال مرشد کامل کی تلاش میں اور پھر بقایا ساری زندگی طالب حق کے انتظار میں رہا' لیکن افسوس جو بھی آیا' جھوٹی طلب لے کے آیا۔

مرشد کامل کی تلاش میں دریائے راوی کے کنارے آ پہنچے۔ گڑھ بغداد میں حضرت شاہ حبیب اللہ قادریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدعا بیان کیا۔ شاہ صاحبؒ اپنے ہاں ایک دیگ پانی کی نرم آگ پر گرم رکھا کرتے تھے' طالبان حق آتے ہاتھ ڈالتے اور صاحب کشف ہو جاتے۔ لیکن جب آپ نے دیگ میں ہاتھ نہ ڈالا تو حضرت شاہ حبیب اللہ قادری نے دریافت فرمایا اے درویش تو نے دیگ میں ہاتھ کیوں نہیں ڈالا۔ عرض کیا حضور میری طلب اس سے بڑھ کر ہے۔ شاہ صاحب نے چند روز مسجد کا پانی بھرنے کا حکم دیا۔ آپ نے ایک ہی مشک کے ساتھ حمام اور مسجد کا صحن پانی سے بھر دیا۔ درویش دوڑے دوڑے شاہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پورا حال کہہ سنایا۔ شاہ صاحبؒ نے فرمایا: درویش تمہارے پاس دنیاوی مال ہے' پہلے اس سے فارغ ہو لو۔ آپ فوراً واپس ہوئے۔ والدہ صاحبہ نے آپ کی مستورات کو فرمایا کہ میرا بیٹا دنیاوی مال پھینکنے کے لئے آ رہا ہے۔ تم اپنی نقدی اور زیور بچا لو۔ گھر پہنچتے ہی فرمایا کہ شیخ نے دنیاوی مال سے قطع تعلق کا حکم دیا ہے۔ مائی صاحبہ نے فرمایا کہ جو نظر آتا ہے دور کر دے۔ حضرت سلطان نور محمد شیر خوارگی کی حالت میں تھے۔ آپ کی انگلی میں سونے کی انگوٹھی تھی۔ اسے اتار کر گلی میں پھینک دیا۔ گھر میں جو کچھ تھا۔ سب اللہ کے راستے میں لٹا دیا۔ آپ پھر شاہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شاہ صاحبؒ نے توجہ فرمائی۔ آپ نے عرض کیا حضور جو مقامات آپ نے آج دکھائے ہیں' ان سے تو میں گہوارے میں ہی گزر چکا ہوں۔ شاہ صاحبؒ کے دل میں خیال ہوا کہ اس بات کی آزمائش کرنی چاہئے' اس لئے امتحان کے طور پر غائب ہو گئے۔ آپ بھی شاہ صاحبؒ کے پیچھے پیچھے رہے۔ ایک مقام پر شاہ صاحبؒ کو ہل چلاتے ہوئے پایا۔

عرض کیا بابا آپ کیوں ہل چلاتے ہیں' آپ تکلیف نہ کریں۔ میں آپ کی جگہ ہل چلا دوں گا۔ یہ سن کر شاہ صاحبؒ اصلی صورت میں آئے اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر چل دیئے۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر غائب ہو گئے۔ آپ بھی شاہ صاحبؒ کے پیچھے رہے اور ایک شہر میں شاہ صاحبؒ کو ایک بوڑھے برہمن کی صورت میں زعفران کا برتن لئے ہندوؤں کو تلک لگاتے دیکھا۔ آپ بھی ایک ہندو نوجوان کی صورت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا بابا مجھے بھی تلک لگاتے جائیں۔ یہ سن کر شاہ صاحبؒ اصلی صورت میں آئے اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر روانہ ہوئے۔ تیسری مرتبہ شاہ صاحبؒ پھر غائب ہو گئے۔ آپ نے دیکھا کہ شاہ صاحبؒ ایک اسلامی شہر کے ایک گوشے میں ایک غیر مشہور دینی مدرسے میں بچوں کو سبق پڑھا رہے ہیں۔ آپ بھی ایک بچے کی شکل میں قاعدہ ہاتھ میں لئے حاضر خدمت ہوئے۔ تین مرتبہ امتحان کے بعد شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ اے درویش! جو نعمت آپ کے حصہ میں ہے' وہ ہمارے امکان سے باہر ہے' البتہ اتنا بتا سکتا ہوں کہ آپ شیخ المشائخ حضرت سید پیر عبدالرحمٰن دہلویؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا نصیبہ حاصل کر سکتے ہیں۔

شیخ المشائخ پیر سید عبدالرحمٰن دہلویؒ کی بارگاہ میں حاضری

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' حق کی تلاش میں دہلی کے پاس پہنچ گئے۔ ادھر جناب حضرت پیر سید عبدالرحمٰن دہلویؒ نے آپ کو لانے کے لئے ایک درویش بھیجا۔

طالب مطلوب کے پاس پہنچا۔ نگاہیں ٹکرائیں اور آپ نے اپنا ازلی نصیبہ ایک ہی دم میں پا لیا۔ پیر صاحب نے فوراً ہی رخصت دے دی۔ بازار میں سے گزرتے ہوئے ہر خاص و عام پر توجہ فرمانے لگے۔ خلق خدا فیض حاصل کرنے کے لئے جمع ہوتی چلی گئی۔ راستے بند ہو گئے۔ درویشوں نے پیر صاحب کی خدمت میں عرض کی۔ حضور

صبح والا درویش دہلی کے بازاروں میں پھر رہا ہے اور خلق خدا کو عام توجہ سے جذبات الٰہی میں لا رہا ہے۔ پیر صاحب نے فوراً بلوایا اور فرمایا کہ ہم نے تجھے یہ خاص نعمت عطا کی اور تو نے اسے عام کر دیا۔ عرض کیا! حضور جب کوئی عورت بازار سے مٹکا خریدنے جاتی ہے' تو ٹھونک بجا کے دیکھتی ہے کہ کام دے گا یا نہیں۔ سو میں نے حضور سے جو نعمت عظمیٰ حاصل کی میں نے بھی اس کی آزمائش کی۔

سیدنا پیر عبدالرحمٰن دہلویؒ نے سینے سے لگا لیا اور مزید فیوض وبرکات سے نواز کر رخصت کیا۔ رخصت ہو کر بازار کا رخ کیا۔ جمعہ کا وقت تھا۔ مسجد میں داخل ہو گئے۔ اورنگ زیب بادشاہ دیگر ارکان سلطنت سمیت نماز کے لئے مسجد میں موجود تھا۔ مسجد بھری ہوئی تھی۔ آپ کو جوتیوں میں بیٹھنے کی جگہ ملی۔ جب آپ نے توجہ فرمائی' تو تمام مسجد میں شور اور وجد ہو گیا۔ صرف تین افراد اورنگ زیب بادشاہ' قاضی اور کوتوال جذبہ کی تاثیر اور نگاہ کے اثر سے محروم رہے۔ انہوں نے دست بستہ عرض کی کہ اے اللہ کے ولی ہمارا کیا گناہ کہ ہمیں اس نعمت سے محروم رکھا۔ آپ نے فرمایا کہ ہم نے تو یکساں توجہ کی تھی' مگر تمہارے دل سخت تھے۔ دست بستہ ہو کر فیض کے لئے التجا کی۔ آپ نے دو شرائط لگائیں۔

۱۔ آپ اور آپ کی اولاد ہماری اولاد کے پاس نہ آئے۔

۲۔ ہماری اولاد کی خدمت میں دنیاوی مال ومتاع نہ لایا جائے۔

بغرض تلقین وہیں کھڑے کھڑے آپ نے کتاب "اورنگ شاہی" تالیف فرمائی اور بادشاہ اورنگ زیب کے حوالے کی۔

ہندوؤں کی جماعت کا مشرف بہ اسلام ہونا

اسی دوران دہلی شریف سے واپسی پر راستے میں ہندو سنیاسیوں کی جماعت ملی۔ ان میں سے ایک نے عرض کیا حضور ہمیں سیدھا راستہ بتلایئے۔ آپ نے فرمایا لا

الّٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ سنیاسیوں کا سارا گروہ وہ کلمۂ طیبہ کی ایک ضرب اور آپ کی نظر مبارک کی توجہ سے مشرف بہ اسلام ہو گیا اور اولیا اللہ کی جماعت بن گئی۔

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی　　بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

تارک الدنیا ہونے کے بارے میں

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' کے متعلق یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ نے روزی کی خاطر کوئی دنیاوی شغل اختیار کیا ہو۔ صرف اسی قدر پتہ چلتا ہے کہ آپ نے کاشتکاری کے ارادہ سے دو دفعہ بیل خرید کر کھیتی باڑی شروع کی' لیکن فصل پکنے سے پہلے ہی جذبات حق تعالیٰ اور کثرت انوار الٰہیہ کے سبب آپ سب کچھ وہیں چھوڑ کر ادھر ادھر سیر کو چلے جاتے رہے۔ یہاں تک کہ بیل بھی کسی کے سپرد نہ کرتے' جو چاہتا لے جاتا اور خود معہ اہل وعیال اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے۔ آپ فرماتے ہیں۔ لیلۃ الفاقۃ للفقیر لیلۃ المعراج فاقہ کی رات فقیر کے لئے معراج کی رات ہوتی ہے۔ اس رات اسے اللہ تعالیٰ کا وصال ہوتا ہے۔

اندرون از طعام خالی دار　تا درو نور معرفت بینی

اگرچہ مسلمان سلاطین ہند کی طرف سے شاہجہان کے عہد سے ایک وسیع جاگیر دریائے چناب کے کنارے صوبہ ملتان میں پرگنہ شورکوٹ شریف کے متعلق جس میں پختہ اینٹوں کا ایک قلعہ بھی شامل تھا اور کئی آباد کنویں جاری تھے اور ہزارہا بیگھے بارانی زمین شامل تھی آپ کو ملی ہوئی تھی۔ اسی جاگیر میں پچاس ہزار بیگھے سے زیادہ زمین تھی۔ جس کی شمالی سرحد ڈیرہ سارنگ خان بلوچ مرڑاتی حد دھوڑ کوٹ' جنوبی حد پرانا نوشہرہ تھی۔

لیکن حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' نے اپنی دنیاوی زندگی کے لئے بھی اس جاگیر کی بالکل پرواہ نہ کی اور محض فقر محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اختیار کیا

اور تارک وفارغ رہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ اگر دنیا کوئی اچھی چیز ہوتی' تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم اجمعین اسے کیوں قبول نہ فرماتے؟ نیز آپ "اپنی تصانیف میں تین راہزنوں اول نفس دوم شیطان اور سوم دنیا کو تین طلاق دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر فرعون بھوکا ہوتا تو خدائی کا دعویٰ نہ کرتا۔ اگر یزید بھوکا ہوتا تو سید الشہدائے کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت سے انکار نہ کرتا۔ اپنی ایک تصنیف میں حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ کا واقعہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک روز آپ نے اپنے مریدین سے کہا کہ میں نے آج رات خدا کی عبادت کی مٹھاس نہیں پائی ہے۔ میرے حجرے کی تلاشی لو کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا کے مال ومتاع میں سے کسی چیز نے اس میں پڑ کر شب باشی کی ہو۔ مریدین نے ہرچند تلاش کیا' مگر کوئی چیز برآمد نہ ہو سکی۔ آپ نے دوبارہ حکم دیا کہ حجرے کے فرش کو اٹھا کر جھاڑو دو۔ کیونکہ یہ نحوست کسی دنیا کی خرابی کے سوا نہیں ہے۔ جب مریدین نے ایسا کیا تو حضرت ممدوح قدس سرہ کے مصلے کے نیچے ایک خستہ چھوہارا پایا۔ انہوں نے حضور کو پیش کیا۔ پس بایزید بسطامی قدس سرہ نے اسے ہاتھ میں پکڑ کر فرمایا کہ جس شخص کے گھر میں دنیا کی اتنی تھوڑی مقدار بھی ہو' وہ شخص خدائے جل وعلا کی عبادت سے کیسے لذت حاصل کر سکتا ہے۔

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' نے اپنی تصانیف میں قصائص اور حکایات کو درج نہیں کیا' مگر بعض مقامات پر حضرت ابراہیم ادھم رحمتہ اللہ علیہ وحضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت مائی رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا کے حالات ومجاہدات کے ذکر سے دنیا کے ترک کی مثالیں بیان فرمائیں اور ان کے طریقہ کو پسند فرمایا ہے۔

واضح رہے کہ دنیا ترک کرنے سے مراد ہر اس چیز کا ترک کرنا ہے' جو انسان کو خدا کی یاد سے غافل رکھے۔

چیست دنیا؟ از خدا غافل بدن — نی قماش ونقرہ وفرزند و زن

باقی رہا دولتمندی یا فقر کا اختیار کرنا تو اس میں بزرگان دین کے مختلف احوال واقوال ہیں۔ بعض کی رائے ہے کہ دولت مندی فقر سے اچھی ہے' کیونکہ اس سے دل کو فراغت اور جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ صدقہ اور خیرات کی جاتی ہے۔ غریبوں کی امداد اور بیکسوں اور ناداروں کا ہاتھ بٹایا جاتا ہے اور اس کے علاوہ بھی کئی فوائد ہیں' لیکن بعض کی رائے ہے کہ فقر اختیاری دولتمندی سے افضل ہے کیونکہ اس حالت میں کیے ہوئے نیک اعمال کا درجہ بہ نسبت دست رسی کے بلند ہے۔

آخر میں سب کا اتفاق اسی پر ہوا کہ فقر دولتمندی سے افضل ہے' کیونکہ اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اختیار فرمایا۔ پھر یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ تارک الدنیا اولیاء اللہ بیکار نہیں ہوتے' گو ہمیں کچھ اور دکھائی دیتا ہے مگر ان کے ذمہ بڑے بڑے کام ہوتے ہیں۔ جن کے سرانجام دینے کے لئے انہیں رات دن ایک کرنا پڑتا ہے۔ فقر کی فضیلت پر اس سے بڑھ کر اور دلیل و تمثیل کی ضرورت نہیں رہتی کہ سید الانبیاء حبیب خدا علیہ الصلوۃ والسلام نے خود فقر کو اختیار فرما کر بڑے بڑے مجاہدے کیے اور زہد سے کام لیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام باوجود عظیم المرتبت بادشاہ ہونے کے صوف کا لباس پہنتے اور جو کی روٹی کھاتے تھے۔ اخبار و آثار میں آیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ہزار سال تک بہشت کے دروازہ پر دائمی سکونت کے حکم کے منتظر کھڑے رہیں گے اور تمام مرسلوں اور نبیوں کے بعد داخل بہشت ہو کر دائمی سکونت سے ہمکنار ہوں گے۔ سرور کائنات حبیب خدا اشرف الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کے سر پر لولاک لماخلقت الافلاک کا تاج اور جن کے جسم پر لولاک لماء اظہرت الربوبیتہ کی قبا اور جن کے شانوں پر وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کی چادر ہے' انہوں نے اس دنیا میں اس قدر ظلم وستم اور رنج ومصائب اٹھائے اور اس طرح کمینی اور ذلیل دنیا کو خیرباد کہا کہ اس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی۔

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ نے بھی حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں فقر کو اختیار فرمایا اور کمینی دنیا کی محبت سے دل کو پاک صاف رکھا۔ آپ کی صحبت میں رہنے والوں کا بھی یہی حال تھا۔ چنانچہ منقول ہے کہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہ ایک مرتبہ بھکر کے گردونواح کی سیر کو نکلے۔ اس وقت آپ کے ساتھ صرف سلطان حمید رحمتہ اللہ علیہ تھے' جو آپ کے خلیفہ تھے اور جن کا مزار بھکر کے شمال کی طرف دامن چولستان میں میاں عثمان کے قبرستان میں ہے۔

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ قصبہ سے باہر مشرق کی طرف ایک ویران ٹیلے پر پہنچے۔ بیٹھنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ فوراً کھڑے ہوئے اور فرمایا حمید اس ٹیلے سے جلدی اترو یہ کسی ظالم کا مکان ہے۔ مشہور ہے کہ وہ ٹیلا ایک ایسے ہندو کا تھا جو اپنے وقت میں بڑا ظالم تھا۔ اس کے بعد آپ وہاں سے ایک اور جگہ تشریف لے گئے جو ریت کا میدان تھا۔ وہاں آرام فرمانے کے لئے لیٹ گئے اور اپنا سر مبارک سلطان حمید کے زانو پر رکھ کر ایک گھڑی آرام فرمایا' جس سے آپ کا بدن مبارک خاک آلودہ ہو گیا۔ یہ دیکھ کر سلطان حمید رنجیدہ خاطر ہوئے' خیال گزرا کہ کاش میرے پاس مال وزر ہوتا اور میں مسکین نہ ہوتا تو ہرگز آج میں اپنے ہادی کا جسم مبارک خاک آلود نہ ہونے دیتا۔ اتنے میں آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور دریافت فرمایا: حمید تم نے کیا خیال کیا۔ انہوں نے تمام حال عرض کیا۔ آپ نے فرمایا آنکھیں بند کرو۔ سلطان حمید نے آنکھیں بند کیں تو اپنے آپ کو ایک باغ میں پایا' جہاں اطلس ودیبا کا فرش بچھا ہوا تھا۔ جس پر ایک خوبصورت عورت ریشمی کپڑے پہنے ہار سنگار کیے ہوئے بیٹھی تھی۔ وہ سلطان حمید کی طرف راغب ہو کر نکاح کی درخواست کرنے لگی۔ سلطان حمید نے اسے نرم زبان اور اشارہ سے کہا دور' دور' ادب کا مقام ہے۔ میں اپنے ہادی کی خدمت میں حاضر ہوں۔ کہیں بے ادبی سرزد نہ ہو جائے' مجھ سے دور ہٹ جا۔ اسی حالت میں مراقبہ سے سر اٹھ گیا۔ حضرت سلطان العارفین سرہ نے فرمایا۔ "حمید کیا دیکھا" انہوں نے جو کچھ دیکھا عرض کر دیا۔ آپ نے فرمایا۔ "تو تو اپنے دل میں دنیاوی مال ودولت نہ

ہونے کی شکایت اور غم کرتا تھا۔ یہ وہی دنیا تھی اسے قبول کیوں نہیں کیا؟ اگر آج تم اسے قبول کر لیتے' تو مال و دولت کبھی تمہارے گھر سے ختم نہ ہوتا۔" سلطان حمید نے عرض کیا میرے آقا میں تو اللہ تعالیٰ سے اس کی ذات کا نور چاہتا ہوں مجھے مال و دولت کی ضرورت نہیں۔

پھر آپ نے فرمایا فقر محمدی (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا اثر تیرے خاندان سے کبھی نہیں جائے گا۔

وصال

سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ تریسٹھ سال کی عمر میں یکم جمادی الثانی ۱۱۰۲ھ جمعہ کی رات کے آخری حصہ میں واصل باللہ ہو گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

آپ قدس سرہ کی تصانیف

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ چونکہ مادر زاد ولی اللہ تھے۔ اس لیے بچپن میں ہی آپ انوار ذات حق تعالیٰ اور تجلیات الہیہ میں محو اور وحدانیت میں مستغرق رہتے تھے' اسی سبب سے آپ ظاہری علم بھی حاصل نہ کر سکے' لیکن اس کے باوجود کہ آپ ظاہری علم سے بالکل امی تھے۔ جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں کہ "من و محمد عربی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہر دو امی بودہ ایم۔" نور محمدی (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے علم لدنی کی پرورش سے آپ کے علم باطنی کی فتوحات اس قدر تھیں کہ کئی دفتروں میں نہ سما سکیں۔ آپ کا ارشاد ہے۔

اگرچہ نیست ما را علم ظاہر ز علم باطنی جاں گشت طاہر

آپ کی بعض کتب کے نام درج ذیل ہیں

عین الفقر کبیر، عین الفقر صغیر، عین الفقر وسیط، عقل بیدار کبیر، عقل صغیر، کلید التوحید کبیر، کلید التوحید صغیر، تمیز الرحمن، مجالسۃ النبیؐ، حجت الاسرار، اسرار قادری، فتح اسلامیت، گنج مجدد، مجموع الفضل، محک الفقر کبیر، محک الفقر صغیر، فضل اللقاء، شمس العارفین، دیوان باہو کبیر، دیوان باہو صغیر، رسالہ روحی، اورنگ شاہی، امیر الکونین، جامع الاسرار، مفتاح العارفین، قرب دیدار، نور الہدیٰ، عین نما، قطب الاقطاب، تحفۃ الفقراء، کشف الاسرار وغیرہ۔

ان تمام کتابوں میں صرف فقر کے احوال اور مقامات کا بیان ہے۔ ان میں استعارات، شیرازہ، تمہید یا قصائص بیان نہیں کیے گئے بلکہ آپ کی تصانیف میں "قال اللہ تعالیٰ قال الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کے مطابق فقر کے احوال اور شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت الٰہی، ذکر و فکر کے اشغال، مراقبہ، تصورات اور علم دعوت قبور کا بیان ہے۔

آپ کی تصانیف میں جو تصوف پیش کیا گیا ہے وہ تصوف کی دیگر کتب سے بالکل نرالا اور انوکھا ہے۔ آپ کی باتیں زیادہ تر الہامی ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی میں بڑے بڑے اولوالعزم اولیاء اللہ کے مزارات پر دعوت پڑھی جس کا مفصل ذکر آپ کی تصانیف میں موجود ہے۔ کشف قبور کا ذکر تصوف کی اور بہت سی کتب میں پایا جاتا ہے۔ مگر دعوت قبور کا ذکر صرف آپ ہی کی تصانیف میں ملتا ہے۔ یہ ایک ایسا بے نظیر طریقہ ہے کہ جس سے صاحب قبر سے ظاہری طور پر فیض حاصل ہوتا ہے اور بڑے بڑے مقامات جو مدتوں زہد و ریاضت سے حاصل نہیں ہو سکتے، اس طریقے سے ایک دم میں حاصل ہو جاتے ہیں۔ اس دعوت کے طریقے اور اس کی رجعت سے بچنے کی تدابیر

اور اس کی پوری تشریح آپ قدس سرہ کی اصل فارسی کتب یا فارسی کتب کے صحیح تراجم میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کا ارشاد گرامی ہے کہ میں تیس سال تک مرشد کامل کی طلب میں پھرتا رہا اور تمام عمر طالب صادق کی طلب میں بسر ہوئی' چنانچہ اسی حال میں آپ نے اپنی باطنی دولت اور روحانی نعمت کو کتابوں کی صورت میں قلمبند فرما لیا اور اس طرح اپنے باطنی فیض کا عام دستر خوان طالبوں اور سالکوں کے لیے قیامت تک بچھا دیا اور دعوت عام دے دی کہ جس کا جی چاہے آئے اور اس نعمت لازوال سے مالا مال ہو۔

کیمیائے گنج مفلس رانمود ہر کہ راعقل است حاصل کرد زود

یعنی ہم نے کیمیا اور اکسیر کے خزانے مفلسوں اور محتاجوں کے لئے کھول دیئے ہیں' جس کسی کو اس کی سمجھ اور عقل ہے وہ جلد حاصل کر لے گا۔

تعلیمات سلطانی

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ ط (جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا۔) جو خواہشات نفسانی سے رک جاتا ہے۔ اسے تزکیہ و تصفیہ حاصل ہو جاتا ہے۔ نفسانی خواہشات کو روکنے کے لئے پرہیزگاری ضروری ہے اور پرہیزگار بننے کے لئے اللہ تعالےٰ کے احکامات کی بجاآوری اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ضروری ہے۔

معرفت الٰہی حاصل کرنا ہی سلطان العارفین قدس سرہ کا بنیادی اور اہم سبق ہے اور یہ سبق مرشد کامل کی رہنمائی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا اور مرشد کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے روز ہی طالب کو فیض عام اور باطنی صفائی فراہم کرے اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکتا تو خود ناسوتی مقام میں ہے۔ اور عوام الناس کی طرح ناقص ہے'

کیونکہ عارف باللہ سے معرفت مشاہدہ اور نور الٰہی کی تجلیات کسی طرح بھی پوشیدہ نہیں ہوتیں۔ اس لئے کہ وہ روشن ضمیر اور کیمیا نظر ہوتا ہے۔

معرفت الٰہی کی راہ تین طرح کی ہے۔

اول:- ابتدائی علم الیقین، یعنی ابتدا" صرف جاننا جو محض علم بالیقین ہے۔

دوم:- متوسط عین الیقین۔ یعنی متوسط مقام دید' مجذوب جس میں عین الیقین سے انوار الٰہی کی تجلیات دیکھتا ہے اور زیادتی غلبہ کی وجہ سے دیوانہ مجنون ہو جاتا ہے۔

انتہائی درجہ حق الیقین کا ہے۔ یعنی اسم اللہ کے تصور سے حق میں غرق ہو جانا یہ اسی شخص کو حاصل ہوتا ہے جس کا حوصلہ وسیع ہو اور ایسا ہی شخص معرفت ربانی برداشت کر سکتا ہے۔

ذیل میں تصور' ذکر' فکر اور مراقبہ کے متعلق سلطان العارفین قدس سرہ کی تعلیمات پیش کی جاتی ہیں:-

تصور:

i- تصور اسم ذات۔ ii- تصور اسم محمدؐ iii- تصور کلمۂ طیبہ۔

تصور اسم اللہ کے فائدے

معرفت الٰہی اور مشاہدۂ حضور کا یہ مطلب ہے کہ جب طالب اللہ اسم اللہ ذات اور کلمۂ طیب کا تصور کرتا ہے' تو کلمۂ طیب اور اسم ذات کے ہر ایک حرف سے سورج کی طرح نور نکل کر اسے اپنے آپ میں لپیٹ کر مجلس محمدیؐ میں لے جاتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور کی مشق سے نفس کی پاکیزگی' دل کی صفائی اور روح کی روشنی اور سر کی تجلیات نصیب ہوتی ہیں۔ اسم اللہ ذات کے تصور کی مشق سے دل اس طرح

زندہ ہو جاتا ہے۔ جس طرح مرجھائی ہوئی گھاس رحمت کی بارش سے تر و تازہ ہو جاتی ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور کی کثرت سے انسان کے بدن کے تمام بال زبان بن کر یااللہ یااللہ پکارنے لگتے ہیں۔ اسم اللہ ذات کا تصور کرنے والا تمام عمر شیطان اور جن سے محفوظ رہتا ہے۔ اس کی مشق کرنے والے کے لیے قبر خلوت خانہ اور خواب گاہ ہو جاتی ہے۔

اسم اللہ ذات کا تصور چھ قسم کا ہوتا ہے؟

اسم اللہ' للہ' لہ' ہو' اسم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور کلمہ طیب (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ) ذکر کی چابی اسم اللہ ذات کا تصور ہے۔ اس چابی سے اس قدر اور ایسا ذکر کھلتا ہے' جس کا شمار ہی نہیں ہو سکتا۔ چمڑا' گوشت' ہڈیاں اور مغز سب کچھ اللہ ہو' اللہ ہو پکارنے لگتا ہے۔ یہ علامات اس شخص کی ہیں' جسے اسم اللہ کا تصور حاصل ہو۔

واضح رہے کہ معراج' معرفت' محبت' روحانی ملاقات' قرب' مشاہدہ' اسرار ربانی' فقر فنا فی اللہ' بقاباللہ' توحید کی ابتداء اور انتہا' تفکر' تصرف' توجہ اور توکل سب کچھ اسم اللہ ذات کی مشق کرنے والے کو اسم اللہ ذات کی مشق کی تاثیر سے حاصل ہو جاتا ہے۔

اس لئے اسم اللہ ذات کے تصور میں مشغول رہنا چاہیے۔ اسم اللہ ذات کے حروف سے انوار کی ایسی تجلی نکلتی ہے کہ اس میں غرق ہو کر طالب اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اس وقت نہ اسے بہشت یاد ہوتی ہے۔ نہ دوزخ' نہ دن' نہ رات' جو شخص اسم اللہ ذات کی معرفت سے محرم ہو جاتا ہے۔ دنیا و آخرت کی تمام چیزیں اس پر منکشف ہو جاتی ہیں۔ گو خلقت حقیر اور برا خیال کرتی ہے' لیکن حقیقت میں وہ ہوشیار ہو جاتا ہے اور اسے رب کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے اور تمام اولیاء

اور انبیاء کی روحیں اس کی مشتاق ہو جاتی ہیں۔ ایسے عارف کو عارف باللہ بھی کہتے ہیں۔

تصور کے غلبہ سے نفس غلام، مغلوب اور فرمانبردار ہو جاتا ہے اور وجود سے باتیں کرنے لگتا ہے۔ توجہ اور تصور سے نفس اپنے آپ کو پہچان کر بود سے نابود ہو جاتا ہے۔

تصور سے دو علم واضح ہوتے ہیں۔ ایک ظاہری عبادت و معاملات وغیرہ کا علم، دوسرا باطن یعنی معرفت۔ نور ذات تصور تین ہیں۔ اسم محمدؐ" اسم اللہ اور کلمۂ طیبہ جو شخص اسم اللہ ذات کے تصور سے توجہ اور مراقبہ کرتا ہے۔ مرتبہ موت کے حالات کا مشاہدہ کرتا ہے۔ یعنی جان کنی، قبر کی حقیقت، منکر اور نکیر کے سوال وجواب، روزقیامت کا حساب کتاب، پل صراط پر سے گزرنا، بہشت میں داخل ہونا، حوروقصور کا دیکھنا اور دیدار پروردگار سے مشرف ہونا۔ مراقبہ کرنے والے کو حق الیقین کا درجہ عطا ہوتا ہے۔

اسم اللہ ذات کی مشق کرنے والے کو بلامشقت معشوق اور بغیر محنت کے محبوب مل جاتا ہے۔ انسان خواہ ساری عمر اسم اللہ میں غرق رہا کرے۔ انسان خواہ ساری زمین ایک آدھ قدم میں طے کرے۔ خواہ پانچوں وقت کی نماز خانہ کعبہ میں باجماعت ادا کرے۔ ہمیشہ خضر علیہ السلام کی صحبت میں رہے۔ خواہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیینؐ تک۔ حضور پاکؐ سے لے کر تمام انبیاء، اولیاء، صاحب مرتبہ مومنوں سے مصافحہ کرتے، ان کا ہم نشین رہے اور ہر ایک روح کا نام جانتا ہو اور تمام روئے زمین کے وردوظائف والے، دعوت والے، قرآن والے جو حافظ ہیں۔ خواہ ساری دنیا اپنے قبضے میں کرے اور راہ خدا میں صرف کرے۔ اہل اسلام کو فائدہ پہنچائے۔

ان تمام مذکورہ بالا باتوں سے یہ بہتر ہے کہ اسم اللہ کا تصور کرے اور مجلس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضوری ہو۔ انسان ہرگز نفس اور شیطان کی قید سے رہا

نہیں ہوتا' جب تک کہ وہ اسم اللہ ذات کے تبرکات میں مشغول نہ ہو جائے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں میں سے کسی نام کو تصور کر کے نگاہوں میں لائے۔ تو اس نام کی برکت سے دل کی سیاہی اور کدورت اور زنگ دور ہو جاتا ہے اور جو کچھ دنیا اور آخرت میں ہے' سب اس پر عیاں ہو جاتا ہے۔ جو کوئی اسم اللہ ذات اور اسم محمدؐ اور کلمہ طیبہ میں محو جاتا ہے۔ اس کا ہر گناہ نابود ہو جاتا ہے اور وہ اسم اللہ ذات کے نور کے لباس میں رہتا ہے۔ جب طالب اللہ کے وجود میں اسم ذات تاثیر کر جاتا ہے' تو اس کا وجود معرفت کا رنگ پکڑتا ہے اور دوئی اس کے وجود سے نکل جاتی ہے اور مراد کو پہنچ جاتا ہے۔ دل کی طرف سر سے لے کر قدموں تک ظاہری آنکھ سے دیکھتا ہے اور اسم ذات وجود کے ہر بال پر لکھا ہوتا ہے۔ اسم اللہ ذات سے ظاہری حواس خمسہ بند اور باطنی حواس کھل جاتے ہیں۔ تصور آفتاب سے بڑھ کر روشن ہے۔ اور علیات کا کوئی حجاب اس کے سامنے نہیں رہتا۔ اس سے نفس تابع فرمانبردار اور غلام بن جاتا ہے۔ وجود ہی میں جو بات کرتا ہے۔ فوراً" جواب مل جاتا ہے۔ نیز تصور سے اپنے نفس کی شناسائی حاصل ہو جاتی ہے۔

اسم ذات کے تصور سے اس میں کچھ ایسی آگ پیدا ہو جاتی ہے کہ دن رات وہ نفس کو عتاب کرتا ہے۔ اس سے قہر اور غضب کے ساتھ پیش آتا ہے اور شریعت محمدیؐ کا لباس پہنتا ہے جو کچھ زمین و آسمان میں ہے۔ وہ اسم اللہ کی تسبیح میں مشغول ہے۔ باطنی مراتب اسم اللہ ذات کے حاضرات اور کلمہ طیب کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔ معرفت الٰہی میں سات مراتب ہوتے ہیں۔ پہلا مرتبہ نفی لا الہ' دوسرا مرتبہ الا اللہ' تیسرا محمدؐ رسول اللہ' چوتھا قرآنی آیات کا پڑھنا۔ پانچواں وظائف اور دعاء سیفی کا پڑھنا' چھٹا اسمائے باری تعالیٰ' ساتوں اسماء اللہ کی وحدانیت میں غرق ہونا۔ یہ سات خزانے ہیں۔ ان ساتوں میں سے ہر ایک کے ستر خزانے اور کھلتے ہیں۔ مبتدی کو چاہیے کہ اسم اللہ کا تصور اس طرح کرے کہ زبان سے کلمہ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھے۔ اس حال پر قائم رہے' تو جو شیطان اور نفسانی احوال

ہیں' وہ غائب اور دفع ہو جائیں گے۔ طالب اللہ کو اسم اللہ کا تصور معہ کلمۂ طیب کے تصور کے حاصل ہونا چاہیے۔ اسم ذات اور کلمۂ طیب کے ہر حرف سے نور کی تجلیات اہل تصور کو لپیٹ کر سرکار دو عالمؐ کے مکان پر لے جا کر حضورؐ کی نذر کر دیتا ہے۔ وہاں پر دریائے وحدانیت میں طرح طرح کی لہروں سے وحدت وحدت کے نعرے نکلتے ہیں۔ جو اس دریائے وحدت کو دیکھ لیتا ہے' وہ عارف باللہ ہو جاتا ہے اور جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دست مبارک سے پکڑ کر اس دریا میں غوطہ دیتے ہیں' وہ دریائے وحدت میں غوطہ خور ہو جاتے ہیں اور فنا فی اللہ کے درجے کو پہنچ جاتے ہیں۔ بعض غوطہ خور سالک اور مجذوب ہو جاتے ہیں۔ دونوں جہان کے طبقات اور اٹھارہ ہزار عالم کی مخلوقات کی ملکیت اسم اللہ کے طے کر لینے میں اور اسم اللہ کا نام قلب میں کر لینے میں ہے۔ جو اسم اللہ ذات سے واقف ہے۔ اس کی نظر میں دونوں جہان رہتے ہیں۔ اسم اللہ ہر مقام پر اسرار الٰہی کے لئے بمنزلہ چابی ہے۔

اسم اللہ ایک ایسا اسم ہے کہ جس دلی میں قرار پکڑتا ہے۔ اسے دونوں جہان سے دیوانہ بنا کر مست کر دیتا ہے۔ تین شخصوں پر اسم اللہ تاثیر نہیں کرتا۔ اول عالم بے عمل' دوم اہل دنیا جس میں رحم نہ ہو' سوئم تارک الصلوۃ' جسے نماز روزے کی واقفیت نہ ہو۔

اسم اللہ میں بہت ہی شیرینی' لذت' شوق' عزت' حیا' عشق' دل کی صفائی اور عطائے حق کی خوشبو ہے۔ جو شخص اسم اللہ ذات سے واقف ہے' وہ عارف باکمال ہے۔ اس کے لئے غرق فنا فی اللہ کوئی مشکل کام نہیں۔ وہ ایک لحظہ میں طالب کو واصل کر دیتا ہے۔ اسم اللہ ایک آئینے کی طرح ہے۔ جس میں طالب کو دونوں جہان دکھائی دیتے ہیں اور وہ ہر ایک مقام کو دیکھ لیتا ہے۔ جو شخص اسم اللہ کا تصور دماغ میں کرتا ہے' تو اسم اللہ دیکھ لیتا ہے۔ اس کی آنکھوں میں کبھی نیند نہیں آتی۔ اس کی خوراک مجاہدہ اور اس کا خواب مشاہدہ ہو جاتا ہے۔

اسم اللہ' ذکر اللہ پاک اور اعظم ہے۔ پس وہ سوائے پاک اور معظم وجود کے

قرار نہیں پکڑتا۔ حدیث پاک میں ہے کہ اسم الٰہی ایک پاک چیز ہے جو سوائے پاک مکان کے کہیں قرار نہیں پکڑتی۔ اسم اللہ ذات اور ذکر الٰہی سے قلب میں حسب ذیل صفات پیدا ہوتی ہیں۔ جس شخص میں یہ دس صفات نہیں' خواہ ساری عمر سخت ریاضت کرتا رہے' کبھی نفس تابع نہ ہو گا۔

(اول) قلب آفتاب کی طرح روشن ہو (دوم) قلب گہرے دریا کی طرح ہو (سوئم) ماسوی اللہ کو جلا دے (چہارم) دل زندہ اور نفس مردہ کر لے (پنجم) ظاہر اور باطن میں عبادت سے محبت رکھے اور غرق رہے (ششم) جسم اور قلب چراغ کی طرح روشن کرے (ہفتم) ہر حقیقت کو آئینے کی طرح دیکھ سکے (ہشتم) بغیر محنت و مشقت کے گنج پا لے (نہم) مردہ گھاس کی طرح ذکر الٰہی کے باران رحمت سے ہرا بھرا ہو جائے (دہم) قرب الٰہی کا واصل بن جاتا ہے۔ جس شخص میں قلب کی یہ صفات پائی جائیں' اس کے چاروں عنصر ایک ہو جاتے ہیں۔

اسم اللہ ذات کے تصور سے توحید حضوری منکشف ہوتی ہے۔ پہلے روز حضرت بی بی رابعہؒ اور سلطان بایزیدؒ کا مرتبہ دکھاتا ہے اور اسم اللہ ذات کے تصور کے علم حاضرات سے الا اللہ کی معرفت توحید میں پہنچ جاتا ہے اور حضور پاکؐ کی مجلس میں داخل ہوتا ہے اور زندہ و گزشتہ مومن مسلمان اور اولیاء اللہ کی ارواح سے ملاقات کرتا ہے۔ تصور اسم اللہ کے علم حاضرات سے نو آسمان' عرش' کرسی' لوح و قلم اور زمین کے سات طبقوں کا تماشہ نظر آتا ہے اور پہاڑ کے تلے سنگ پارس کے دریافت کرنے کا تصرف حاصل ہوتا ہے۔ یہ ایسی راہ ہے کہ پہلے اس میں چار پرندوں کو لے کر اسم اللہ ذات کے تصور سے ذبح کر لے یعنی حرص کا کوا' شہوت کا مرغ۔ زینت کا مور اور حرص کا کبوتر۔ بعد ازاں معرفت خدا میں قدم رکھے۔ جب یہ چاروں جانور ہلاک ہو جاتے ہیں' تو ظاہری حواس بند ہو جاتے ہیں اور باطنی حواس کھل جاتے ہیں۔ جس سے حق اور باطل میں تمیز کر سکتا ہے۔ عشق محبت الٰہی کا مغز اور معرفت الٰہی کا خلاصہ ہے۔ عشق ہی سے دائمی معراج اور شرف دیدار اور محمدیؐ مجلس حاصل ہوتے

ولایت قلب میں آتا ہے۔ اسے دونوں جہان اس طرح دکھائی دیتے ہیں، جیسے مچھر کا پر۔ جہاں پر بیٹھتا ہے دونوں جہان کا تماشا ہاتھ کی ہتھیلی پر اور پشت ناخن پر دیکھتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور کے شروع میں ذکر، فکر، توجہ، مراقبہ، معرفت اور نور توحید اور ذات حق کا دیدار ہوتا ہے۔ جو ذاکر ان صفات سے متصف نہیں، وہ فکر وذکر سے رجعت کھا کر دیوانہ یا مجذوب ہو کر غضب وغلاظت میں رہتا ہے۔

تصور اسم محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

جو شخص اسم محمدیؐ کا تصور کرتا ہے۔ ہر بات کے جواب میں نور محمدیؐ سے لب کشائی کرتا ہے۔ جو تصور کرتا ہے۔ اس میں اسم محمدؐ تاثیر کرتا ہے۔

تصور اسم محمدیؐ والا روشن ضمیر ہو جاتا ہے اور عظمت عظیم، ہمراہی محمدؐ، قلب سلیم، صراط مستقیم حاصل ہوتا ہے۔ آنحضرتؐ کا ہم جسم، ہم قدم، ہم زبان، ہم شنو، ہم بینا ہو جاتا ہے۔ شریعت کا لباس پہنتا ہے۔ اسم محمدؐ میں چار حروف ہیں۔ جس میں دونوں جہان ہیں۔ اس میں دونوں جہان کی خبریں منکشف ہوتی ہیں۔ جب اسم محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا تصور کرتا ہے۔ تو حضور پاکؐ معہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم تشریف فرما ہوتے ہیں۔

تصور کلمہ طیب

مراتب، قرب، معرفت، غرق وحدانیت، مقام مجلس محمدیؐ ہر ایک روح سے ملاقات مصافحہ کرنا، اور کل جہان کو اپنے قبضے میں کرنا ہو، تو تصور کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ قائم کیا جاتا ہے۔ ذکر فکر، وتصور میں افضل کلمہ پاک ہے۔

ہیں۔ صاحب مشق دنیا و آخرت میں لا احتیاج ہوتا ہے' اولیاء کا سردار اور سرتاج اور مشاہدۂ ربوبیت میں ہمیشہ غرق ہوتا ہے۔ مشق کے شروع کرتے ہی پہلے روز معرفت الٰہی کے مراتب نصیب ہوتے ہیں۔ مشق مقرب رحمانی اور قدرت سبحانی ہے۔ جسے مشق کا طریقہ یاد نہیں' اسے فقر و معرفت کی خبر ہی نہیں۔ اسم اللہ ذات کے حاضرات سے مشرق سے مغرب تک سب اس کے قبضے میں آ جاتا ہے۔ تمام دنیا کی سیر کر سکتا ہے۔ خشکی اور تری اس کے لئے یکساں ہوتی ہیں۔ نظر سے خاک کو سونا چاندی بنا سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص ساری عمر ریاضت' نماز' روزے اور نوافل میں گزار دے تو بھی بری صفات سے وجود کو خالی نہیں کر سکتا۔ تاوقتیکہ اسم اللہ ذات کو مشق وجود یہ مرقوم کا تصور نہ کرے' کیونکہ یہی اسے ہر ایک بلا و رنج سے نجات دے سکتی ہے۔

یہ سب ہر قسم کے مراتب اسم اللہ نور سے حاصل ہوتے ہیں۔ جس شخص کو اسم اللہ ذات کا تصور حاصل ہے۔ اس کے ساتوں اعضاء نور مطلق ہو جاتے ہیں اور ہر عضو سے نور ٹپکتا ہے اور اسی نور سے ذات حق کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور بغیر جو کچھ خواب یا مراقبہ میں دیکھتا ہے۔ خام خیالی ہے اور سراسر مردودگی اور دل کی سیاہی ہے۔ مشق مرقوم وجودیہ سے جو تصور' تصرف' توجہ' تفکر اور توحید حاصل ہوتی ہے۔ وہ مشاہدہ' معرفت' قرب اور وصال الٰہی ہے۔ جو شخص پانچ وقت کی نماز باجماعت ادا کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے دیدار کا امیدوار ہے۔ اور جو سجدہ بجا نہیں لاتا' وہ دنیا و آخرت میں خوار ہے' کیونکہ دیدار اسم اللہ ذات کا تصور کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ قلب تین طرح کا ہوتا ہے۔ قلب سلیم' قلب منیب اور قلب شہید۔ یہ تینوں اوصاف دل میں اسم اللہ ذات کے تصور سے آتے ہیں۔ اس سے قلب کو دائمی زندگی نصیب ہوتی ہے۔ موت سے خلاصی پاتا ہے اور معرفت' قرب اور توحید الٰہی میں یگانگت کا مرتبہ حاصل کرتا ہے اور فنا فی اللہ ہو کر آفتاب کی طرح روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔ زندہ قلب کسی صغیرہ یا کبیرہ گناہ کے عوض نہ سلب ہوتا ہے۔ نہ مردہ' اگر زندہ قلب کو دنیاوی بادشاہی دی جائے' تو بھی وہ پسند نہیں کرتا۔ جو طالب

تفکر کرنے کا طریقہ ' فضائل اور فائدے

اسم اللہ اور اسم محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کلمۂ طیب کو باطنی تفکر سے ہمیشہ دل پر لکھنا کہلاتا ہے۔

اسم اللہ اور کلمۂ طیب کے جو حروف فکر اور توجہ سے طالب دل پر لکھے' اس کے لکھنے سے سر اور پاؤں تک نور کی آگ پروردگار کے دیدار کی معرفت کے قرب سے بھڑک اٹھے گی اور تمام توہمات وغیرہ جل جائیں گے۔ اس کے بعد طالب حقیقی مسلمان' صفات القلب اور تصدیق الیقین ہو جائے گا اور توحید کے دریا میں غرق ہو کر وہ کفر' شرک سے بیزار ہو جائے گا۔ ایک گھڑی کا تفکر دو جہان کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ مراقبہ حضور (حدیث) اور تفکر تمام میں رہا کرتے تھے۔ واضح رہے کہ زندگی اور موت میں وجد کی پاکیزگی ہی اصل مدعا ہے۔ اسے حاصل کرنے کے لئے اسم اللہ کو باطنی تفکر سے دل پر لکھے۔ جب دل کو بہت لکھائی حاصل ہو گی تو اس میں سے یاحی یا قیوم کی آواز نکلے گی۔ پھر اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دل پر لکھے۔ پھر غوث کی قبر پر دعوت پڑھنے کے لائق ہو جائے گا۔ اسم اللہ کے تفکر سے نور توحید پیدا ہوتا ہے۔ علم تلاوت قرآن مجید سے دل میں نیک اعمال پیدا ہوتے ہیں۔

جو تفکر دنیا کی بابت کیا جائے' اس سے دل میں سیاہی جمع ہوتی ہے' اہل دنیا سے بدتر کوئی نہیں' اپنی ہستی مٹا دے' ذکر و تفکر میں مشغول نہ ہو گے' تو دنیا میں روحانی فیوض سے محروم رہو گے۔ ہر وقت ذکر اور فکر میں مشغول رہا کرو۔ ذکر کرتے ہوئے ہمیشہ فکر میں محو رہنا چاہیے۔ ذکر کے ساتھ ساتھ تصور بھی قائم رکھنا چاہئے۔ کیونکہ یہ نہایت تیز تلوار سے بھی زیادہ موثر ہے۔ تفکر دلی اور توجہ سے ہمیشہ ذکر میں مشغول رہا کرو۔ کیونکہ یہ تیز تلوار سے بھی زیادہ موثر ہے۔ جو اسم اللہ ذات کے تفکر

وتصور سے بغیر مجاہدہ کے مشاہدہ کرتا ہے اور لاہوت ولا مکان اور تمام چیزیں عین بہ عین دکھائی دیتی ہیں۔ فکر فنائے نفس کو کہتے ہیں۔ جس شخص کو فنائے نفس حاصل ہو' وہ اللہ تعالیٰ کے فیض' راز' قرب اور معرفت کی خبر دیتا ہے۔

ذکر کا طریقہ اور فضائل

۱۔ زبان بند کر کے دل سے ذکر الٰہی کرنا ذکر قلبی ہے۔

۲۔ دل پر پانچ شیطانی قلعے ہیں' جو ان کو نہیں توڑتا' اس کا دل نہیں کھلتا اور قلبی ذکر کا صاحب نہیں ہوتا۔

۱۔ قلعۂ طمع' ۲۔ قلعۂ حرص' ۳۔ قلعۂ ضد' ۴۔ قلعۂ تکبر' ۵۔ قلعۂ نفاق۔

ایک روز جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر قبرستان میں سے ہوا' تمام ارواح نے التجا کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! سالہا سال سے ہم عذاب میں مبتلا ہیں۔ آنحضرتؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ پھر تھوڑی دیر بعد جنابؐ مسکرائے اور روئے مبارک پر مسرت کے آثار ظاہر ہوئے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا یا حضرتؐ اس رنج وغم اور ہنسی خوشی میں کیا حکمت تھی؟ فرمایا: جب میں قبرستان میں داخل ہوا' تو تمام روحوں نے شکایت کی کہ ہم عذاب میں مبتلا ہیں۔ میں ان کے عذاب کی وجہ سے حیران تھا کہ اتنے میں کسی کوے نے ذاکر قلبی کی ہڈی لا کر قبرستان میں پھینک دی۔ جس سے ان کا عذاب ٹل گیا۔ اور یہ قبرستان گلشن وگلزار بن گیا۔

مراقبہ اور نفس کا بیان

ذکر کا تعلق شوق سے' فکر کا فنائے نفس سے اور مراقبے کا تعلق ملاقات سے ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ مراقبہ میں رہا کرتے تھے۔ مراقبہ دل کی

نگہبانی کو کہتے ہیں۔ جو اسم اللہ ذات کا تصور اور مراقبہ کرتا ہے۔ تو اس کو مرتبہ موت کے حالات کا مشاہدہ ظاہر ہوتا ہے۔ وہ جان کنی' قبر کی حقیقت' منکر نکیر کے سوال اور قیامت کے سوال سب کچھ دیکھ لیتا ہے' مختصر یہ کہ اہل مراقبہ واصل اور حق الیقین کے مرتبے کو پہنچ جاتا ہے۔

مراقبے چار قسم کے ہیں اول مراقبہ محبت شاہ اسرار الہٰی' یہ تصور اللہ سے حاصل ہوتا ہے۔ دوم مراقبہ معرفت توحید نور الہٰی' یہ بھی اسم اللہ سے حاصل ہوتا ہے۔ سوم مراقبہ معراج الصلوٰۃ کہ جو مقام قلب سے کشادہ ہوتا ہے۔ اس مراقبہ میں ذکر جاری ہوتا ہے۔ دل کو فرحت ہوتی ہے۔ وجود زندہ ہوتا ہے۔ یہ بھی تصور اسم اللہ سے ہوتا ہے' چہارم مراقبہ مجموعۃ الوجود جس میں سر سے پیر تک ہفت اندام مشاہدۂ نور ذکر سے روشن ہو جاتے ہیں اور طالب کا نفس اور شیطان پر غلبہ ہوتا ہے۔ اس مراقبہ والا انبیاء اور اولیاء کی مجلسوں میں پہنچ کر ان سے ملاقات کرتا ہے۔ یہ مراقبہ بھی اسم اللہ کے تصور سے ہے۔

نفس

واضح رہے کہ نفس شہوت کے وقت حیوان کی طرح بے عقل ہو جاتا ہے اور غصے کے وقت مخفی شر شیطان' بھوک کے وقت بے اختیار اور حیران درندہ' سیری کے وقت فرعون بے سامان اور سخاوت کے وقت قارون کی طرح بخیل اور نافرمان بن جاتا ہے۔ نفس کا علاج سوائے اس کے قتل کر دینے کے اور کوئی نہیں یا اسے اپنا فرمانبردار اور تابع کر لے یا وہ عبادت میں رہ کر مطمئنہ بن جائے' نفس کو سیدھی راہ لگانے کا علاج تصور اسم اللہ' تفکر اسم اللہ اور ذکر کلمہ طیب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔

مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہونے کا طریقہ

جب طالب اپنے دل پر اسم اللہ کا نقش لکھتا ہے اور نقش ٹھیک طرح سے

دل پر قائم ہو جاتا ہے' تو باطن میں دل پر اسم اللہ صاف صاف دکھائی دینے لگتا ہے اور اس سے آفتاب کی طرح انوار الٰہی کی تجلیات نکلنی شروع ہو جاتی ہیں اور اس روشنی سے نفسانی اور شیطانی تاریکی اور سیاہی دل سے دور ہو جاتی ہے۔ اس وقت مرشد کو چاہئے کہ طالب اللہ کو باطنی تفکر اور تصور سے دل کے گرد اسم اللہ دکھا کر باطن میں مستغرق کر دے اور طالب کہے کہ دل کے گرد اسم اللہ ذات کا ایک نہایت وسیع میدان ہے۔ جس کی کوئی حد نہیں۔ اس میدان میں ایک روضہ نما گنبد ہے' جس کے دروازے پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہے۔ جب طالب اسم اللہ پڑھتا ہے' تو اسم اللہ کلمہ طیب کی چابی بن کر اس تالے کو کھول دیتا ہے۔ جب طالب اس روضہ نما گنبد کے اندر داخل ہوتا ہے' تو اسے ایک خاص الخاص مجلس دکھائی دیتی ہے اور مجلس میں قرآن شریف اور حدیث کا ذکر اذکار ہوتا ہے۔ پس یہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتی ہے۔ مجلس محمدیؐ سات مقامات پر میسر آتی ہے۔

۱۔ مقام ازل ۲۔ مقام ابد ۳۔ مقام دنیا' دنیا میں یہ مجلس چار مقامات حرم مدینہ' حرم کعبتہ اللہ' آسمان کے اور عرش اکبر پر دکھائی دیتی ہے۔ چہارم سمندر میں جسے توحید مطلق کا دریا کہتے ہیں۔ اس میں معرفت الٰہی کا نور موجزن ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں مجلس محمدیؐ لامکان میں بھی ہوتی ہے۔

مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سات علامتیں

اول یہ کہ وجود مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کستوری جیسی خوشبو آتی ہے' کیونکہ آپؐ کے وجود مبارک میں نفس امارہ بالکل نہیں تھا' اس واسطے لالچ اور حرص وہوا مطلق نہ تھے۔

دوم ظاہر وباطن میں دل غنی ہو جاتا ہے۔

سوم ہر ایک بات قرآن وحدیث کے مطابق کرتا ہے۔

چہارم شریعت کا لباس پہنتا ہے۔
پنجم سنت وجماعت پر کاربند رہتا ہے۔
ششم مسلمانوں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ سخاوت میں بے نظیر ہوتا ہے۔
ہفتم یہ ظاہر میں لوگوں سے ہمکلام رہتا ہے' لیکن باطن میں فنا فی اللہ میں مستغرق رہتا ہے۔

جب تک کوئی صاحب ارشاد مرشد رہنمائی نہ کرے۔ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میسر نہیں ہو سکتی' خواہ ساری عمر وردووظائف اور ریاضت میں مشغول رہے۔ کامل مرشد ایک لحظہ کے اندر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا دیتا ہے۔

جب طالب مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہوتا ہے' تو اول خلفائے اربعہؓ کی توجہ کا مرکز بنتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر سے طالب کے وجود میں صدق وراستی پیدا ہوتی ہے اور کذب ونفاق اس کے وجود سے دور ہوتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر سے اس کے وجود میں عدل وانصاف ارر محاسبۂ نفس پیدا ہوتا ہے اور خطرات بدوخواہشات نفسانی اس کے وجود سے دور ہو جاتے ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر پڑنے سے اس کے وجود میں حیا اور ادب پیدا ہو جاتا ہے اور بے حیائی وبے ادبی دور ہو جاتی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نظر پڑنے سے اس کے وجود میں علم ہدایت وفقر پیدا ہوتا ہے۔ حب دنیا اس کے وجود سے دور ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تلقین وبیعت حاصل کرنے کے لائق ہو جاتا ہے۔

تصور اسم اللہ' اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تصور کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سے مقام مجلس محمدیؐ اور مقام فنا فی اللہ حاصل ہوتا ہے۔
جب طالب مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہو تو پہلے کلمۂ طیب' درود شریف اور لاحول وغیرہ ضرور پڑھے۔ جب تک مجلس سے یہ آواز نہ آئے کہ اے

تصور والے! یہ ہی خاص مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے' اس میں داخل ہو جا' اس وقت تک مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل نہ ہو' سب سے بڑی نعمت معرفت توحید ہے' جو مجلس محمدیؐ سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ کلام الٰہی کی آیات اور شرح محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے حاصل ہوتی ہے۔

طالب اللہ کی ذمہ داری

طالب اللہ میں یہ دس صفات ہونی چاہئیں۔

۱۔ باادب ہو۔
۲۔ باحیا ہو۔
۳۔ طلب خدا رکھتا ہو۔
۴۔ نفسانی خواہشات چھوڑ دے۔
۵۔ ماسوائے اللہ کو طلاق دے۔
۶۔ مرشد کی اطاعت میں رہے۔
۷۔ خدا کی راہ میں جان تک قربان کرے۔
۸۔ ہمیشہ خاموش رہے۔
۹۔ باشعور اور اس کا باطن معرفت اور قرب الٰہی کے لائق ہو۔
۱۰۔ زندہ دل اور مردہ نفس ہو۔

جو طالب اپنے مرشد کے گناہوں کا خیال کرتا ہے' وہ کبھی راہ خدا نہیں دیکھ سکتا۔ جو طالب اپنے مرشد سے راستہ دیکھ لیتا ہے' وہ پھر مرشد کے گناہ کا خیال تک نہیں کرتا۔ فقر کی راہ میں طالب کی یہ صفات ہونی چاہئیں۔ عالم' عامل' فاضل' متقی اور پرہیزگار ہو اور جو مرشد فرمائے' اس پر یقین کرنے والا ہو۔ طالب اللہ کو چاہئے کہ پہلے نفسانی آفات کو پہچانے' پھر شیطانی گناہگاری کو اور پھر ترک دنیا کو۔ یہ تینوں باتیں ان

سات حروف سے حاصل ہو سکتی ہیں۔

۱۔ یعنی اللہ۔

۲۔ اللہ بس۔

۳۔ توحید وتوکل۔

۴۔ ظاہر اور باطن میں متابعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ثابت قدم رہے۔

۵۔ جہالت سے نکلے۔

۶۔ حرص کو چھوڑ دے۔

۷۔ تکبر کو وجود سے نکال دے اور خلق محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا کرے۔

مرشد کامل طالب اللہ کو چار طرح سے توفیق عطا کرتا ہے' جس سے طالب غلطی اور خطا نہیں کرتا اور ہمیشہ قرب ووصال الٰہی میں رہتا ہے اور اس کو ہر حال میں جمیعت لازوال حاصل رہتی ہے۔

پہلی توفیق مرشد کی نگاہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اسے زمین و آسمان کے تمام خزانے دکھائی دینے لگتے ہیں۔ تمام مخلوق اس کی فرمانبردار بن جاتی ہے۔ یہ تمام باتیں مشق وجودیہ مرقوم سے حاصل ہوتی ہیں۔ جو خالق کے نزدیک محبوب اور خلقت کے نزدیک ناپسند ہے۔ حضرت سلطان باہوؒ قدس سرہ فرماتے ہیں ۔

ہرکہ طالب حق بود من حاضرم ز ابتداء تا انتہاء یک دم برم

جو کوئی طالب حق ہو' تو میں حاضر ہوں' ایک دم میں ابتداء سے انتہاء تک پہنچا دوں گا۔

از خود گذر کن طالبا شو غرق نور احتیاجی نیست وصلش باحضور

اے طالب تکبر سے گزر کر نور میں غرق ہو جا' ایسے طالب کو حضور تک پہنچنے میں کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔

اسم اللہ کے تصور کا طریقہ اور مراقبہ کرنے کا طریقہ

طالب کے لئے لازمی ہے۔ پہلے کامل وضو کرے' پاک لباس پہنے' خالی مقام میں آئے اور روبہ قبلہ ہو کر مربع بیٹھے۔ ذکر الٰہی میں مشغول ہونے سے پہلے دونوں آنکھیں بند کر کے مراقبہ کرے اور اسم اللہ ذات کا تفکر کرے' شروع کرتے وقت ظاہری اور باطنی شیطانوں کے راستے بند کر کے خطرات نفسانی کو دور پھینک دے۔ پھر تین مرتبہ بسم اللہ پڑھے۔ تین مرتبہ درود شریف پڑھے۔ تین مرتبہ آیت الکرسیؑ' تین مرتب سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِيْمٍ؁ تین مرتبہ چاروں قل' تین مرتبہ سورۃ فاتحہ اور پھر تین مرتبہ سبحان اللہ پڑھے۔ بعد ازاں تین مرتبہ کلمہ تمجید پڑھے اور ہزار مرتبہ استغفار' تین مرتبہ کلمہ طیب پڑھے۔ پھر تفکر سے دل پر اسم اللہ لکھے۔ اسم اللہ کی تاثیر سے سینہ صاف ہو جاتا ہے۔ خناس و خرطوم مرجاتے ہیں۔ تصور کی دونوں آنکھوں سے مراقبہ میں پرواز کر کے دل کے اردگرد ایک وسیع میدان میں مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آئے۔ اس وقت لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ سُبْحَانَ اللّٰهِ؁ اور درود شریف پڑھے۔ حتی کہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حکم ہو' اے صاحب تصور! ہاں یہ خاص مجلس محمدیؐ ہے۔ شیطان میں یہ طاقت نہیں کہ اس مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آسکے۔

فقر محمدیؐ

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَلْفَقْرُ فَخْرِىْ وَ الْفَقْرُ مِنِّىْ؁ فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔ فقر وہ باطنی فن اور کمال ہے' جس پر فخر الانبیاء کی ذات بابرکات نے فخر فرمایا ہے۔ لغت عربی میں فقر افلاس اور تنگدستی اور دنیوی تنگی وناداری کو کہتے ہیں' لیکن باطنی دنیا میں فقر دونوں جہان کی بادشاہی اور سرداری کا نام

ہے۔ حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہ العزیز سے کسی نے فقر کی تعریف پوچھی' تو آپ نے فرمایا: دنیائے باطن میں فقیر وہ ہے' جو کسی شے کو کہہ دے تو وہ ہو جائے۔

ایک دفعہ صحابہ کرامؓ نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ یا حضرتؐ! وہ کونسی اچھی چیز ہے' جس سے دنیا و آخرت میں قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے اور وہ گھٹیا چیز کونسی ہے' جو دنیا و آخرت میں قرب الٰہی سے دور رکھتی ہے اور ذلت کا باعث ہوتی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: کہ تم فقر اور معرفت الٰہی سے محبت کرو' کیونکہ ان دونوں سے دونوں جہان کا فخر حاصل ہوتا ہے۔ دنیا کو حقارت کی نگاہ سے دیکھو' کیونکہ یہ شیطانی مال و متاع ہے۔

مراقبہ کرنے کا طریقہ (تفصیلی شرح مراقبہ)

تین مرتبہ بسم اللہ' تین مرتبہ درود شریف' تین مرتبہ سورۃ آیت الکرسی' تین مرتبہ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِیْمِ تین مرتبہ چاروں قل' تین مرتبہ سورۃ فاتحہ' تین مرتبہ کلمہ تمجید' تین مرتبہ کلمہ طیب پڑھے۔ کلمہ طیب پڑھتے وقت اسم اللہ اور اسم محمدؐ پر نظر رکھے اور آنکھیں بند کر کے ملاقات انبیاء اور اولیاء و معرفت الٰہی کی نیت کرے۔ بیشک مرشد کامل حضور میں پہنچا دے گا۔ پھر چند روز کے بعد جب توفیق الٰہی سے وہ انبیاء اور اولیاء کی ارواح سے مانوس ہو جائے' تو ظاہری باطنی حصار کی احتیاج نہ رہے گی' کیونکہ طالب حق' حق کو پالے گا یا کہ طالب اللہ کے دل پر تصور اسم اللہ واسم لہ' واسم ہو واسم محمدؐ کا تصور جم جاوے گا اور کلمہ طیبہ کے حروف اس کے دل پر نقش ہو جائیں گے۔ جب وہ اپنے دل کی طرف توجہ کرے گا تو اسماء و حروف کو نہایت خوش خط اپنے دل پر لکھا دیکھے گا اور تجلیات الٰہی اس پر ظاہر ہوں گی۔ جو کچھ چاہے گا' لوح ضمیر سے اسے حاصل ہوتا رہے گا۔ طالب کو جب باطن میں نیک وبد کام کے متعلق کوئی دینی ودنیوی مہم درپیش ہو اور باطن اسے کام کے کرنے کا حکم دے یا اس

کے مانع ہو تو اس وقت اسے چاہئے کہ وہ کلمۂ طیب پڑھے اور اس کا ثواب انبیاء' اولیاء' شہداء' صدیقین کو بعد لاحول اور سورۃ فاتحہ پڑھ کر پہنچائے تو جواب مل جائے گا۔

کن کن لوگوں پر شیطان کو قدرت نہیں اور کن پر وہ غالب رہتا ہے

یاد رہے کہ عالموں' فاضلوں' فقیروں' عارفوں' واصلوں پر شیطان ان کی قوت علم کی وجہ سے غالب نہیں آ سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شیطان ہر ایک آدمی کے وجود میں شب وروز ستر (۷۰) دفعہ آتا جاتا ہے اور انسان کے جسم میں اس کے ہر ایک روئیں روئیں سے اس کی آمدورفت کا راستہ ہے۔ جب شیطان کسی مردہ دل یا طالب دنیا کے قلب میں جاتا ہے' تو اس کے نفس امارہ کو زندہ کرتا ہے۔ اسے دنیا کی طمع دلاتا ہے اور اس کے دل میں خناس' خرطوم' شیطان' حرص' حسد' بغض' کینہ' وسوسہ اور خطرات پیدا کرتا ہے۔ اپنے علم سے وہ ان لوگوں پر غالب رہتا ہے' جس سے یہ لوگ شیطان کے تابعدار بنے رہتے ہیں اور حرص وہوس وطمع دنیا سے کسی طرح خلاصی نہیں پا سکتے' کیونکہ طمع شیطان کی کنجی ہے' جس سے وہ انسان کے وجود میں آمدورفت رکھتا ہے۔ مگر تین شخصوں کے وجود میں اسے داخل ہونے کی مطلق اجازت نہیں۔

اول۔ جس کے دل میں نور ایمان ہوتا ہے اور تصدیق دل سے وہ کلمۂ طیبہ پڑھتا ہے۔

دوم۔ وہ شخص جو اسم اللہ کے تصور والا ہو' کیونکہ تصور اسم اللہ ذات کی سوزش سے شیطان جل کر خاک ہو جاتا ہے۔

تیسرا۔ جو لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھے۔

مفتاح العارفین

مفتاح العارفین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ[1]

ازان نور کل مخلوقات ظہوریافت۔ وَحۡدَہٗ لَاشَرِیۡکَ لَہٗ بہرلسان مذکور، و ام الکتاب منشور ورازق کل مرزوقات۔ بدین اعتبار مسرور۔

قولہٗ تعالیٰ: وَمَا مِنۡ دَآبَّۃٍ فِی الۡاَرۡضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزۡقُہَا[2]

مالک الملک خویش ھردو جہان تصرفات وردست اواست۔

قولہٗ تعالیٰ: وَاللّٰہُ یَرۡزُقُ مَنۡ یَّشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ[3]

و درودنا محدود براحمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ رسول الھدیٰ ودین الحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ واتباعہٖ اَجۡمَعِیۡنَ ط

بدانکہ این رسالہ رانام مفتاح العارفین نہادہ شد۔ بعدہٗ میگوید بندۂ ضعیف نحیف فنا فی اللہ بندہ باھوؒ ولد بازیدؒ عرف اعوان ساکن قرب جوار قلعہ شور متعلقہ صوبہ لاہور فرسھا اللہ تعالیٰ من الآفات والجور۔ چند کلمات ازاسم اللہ ذات ومدخل مجلس حضور مشرف مستعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم متبرکات بموافق نص وحدیثات ومقامات عارف باللہ وفقیر فنا فی اللہ سلک سلوک درطی تحریر آوردہ شدکہ روندگان راہ از طریق تحقیق، زندیق

۱۔ سورہ النور، ۲۴ : ۳۵

۲۔ سورہ ھود، ۱۱ : ۶

۳۔ سورہ البقرہ ۲ : ۲۱۲

مفتاح العارفین

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان' نہایت رحم والا ہے

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔
اسی کے نور سے کل مخلوقات نے ظہور پایا ہے۔ وہ ایک ہے اور کوئی اس کا ثانی نہیں اور ہر زبان اسی کا ذکر کرتی ہے اور قرآن پاک میں اس کے احکام ہیں۔ وہ تمام مخلوق کا روزی رساں ہے۔ اس اعتبار سے وہ مسرور ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اور زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں' جس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو۔"
وہ اپنے ملک کا آپ ہی مالک ہے اور دونوں جہان کا قبضہ اسی کے ہاتھ میں ہے۔
ارشاد خداوندی ہے۔: "اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے' اسے بے حساب روزی دیتا ہے۔"
اور لاتعداد اور نامحدود درود احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ' رسول الہدیٰ' دین الحق صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین پر ہوں۔
جاننا چاہئے کہ اس رسالے کا نام "مفتاح العارفین" رکھا گیا ہے۔ اس کے بعد بندۂ ضعیف ونحیف فنا فی اللہ بندہ باھوؒ ولد بازیدؒ عرف اعوان ساکن قرب وجوار قلعہ شورکوٹ متعلق صوبہ لاہور (اللہ تعالیٰ اسے آفات اور ظلم سے بچائے) عرض پرداز ہے کہ چند کلمات اسم اللہ ذات اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف و داخل ہونے' نص واحادیث اور مقامات عارف باللہ اور مراتب فقیر فنا فی اللہ اور سلک سلوک کے مطابق تحریر کئے گئے ہیں۔ تاکہ سالکین راہ طریق تحقیق' طریق زندیق'

شرک و کفر وبدعت و سرودو خدوخال و حسن پرستی'. بمطرب نغمہ' ساقی شراب وازانا ہوا' مستی' استدراج آگاہ باشندکہ اسم اللہ لازوال جاودان کلید است حقیقت و کنۂ اسم اللہ' تصور' تصرف' راہ اسم اللہ وفقیر عارف باللہ راچہ دانند مقلدان خودفروش از اہل تقلید۔

و راہ معرفت مولیٰ وفقر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو قسم اند۔ یکی یا نوافل صوم صلوٰۃ دوام و دوم ماسوی اللہ مع اللہ غرق تمام۔ نوافل صوم صلوٰۃ تعلق بریاضت دارد۔ وما سوی اللہ مع اللہ ترک توکل تعلق بہ راز دارد۔ ریاضت برای رازاست ومجاھدہ ازبرای مشاھدہ است۔ وعبودیت از برای ربوبیت است وسر از برای اسرار است۔ ومعرفت از برای زندگی دوام دل بیدار است۔ ومحبت از برای محو محرمیت فی اللہ است۔ وفی اللہ از برای بقا باللہ است۔

از مرشد عارف باللہ طالب اللہ با شروع تلقین راز ومشاھدہ وربوبیت ومعرفت الٰہی واز ھرعلم آگاہی و محبت ومحرمیت وسراپردۂ ربانی' ظاھری وباطنی ازاسم اللہ ذات۔ روز اول برطالب فیض وعطااز دل باطن صفا نکشاید' معلوم شدکہ مرشد در مقام ناسوتی تمام ناقص است وناتمام کہ از عارف باللہ ہیچ وجہ راہ معرفت' مشاھدہ تجلیات نور اللہ مولیٰ پوشیدہ نیست کہ عارف باللہ روشن ضمیر کیمیا نظر' باالبصیر صاحب دیدہ نادیدہ نیست۔ ھرکہ عارف خدا را شناخت' از دوستان من زیر قبای من اند۔ نمی شناسد ایشان راکسی سوای من۔ از خودی انا برآمد وخودرا غرق بہ فنافی اللہ باسم اللہ ساخت۔

شرک، کفر، بدعت، سرود، خدوخال، حسن پرستی، نغمۂ مطرب، شراب ساقی، انانیت، حرص وہوا، مستی اور استدراج سے واقف ہو جائیں، کیونکہ اسم اللہ ذات حقیقت کی لازوال اور کلید جاودانی ہے۔ اہل تقلید خودفروش مقلد اسم اللہ ذات کی کنہ، تصور، تصرف، راہ اسم اللہ اور فقیر عارف باللہ کو کیا سمجھیں۔

اور راہ معرفت مولیٰ اور فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو قسم کا ہے۔ ایک تو نفلی نماز اور ہمیشہ روزہ رکھنا۔

۲۔ ماسوی اللہ سے قطع تعلق کر کے غرق فی اللہ تمام ہونا۔

نماز، روزہ اور نوافل کا تعلق ریاضت سے ہے اور ماسوی اللہ سے ترک توکل کر کے غرق فی اللہ ہونے کا تعلق راز سے ہے۔ ریاضت راز کے لئے کی جاتی ہے اور مجاہدہ مشاھدہ کے لئے کیا جاتا ہے اور عبودیت ربوبیت کے لئے ہے اور سراسرار کے لئے ہے اور معرفت دل بیدار اور ہمیشہ کی زندگی کے لئے ہے۔ اور محبت محو محرمیت فی اللہ ہونے کے لئے ہے اور غرق فی اللہ بقا باللہ کے لئے ہے۔

عارف باللہ مرشد سے تلقین کے شروع ہی میں مشاھدہ وربوبیت، معرفت الٰہی اور ہر علم سے آگاہی، محبت، محرمیت، سراپردۂ ربانی، ظاھری وباطنی، دونوں اسم اللہ ذات کے وسیلے سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ جو مرشد پہلے ہی دن طالب کو فیض وعطا اور باطنی صفائی نہیں دیتا، معلوم ہوا وہ خود ہی ناسوتی مقام میں ہے اور عام لوگوں کی طرح ناقص تمام ہے۔ کیونکہ عارف باللہ سے راہ معرفت، مشاھدہ، اور نور الٰہی کی تجلیات کسی بھی طرح پوشیدہ نہیں، اس لئے کہ وہ روشن ضمیر اور کیمیا نظر ہوتا ہے۔ وہ صاحب بصیرت اور صاحب دیدہ ہوتا ہے، نہ کہ صاحب نادیدہ۔ جس نے عارف خدا کو پہچان لیا، وہ میرے دوستوں میں سے ہے اور دوست میری قبا کے نیچے ہیں۔ ان کو میرے سوا کوئی نہیں پہچان سکتا۔ وہ انانیت سے باہر آگیا اور اس نے خود کو فنا فی اللہ اور اسم اللہ میں غرق کر لیا۔

بیت

چنان کن جسم را در اسم پنہان
که میگردد الف دربسم پنہان

حدیث قدسی

اِنَّ اَوْلِيَآئِىْ تَحْتَ قَبَائِىْ لَا يَعْرِفُهُمْ غَيْرِىْ (۱)

ابیات

ھرکہ پوشد خویش را آن باخدا
ھرکہ باخود مردہ شد سری ہوا

ناتوانی خویش را از خلق پوش
عارفانی کی بوند این خودفروش

فقر دعوت ابتداء و انتہاء
ھریکی واضح شدہ از مصطفیؐ

وراہ معرفت الٰہی نیز سہ قسم است:۔

اول: ابتدائی علم الیقین

دویم: متوسط عین الیقین

سویم: انتہائی حق الیقین

یعنی ابتداء دانستن بادانش کہ آن محض علم بالیقین است۔ ومتوسط بیش کہ

۱۔ کتاب معرفت بوستان، جلد اول، شرح معرفت مثنوی مولانای رومؒ

بیت

تو اس طرح سے اپنے نام کو اپنے جسم (ظاہری) میں پوشیدہ کر لے' جس طرح سے الف کا حرف بسم اللہ میں پنہاں ہے۔

حدیث قدسی

"بیشک میرے اولیاء میری قبا کے نیچے ہیں' ان کو میرے سوا اور کوئی نہیں پہچان سکتا۔"

ابیات

جو کوئی خود کو چھپائے' وہ باخدا (خدا رسیدہ) ہو جاتا ہے اور جو اپنی ذات سے مردہ ہو جاتا ہے یعنی اپنی نفسانی خواہشات کو مٹا دیتا ہے' وہ راز خداوندی سے خبردار ہو کر سراپا راز حق ہو جاتا ہے۔

جہاں تک تجھ سے ہو سکے' اپنے آپ کو خلقت سے چھپائے رکھ۔ بھلا خود فروش لوگ عارف الٰہی کب ہو سکتے ہیں؟

فقر کی دعوت شروع سے آخر تک ہے۔ یہ دونوں باتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضاحت سے بیان فرمائی ہیں۔

اور معرفت الٰہی کی راہ بھی تین قسم میں منقسم ہے:-

اول : ابتدائی علم الیقین۔

دوم : متوسط عین الیقین۔

سوم : انتہائے حق الیقین۔

یعنی ابتدائی حرف دانش کے ساتھ جاننا جو محض علم الیقین ہے اور متوسط دید مقام

مقام مجذوب کہ عین الیقین تجلیات نور اللہ لا بہ بینند وحوصلہ وسیع ندارند وطاقت برداشت نیارند۔ واز زیادتی غلبات ذکر فکر آتش سوختہ طریقت سہو وسکر وقبض و بسط درین ورطئہ دریای حیرت از حرارت وجد پریشان ودیوانہ ومجنون ومجذوب شوند۔

و انتہائی یافت حق الیقین از تصور، تصرف اسم اللہ حق تجلی غرق گشت وحوصلہ وسیع داشت، معرفت ربانی را برداشت، چنانچہ ہم سخن بقدرت خدازبان بستہ بدل واززبان خلق می دانست کہ با ما ہم سخن است۔ این محسن الخلق خلیق درخلق محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب توفیق است کہ خوردن این مجاہدہ وخواب است۔ این مشاہدہ شاہد اوقال است۔

حدیث

كُلُّ اِنَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيْهِ[1]

و دوم گواہ عارف باللہ حق الیقین این است کہ حق بیند وحق گوید وحق شنود۔ فنافی تجلی کہ از باطل کلیتہً بر آید۔

پس مراتب سہ شدند۔ ابتدائی محجوب، از مرشد محجوب روز اول طالب محجوب

۱۔ مرغوب القلوب تبریزی"

مجذوب جس میں عین الیقین سے نورالٰہی کی تجلیات دیکھتے ہیں اور کم حوصلگی کے باعث ان کی تاب نہ لاکر غلبہ کی زیادتی کے سبب اور طریقت میں ذکرو فکر کی آگ میں جلتے ہوئے انہیں سہو' سکر' قبض اور بسط لاحق ہوتے ہیں اور اس ورطۂ دریائے حیرت میں حرارت وجد کی وجہ سے پریشان رہتے ہیں اور پھر دیوانہ' مجنوں اور مجذوب ہو جاتے ہیں۔

انتہائی درجہ حق الیقین کا ہے۔ یعنی اسم اللہ کے تصرف و تصور سے حق میں غرق ہونا۔ یہ اس شخص کو حاصل ہوتا ہے' جس کا حوصلہ وسیع ہو اور وہی معرفت ربانی کو برداشت کر سکتا ہے۔ چنانچہ ایسا شخص قدرت خدا سے زبان بند کر کے دل کے ذریعے ہمکلام ہوتا ہے۔ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم سے کلام ہو رہا ہے۔ (لیکن اصل میں وہ اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہو رہا ہوتا ہے) یہ محسن الخلق خلق محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں صاحب توفیق ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کی خوراک مجاہدہ اور اس کا خواب مشاہدہ ہوتا ہے۔ اس کا یہ مشاہدہ اس کے حال کی گواہی دیتا ہے۔

حدیث

"ہر برتن سے وہی رستا ہے' جو اس میں ہوتا ہے" (یعنی جب برتن میں کچھ ہو گا ہی نہیں' تو رسے گا کیا خاک)۔

عارف باللہ حق الیقین والے کی دوسری علامت یہ ہے کہ وہ حق ہی دیکھتا ہے۔ حق ہی کہتا ہے اور حق ہی سنتا ہے۔ اور فنا فی اللہ بحق ہوتا ہے' کیونکہ ایسا شخص باطل کو کلی طور پر چھوڑے ہوتا ہے۔ پس کل مراتب تین ہوئے۔

ابتدائی مجوب: مجوب مرشد سے پہلے ہی روز طالب مجوب ہو جاتا ہے۔ یعنی وہ طلب دنیا اور رجوعات خلق میں ترقی کرتا ہے۔ جس کے سبب لوگوں کی نظر میں اس کی قدرومنزلت ہوتی ہے اور وہ صاحب عظمت وکرامت معلوم ہوتا ہے' لیکن معرفت الٰہی

شود۔ یعنی ترقی طلب دنیا برجوعات خلق، در چشم خلق صاحب عظمت باکرامت نماید، از معرفت الٰہی وفقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعید و دوم مراتب مجذوب از مرشد مجذوب طالب دیوانہ روز اول دل از جذب او مجذوب شود۔ نیز مجذوب دو قسم است سالک مجذوب ومجذوب سالک۔ این ہردو خام ناتمام وسیوم مراتب محبوب از مرشد محبوب روز اول طالب اللہ محبوب شود یعنی خواب او مشاہدہ وبیداری۔

حدیث

یَنَامُ عَیْنِیْ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ[1] ط

ومستی آن راہشیاری وباخلق اللہ دلداری واز ہوای نفس بیزاری۔

حدیث

اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ[2] ط

وگاہی از خلق ہم بیزاری، تنہا باتنہائی۔

حدیث قدسی

مَنْ عَرَفَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَمْ یَکُنْ لَّـہٗ لَذَّۃٌ مَعَ الْخَلْقِ ط[3]

قول حضرت شیخ محی الدین قدس سرہٗ: اَلْاُنْسُ بِاللّٰہِ وَالْمُتَوَحِّشُ عَنْ غَیْرِاللّٰہِ ط

۱۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم، مشکوٰۃ ۲۔ خطبات احمد جان ۳۔ حدیث قدسی

اور فقر محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے دور ہوتا ہے۔
دوسرا مرتبہ مجذوب: مرشد مجذوب سے طالب پہلے ہی دن دیوانہ اور مجذوب ہو جاتا ہے۔
مجذوب بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک سالک مجذوب' دوسرے مجذوب سالک۔ یہ دونوں ہی خام اور نامکمل ہیں۔ اور تیسرا مرتبہ مجذوب: مرشد محبوب سے طالب پہلے ہی روز محبوب ہو جاتا ہے۔ یعنی اس کا سونا مشاہدہ اور بیداری ہوتا ہے۔

حدیث

"میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں' مگر دل جاگتا رہتا ہے۔"
اور اس کی مستی' ہشیاری' خلقت خدا کی دلداری اور وہ نفسانی خواہشات سے بیزار ہوتا ہے۔

حدیث

"اللہ تعالیٰ اپنی شان میں ویسا ہی ہے' جیسا پہلے تھا۔"
اور کبھی مخلوق سے بیزار ہوتا ہے اور تنہائی کے ساتھ تنہا ہوتا ہے (یعنی تنہائی پسند کرتا ہے)۔

حدیث

"جو اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے' پھر خلقت کے ساتھ میل جول رکھنے سے اسے لطف نہیں آتا۔"
حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ' فرماتے ہیں:"اللہ تعالیٰ سے محبت اور غیراللہ سے وحشت اور گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے۔"

پس ھرکہ حق را یافت و دانست و معرفت تحقیق نمود، از علم واز پیروی دین استوار گشت۔

حدیث

نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ فَقْرِ الْمُکِبِّ ط [۱]

حدیث

اَلْفَقْرُ بِیَاضُ الْوَجْہِ فِی الدَّارَیْنِ ط [۲]

معنی جانبین بعضی را تمام دنیا از دعوت حاصل شود، چنانچہ خزانہ ظاھر وباطن دنیا۔ این ہم از دعوت رجعت خورد کہ تمامیت دنیا مراتب فرعون کہ درانا وشرک در آید کہ ہیچ مفلس "اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی" ط [۳] نگفت۔

دعوت بحر دریای عمیق۔ لایق خواندن صاحب توفیق ولی اللہ را باید کہ پیش ظل اللہ رود وظل اللہ را از ھرطریق جمیعت بخشد کہ جمیعت ظل اللہ جزو خلق اللہ است۔

حدیث

خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ ط [۴]

واکثر ظل اللہ ولی اللہ باشند۔

حدیث

اَلْعَدْلُ سَاعَۃً خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ ط [۵]

۱۔ عین العلم شرح زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ ۲۔ الحدیث

۳۔ سورہ النزعت، ۷۹ : ۲۴ ۴۔ جامع الصغیر، ج ۲، ص ۸ ۵۔ الحدیث

پس جس نے حق کو پا لیا اور جان لیا اور معرفت کو تحقیق کر لیا' وہ علم اور دین کی پیروی میں استوار ہو گیا۔

حدیث

"میں منہ کے بل گرانے والے فقر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔"

حدیث

"فقر دونوں جہان کی سرخروئی ہے۔"

اس کے مختلف معنی یہ ہیں کہ بعض کو بذریعہ دعوت ساری دنیا حاصل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ دنیا کے تمام ظاہری اور باطنی خزانے اس کے تصرف میں آ جاتے ہیں۔ لیکن پھر (بعض اشخاص) اس دعوت سے رجعت کھاتے ہیں' کیونکہ دنیا سراسر فرعونی مراتب ہے اور اس کے سبب سے انانیت اور شرک آ جاتا ہے۔ اس لئے کہ کبھی کسی مفلس نے "میں تمہارا سب سے بڑا خدا ہوں" نہیں کہا۔ دعوت ایک بحر عمیق ہے۔ اس کو پڑھنے کے لائق وہی ہو سکتا ہے' جو صاحب توفیق ولی اللہ ہو۔ اسے چاہئے کہ وہ بادشاہ ظل اللہ کے پاس جائے اور اسے ہر طریق سے جمیعت بخشے' کیونکہ بادشاہ کی جمیعت خلق خدا کی جمیعت کا جزو ہوتی ہے۔

حدیث

"لوگوں میں سے وہی اچھا ہے' جو لوگوں کو فائدہ پہنچائے۔"

اور اکثر بادشاہ خود ہی ولی اللہ ہوا کرتے ہیں۔

حدیث

"گھڑی بھر کا عدل دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔"

و این عدل دو قسم است : اول هرکه را بعدل نفس خود دردست آید۔ هر آنکس عدل خلق اللہ را درست نماید۔

اما ظل اللہ محی الدین قدم بر قدم محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باصدق ویقین۔ بعد ازان تکرار دعوت قبر کہ از چهل چلہ یا ریاضت ازان بهتر است یکشب ہم نشینی خواندن قبر اولیاء اللہ بحکم صاحب اجازت از برای آنکہ قبر اولیاء اللہ بمثل شمشیر است برھنہ ودرحیات چنانچہ شمشیر درنیام یعنی در جثۂ نفسانی است ودرممات اولیاء اللہ راشمشیر است' اما برھنہ در جثۂ روحانی است یعنی روح بادشاہ است وحکم بادشاہ جاری است بحکم خدا۔

بیت

مرا ز پیر طریقت نصیحتی یاداست کہ غیر یاد خدا ہرچہ ہست برباداست [1]

بیت

دولت بسگان دادند' نعمت بخران ما امن امانیم تماشہ نگران

بیت

جز بمولیٰ نیست در دل جای من ہرچہ باشد غیر مولیٰ راہ زن

۱۔ شعر از مولانای رومؒ

اور یہ عدل دو قسم کا ہے۔ اول جسے اپنے نفس کا عدل ہاتھ آ گیا' وہ خلق اللہ کا انصاف بھی احسن طریقہ سے کر سکتا ہے۔ لیکن بادشاہ دین کا زندہ کرنے والا اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا قدم بقدم صدق و یقین کے ساتھ پیروی کرنے والا ہونا چاہئے۔ بعد ازاں چالیس بار چلوں یا ریاضت سے کسی ولی اللہ کی قبر پر ایک رات کی ہم نشینی اختیار کرتے ہوئے کسی صاحب اجازت کے حکم سے تواتر کے ساتھ دعوت پڑھنا بہتر ہے' کیونکہ ولی اللہ کی قبر ایک برہنہ تلوار کی طرح ہوتی ہے۔ جس طرح زندگی میں تلوار نیام میں ہوتی ہے' وہ بھی نفسانی جسم میں ہوتے ہیں اور حالت ممات میں وہ تلوار جثۂ روحانی میں بالکل ننگی ہو جاتی ہے۔ (اور پہلے کی نسبت زیادہ کام کرتی ہے) یعنی روح بادشاہ ہے اور حکم خدا سے بادشاہی حکم جاری ہے۔

بیت

مجھے پیر طریقت کی ایک نصیحت یاد ہے کہ خداوند تعالیٰ کی یاد کے سوا جو کچھ ہے' سب برباد اور فنا ہو جانے والا ہے۔

بیت

دولت (دنیا) کتوں کو دے دی گئی اور دنیاوی نعمتیں گدھوں کو دے دی گئیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم امن وامان میں ہیں اور تماشا دیکھ رہے ہیں۔

بیت

اللہ تعالیٰ کے بغیر میرے دل میں کسی اور کے لئے جگہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ماسوا جو کچھ بھی تو دیکھے' وہ راہزن ہے۔

عاقل آنست کہ خودرا تحقیق کنند کہ از ازل چہ آوردم واز دنیا چہ می برم واز عقبیٰ چہ نعمت یابم۔

بیت

دادۂ خود سپہر بستاند اسم اللہ جاودان ماند

بیت

ھرچہ خوانی از اسم اللہ بخوان اسم اللہ باتو ماند جاودان

آنروز یادباید کرد، چنانچہ احوالات حشرگاہ۔

عجب دارم ازان قوم کہ خود را مسلمان دانند و شرایط مسلمانی را تحقیق نکنند وکلمۂ طیبہ می خوانند واز ماھیت کلمہ واقف نباشند۔ ھرکہ کلمہ را با حقیقت یازدہ مقام بخواند ودر تفکر کلمہ در آید۔ کلمہ آنراچنان پاک کند کہ درو جوداو ہیچ گناہ نماند کہ بگفتن کلمہ بدین ترتیب مال او را و جان او را و فرزندان او را از تاثیر کلمہ پاک گرداند کہ درکلمہ اسم اعظم است۔ ھرکہ اسم اعظم را درکلمہ یا درقرآن یابدو بخواند، درھر دو جہان لا یحتاج باشد۔ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْـهِ وَسَلَّمَ ۔ اِنَّ وَعْـدَ اللّٰهِ حَـقٌّ[1] اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ[2] ط

درویش را باید کہ دروقت لقمہ خوردن حاضر الوقت باشد کہ تخم اعمال درزمین قالب انسانی لقمہ است۔ چون بہ غفلت تخم اندازد معلوم شد کہ جمیعت حاصل نگردد، اگرچہ لقمۂ حلال باشد۔

۱۔ سورہ المومن، ۴۰ : ۵۵ ۲۔ سورہ الرعد، ۱۳ : ۳۱

عقلمند وہ ہے جو اپنے آپ کو تحقیق کر لے کہ میں ازل سے کیا لایا تھا اور اب دنیا سے کیا لئے جاتا ہوں۔ اور عاقبت میں مجھے کیا نعمت حاصل ہو گی۔

بیت

"آسمان اپنا دیا ہوا واپس لے لیتا ہے۔ (صرف) اسم اللہ ہی تیرے ساتھ ہمیشہ رہے گا۔"

بیت

"تو جو کچھ بھی پڑھے' اسم اللہ سے پڑھ۔ یہ اسم اللہ تیرے ساتھ ہمیشہ رہے گا۔"

وہ دن یاد کرنا چاہیئے' جبکہ حشر کے روز احوال کا سامنا کرنا پڑے گا۔

کلمۂ طیبہ پڑھنے کے فوائد

مجھے ان لوگوں پر بڑا تعجب آتا ہے' جو اپنے آپ کو مسلمان جانتے ہیں' لیکن مسلمان ہونے کی شرائط کی تحقیق نہیں کرتے۔ اور کلمۂ طیبہ پڑھتے ہیں' لیکن کلمہ کی ماہیت سے واقف نہیں ہوتے۔ جو کوئی کلمہ کو گیارہ مقام کی حقیقت کے ساتھ پڑھتا ہے۔ اور کلمہ پر غور و تفکر کرتا ہے' تو کلمہ اسے ایسا پاک کر دیتا ہے کہ اس کے وجود میں کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ اس طرح باترتیب کلمہ پڑھنے سے مال' جان اور اس کی اولاد کلمہ کی تاثیر کے سبب گناہوں سے پاک ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ کلمۂ طیبہ میں اسم اعظم ہے۔ جو شخص کلمۂ طیبہ یا قرآن مجید میں اسم اعظم کو معلوم کر کے پڑھے' وہ دونوں جہان میں لایحتاج ہو جاتا ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

"بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ برحق ہے۔" "وہ بیشک اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔"

درویش کو چاہیئے کہ لقمہ کھاتے وقت حاضر الوقت ہو۔ کیونکہ قالب انسانی کی زمین میں لقمہ بیج کی مانند ہے۔ جب غفلت سے بو دیا جائے گا' تو جمیعت حاصل نہ ہو گی' خواہ وہ لقمہ حلال ہی کیوں نہ ہو۔

بوالهوسا! راحت دنیا چون روشنائی برق بی ثبات است ومحبتش چون تاریکی ابری بقا- نہ بفوائد نعمتش الفت باید گرفت ونہ از شدائد المش اندوہ باید خورد- عاقل مرد باید کہ از عداوت احتراز نماید- پرہیز قوت وشوکت اواز دشمن زیادت باشد- بہادری وجرات اہل شجاعت در روز جنگ معلوم توان ساخت ودیانت ارباب امانت دروقت دادوستد- ومہر ووفای زن وفرزند درایام فاقہ و تنگدستی- و حقیقت دوستان در نکبت ومشقت-

خردمندا! ھرگاہ دولت بکسی رونماید، شہوت اوخدمتگار عقل گردد وچون بگنهش فروگیرد، عقلش مسلم شہوت گردد- تن پروررا معدہ محل طعام است- آنچہ بوی فرستی، اگر حلال بود، قوت طاعت بخشد واگر شبہ ناک بود، راہ حق برتو پوشیدہ گردد- واگر حرام بود معصیت زایدہ-

درویشا! درویشان را راز خاموشی است- ھرچہ کہ بدون حق است، گرامی سخن نکنند وھرچہ حق است، بعبادت درنیابد- مصنفؒ میگوید کہ کل وجز آوردم- درخواندن حروف جز در معانی معرفت-

حدیث

طَلَبُ الْخَیرِ طَلَبُ اللّٰہِ ط[1]

ا- الحدیث

دنیاوی راحت کی حقیقت

اے بوالہوس! دنیاوی راحت بجلی کی روشنائی کی طرح بے ثبات ہے۔ اور اس کی محبت بادل کی تاریکی کی طرح بے بقا ہے۔ نہ اس کی نعمتوں کے فوائد سے الفت کرنی چاہئے اور نہ اس کے رنج کی سختیوں کا غم کرنا چاہئے۔ عقلمند آدمی کو چاہئے کہ وہ عداوت سے بچے۔ اس کی پرہیزگاری قوت اور شوکت دشمن سے زیادہ ہو۔ اہل شجاعت کی بہادری وجرات لڑائی کے روز معلوم ہو سکتی ہے اور امانت داروں کی دیانت داری لین دین کے وقت اور بیوی بچوں کی محبت ووفاداری فاقہ اور تنگدستی کے دنوں میں۔ اور دوستوں کی حقیقت بدبختی اور سختی کے دنوں میں۔

اے عقلمند! جب دولت کسی کو حاصل ہو جاتی ہے' تو شہوت اس کی عقل کی خدمتگار ہو جاتی ہے اور جب وہ گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے' تو اس کی عقل بھی شہوت کی قیدی بن جاتی ہے۔ تن پرور کے لئے معدہ طعام کا مقام ہے۔ جو کچھ اس میں داخل کرتا ہے' اگر وہ حلال ہے' تو طاعت کی قوت پیدا ہو گی۔ اور اگر مشتبہ ہے تو راہ حق تجھ پر پوشیدہ ہو جائے گا۔ اور اگر حرام ہے' تو گناہوں میں اضافہ ہو گا۔

نیکی کی طلب کیا ہے؟

اے درویش! درویشوں کا راز خاموشی ہے۔ جو حق کے سوا کہتا ہے' وہ عمدہ بات نہیں کرتا۔ اور جو حق ہے' وہ عبادت میں نہیں سما سکتا۔ مصنف (فقیر باہوؒ) فرماتا ہے: کہ میں کل وجز (کی خبر) لایا ہوں۔ یعنی تمام حروف کے پڑھنے سے صرف معانی معرفت کے موتی مراد ہیں۔

حدیث

"نیکی کی طلب اللہ تعالیٰ کی طلب ہے۔"

بیت

از بہر حدیثی آیتی تو بشنوی		مرد عارف آن بود بر دین قوی

صاحب دانش عقل کلی آنست کہ اول آفات نفس را شناسد وشناختن آفات نفس خلاف نفس است۔ وخلاف نفس تقویٰ از بہر خدا است۔

قولہ' تعالیٰ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ط [1]

واصل تقویٰ آنست کہ نفس را باز دارد از ھوا۔

قولہ' تعالیٰ: وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی ط [2]

نفسی کہ از ھوا باز ماند' مطلقاً" مطمئنّہ شد' تزکیہ وتصفیہ گردد۔

حدیث

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ ط [3]

نفس راشناختہ می شود با توفیق مولیٰ طلب۔

قولہ' تعالیٰ: وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ ط [4]

حدیث

طَلَبُ الْخَیْرِ طَلَبُ اللّٰہِ ط [5]

۱۔ سورہ حجرات' ۴۹ : ۱۳		۲۔ سورہ النزعت' ۴۰ : ۴۱

۳۔ کیمیائے سعادت از امام غزالیؒ		۴۔ سورہ ھود' ۱۱ : ۸۸

۵۔ الحدیث

بیت

"تو جو آیت اور حدیث سنے گا' اس سے عارف آدمی کا دین مضبوط ہو جائے گا۔"

صاحب دانش و عقل کلی شخص وہ ہے' جو پہلے نفس کی آفات کو پہچانے اور ان آفات کا پہچاننا نفس کے خلاف ہے اور نفس کے خلاف چلنا اللہ تعالیٰ کے لئے پرہیزگاری کرنا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: "تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت والا وہ ہے' جو تم میں سے سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔"

اور اصل تقویٰ یہ ہے کہ نفس کو نفسانی خواہشات سے باز رکھے۔

ارشاد خداوندی ہے: "اور جس نے نفس کو خواہشات سے باز رکھا' تو یقیناً" جنت ہی اس کا بہترین ٹھکانا ہے۔"

جو نفس خواہشات سے رک جاتا ہے' وہ (نفس) بالکل مطمئنہ ہو جاتا ہے اور اسے تزکیہ و تصفیہ حاصل ہو جاتا ہے۔

حدیث

جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا' پس اس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا۔

نفس کی شناخت توفیق الٰہی سے حاصل ہوتی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے: "اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہی بن آتا ہے۔"

حدیث

"نیکی کی طلب' طلب الٰہی ہے۔"

حدیث

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ ط[۱]

ورب راشناخته می شود از صفائی و روشنائی نور معرفت الا اللہ۔ از آئینہ روشن ضمیر تصدیق القلب اول دل سلیم و آنگہ کن تسلیم۔

قولہ تعالیٰ: يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّبَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ط[۲]

ومراد قلب سلیم و بحق تسلیم آنست کہ دل بذکر اللہ جوش خروش وزبان دوام خاموش۔ عارف دریانوش باید، نہ بنوشیدن قطرہ بیہوش۔

حدیث

مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ ط[۳]

از برای آنکہ:

حدیث

اَلْقَلْبُ عَلٰى ثَلَاثَةِ اَنْوَاعٍ قَلْبٌ سَلِيْمٌ وَّقَلْبٌ مُّنِيْبٌ وَّقَلْبٌ شَهِيْدٌ اَمَّا الْقَلْبُ السَّلِيْمُ الَّذِىْ لَيْسَ فِيْهِ سِوَى اللّٰهِ اَمَّا الْقَلْبُ الْمُنِيْبُ الَّذِىْ فِيْهِ مَعْرِفَتُ اللّٰهِ وَ اَمَّا الْقَلْبُ الشَّهِيْدُ الَّذِىْ يَكُوْنُ فِىْ طَاعَةِ اللّٰهِ اَبَدًا ط[۴]

پرنور ذکراللہ۔

۱۔ کیمیای سعادت

۲۔ سورہ الشعراء، ۲۶۔ ۸۸۔ ۸۹

۳۔ نقل از شرح شیخ فرید الدین عطار

۴۔ الحدیث

حدیث

"جس نے اپنے نفس کو پہچانا' پس اس نے اپنے پروردگار کو پہچانا۔"

اور رب کی شناخت نور معرفت اِلّا اللہ اور راستہ کی صفائی اور روشنی سے حاصل ہوتی ہے۔ آئینہ روشن ضمیری اور تسکین قلبی سے پہلے دل سلیم حاصل کرو۔ اور پھر تسلیم اختیار کرو۔

ارشاد خداوندی ہے: "وہ دن جبکہ نہ مال نفع دے گا اور نہ اولاد' لیکن وہ نفع میں رہے گا' جو اللہ تعالیٰ کے پاس قلب سلیم لائے گا۔"

قلب سلیم اور بجٰی تسلیم سے مراد یہ ہے کہ دل ذکر الٰہی میں جوش و خروش کرے اور زبان ہمیشہ خاموش رہے۔ عارف ایسا ہونا چاہئے' جو دریا پی جائے' نہ کہ قطرہ پیتے ہی بیہوش ہو جائے۔

حدیث

"جس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا' پس اس کی زبان گونگی ہو گئی۔"

اس لئے کہ:

اقسام دل

حدیث

"دل تین قسم کا ہوتا ہے۔ قلب سلیم' قلب منیب اور قلب شہید۔ قلب سلیم وہ ہے' جس میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا خیال نہ ہو۔ قلب منیب وہ ہے' جس میں معرفت الٰہی ہو اور قلب شہید وہ ہے' جو ہمیشہ طاعت الٰہی میں ہو۔" (قلب شہید) ذکر الٰہی اور نور الٰہی سے پر ہوتا ہے۔

حدیث

ذِکْرُ الْخَیْرِ ذِکْرُ اللّٰہِ ط [1] وذکر خیر خفیہ است۔

ابیات

ذکر خفیہ را طلب کن از خدا یا طلب کن از محمد مصطفیؐ
ذکر خفیہ برکسی پیغام شد زان بہ پیغامی بدل الہام شد
ذکر خفیہ بی ریاضت حق عطاء ذکر خفیہ می شود باطن صفاء
ذکر خفیہ سر وحدت راز رب اہل خفیہ غرق فی اللہ با ادب

ذاکر خفیہ را دو گواہ است ظاہر فَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ وَبَاطِنْ فَسِیْرُوْا فِی الْقَلْبِ ط ونیز اہل خفیہ را دو گواہ است۔ اَجْسَامُھُمْ فِی الدُّنْیَا وَقُلُوْبُھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ و ذکر قلبی وخفیہ نتیجہ انبیاءؑ و اولیاءؒ است۔ انبیاءؑ واولیاءؒ یُصَلُّوْنَ دَائِمُوْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ۔ نشان ایشان وصاحب قلب تلمیذ الرحمٰن و تلمیذ النبیؐ اللہ را گویند۔ ونیز صاحب قلب مرشد غالب الاولیاء آنست کسی کہ طالب را درباطن بحضور منظور حضرت پیغمبر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجلس مدخل کند۔ واز حضرت پیغمبر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم تعلیم ودست بیعت تلقین حاصل وطالب اللہ واصل۔ وبعد ازان ہم صحبت خود مرشد عارف باللہ باوی تحقیق و تکرار بجہت طالب اعتبار۔ کہ عارف باللہ صاحب قلب را فرض عین است برآمدن از

۱۔ الحدیث

حدیث

ذکر خیر اللہ کا ذکر ہے اور ذکر خیر خفیہ ہوتا ہے۔

ابیات

ذکر خفی کو اللہ تعالیٰ سے طلب کر یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے طلب کر۔ خفیہ ذکر (جس کا جاری ہو گیا) (گویا) اس کو پیغام مل گیا۔ اس پیغام سے (اس کے) دل پر الہام القا ہو گیا۔

ذکر خفی ریاضت کے بغیر اللہ کی عطا سے ملتا ہے۔
ذکر خفی سے باطن صاف ہو جاتا ہے۔

ذکر خفی میں وحدت کے اسرار اور رب کے راز پوشیدہ ہیں۔ ذکر خفی کرنے والے فنا فی اللہ اور مؤدب ہوتے ہیں۔ خفیہ ذاکر کی دو علامات ہوا کرتی ہیں۔ ظاہر میں وہ زمین پر سیر کرتے ہیں اور باطن میں وہ قلبی سیر کرتے ہیں۔

نیز اہل خفیہ کی یہ دو علامتیں بھی ہوتی ہیں کہ ان کے جسم دنیا میں اور ان کے دل آخرت میں ہوتے ہیں اور ذکر قلبی وخفیہ انبیاؑ اور اولیاؒ کا نتیجہ ہے۔ انبیاؑ اور اولیاءؒ ہمیشہ دل میں نماز پڑھتے ہیں۔ ان کی اور صاحب قلب کی علامت یہ ہے کہ انہیں تلمیذالرحمٰن اور تلمیذ النبیؐ اللہ کہتے ہیں اور نیز صاحب قلب اور غالب الاولیاء مرشد وہ ہے، جو طالب کو باطن میں حضرت پیغمبر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حضور میں منظور نظر کر دے اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں داخل کر کے آپؐ سے تعلیم وبیعت تلقین حاصل کرے اور طالب اللہ واصل بن جائے اور بعد ازاں اپنے مرشد عارف باللہ کی صحبت میں اس کے ساتھ تحقیق و تکرار کرتے ہوئے بااعتبار ہو کر رہے۔ عارف باللہ اور صاحب قلب پر فرض عین ہے کہ وہ باریاعبادت کو

عاریت یعنی عبادت با ریا۔ ودوم برآمدن از خواب رجوعات خلق ونام ناموس حوادثات ہوا۔

بیت

از ہر موجش قطرہ یابند من بدریا یافتم　　چون عین دریا یافتم خود گم بدریا ساختم

این آیت کریمہ درباب صاحب قلب استغراق عارف باللہ است۔

قولہٗ تعالیٰ: وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝[1]

عارف باللہ محقق آنست کہ ظاہر خودرا بلباس شریعت آراستہ تمام وباطن حضور پرنور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرور کائنات ہم صحبت دوام۔ عارف باللہ رامی باید کہ ہر صبح وشام پیش شریعت عرض کند۔ پس چیزی راکہ شریعت فرماید' فرمان بردارد وچیزی راکہ شریعت رواندارد ومانع شود بگذارد۔ و اصل شریعت قرآن است۔ ادب علم وعلماء را نگہداشتن وادب سنت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واجب است۔

۱۔ سورہ الکھف' ۱۸: ۲۸

چھوڑ دے اور دوسرے رجوعات خلق کے خوابوں سے باہر آ جائے اور نام و ناموس اور نفسانی خواہشات کو ترک کر دے۔

بیت

لوگ اس (خدا) کی ہر موج سے قطرہ پاتے ہیں' لیکن میں نے دریا کو پا لیا۔ جب میں نے عین دریا کو پالیا تو اس میں خود کو گم کر دیا۔

یہ آیت کریمہ صاحب قلب' صاحب استغراق عارف باللہ کے حق میں ہے:

ارشاد خداوندی ہے: (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) "اور اپنے آپ کو ان کے ساتھ روکے رکھو' جو لوگ صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اوپر نہ پڑیں۔ کیا تم دنیوی زندگی کی زینت چاہو گے؟ اور اس کا کہنا نہ مانو' جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا۔ اس کا کام حد سے گذر گیا۔"

محقق عارف باللہ وہ ہے' جو اپنے ظاہر کو لباس شریعت سے پوری طرح آراستہ رکھے۔ اور باطن میں جناب حضور پرنور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرورکائنات کا ہیشہ مصحبت رہے۔ عارف باللہ کو چاہئے کہ وہ صبح وشام شریعت کو مدنظر رکھے۔ پس جس چیز کی شریعت اجازت دے' اس پر عمل کرے اور جس چیز کو شریعت جائز قرار نہ دے' اور مانع ہو' اس کو ترک کر دے۔ شریعت کی بنیاد قرآن شریف ہے۔ علم اور علماء کا ادب ملحوظ رکھنا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کا ادب ملحوظ رکھنا واجب ہے۔

حدیث

كُلُّ بَاطِنٍ بِمُخَالِفُ الظَّاهِرِ فَهُوَ بَاطِلٌ[1] ط

ہر مقام باطن از شریعت و علم قرآن بکشاید وهر مقام ظاهر درباطن شریعت در آید۔ از قرآن و شریعت ہیچ چیز بیرون نیست۔ قولہ تعالیٰ: وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ[2] ط

حجت من قرآن است وحجت اہل بدعت وکافروجاہل راشیطان است وقدم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قدم ظاہری وقدم باطنی معرفت اسرار الٰہی۔ قدم ظاہر شریعت حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم راہ راست است۔ امر معروف آنچہ درشرع شریف روشن مکشوف، چنانچہ روایت باہدایت۔ وبر قدم باطنی راہیکہ حضرتؐ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بذکر تفکر سر اسرار الٰہی رفتہ باشد، تو نیز پیاپی برپیروی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وقدم باطنی معرفت الٰہی خودرا درآنجا بحضور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم برسانی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سرور کائنات برتو خوشنود شودوشادشود۔ از نظر مبارک حضرت پیغمبر سرورکائناتؐ ظاہر باطن ترا معموروآباد شود وھرکہ خودرا بحضور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سرورکائنات نرساندو پیاپی برپیروی او نرود، از امت اوچگونہ باشد؟ از شریعت ظاہری ومعرفت اسرار الٰہی باطنی، عجب مدار کہ ھردو قدم عارف باللہ را بال وپراست، سنت عظیم وصراط المستقیم۔ واز مردہ

۱۔ الحدیث ۲۔ سورہ الانعام، ۶: ۵۹

حدیث

"جو باطن ظاہر کے مخالف ہو' وہ تمام کا تمام باطل ہے۔"

ہر ایک مقام باطنی شریعت اور علم قرآن شریف سے منکشف ہوتا ہے۔ اور ہر ایک ظاہری مقام شریعت کے باطن میں آتا ہے۔ قرآن اور شریعت سے کوئی چیز (بھی) باہر نہیں ہے۔

ارشاد خداوندی ہے: "اور وہ جانتا ہے جو کچھ جنگل اور دریا میں ہے اور نہیں جھڑتا کوئی پتا' مگر وہ جانتا ہے اس کو اور نہیں گرتا کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں اور نہ کوئی ہری چیز اور نہ کوئی سوکھی چیز' مگر وہ سب کتاب مبین (قرآن شریف) میں ہے۔"

میری حجت قرآن مجید ہے اور اہل بدعت' کافر اور جاہل کی حجت شیطان ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو قدم ہیں۔ ایک قدم ظاہری اور دوسرا قدم باطنی' قدم باطنی سے اسرار الٰہی کی معرفت ہوتی ہے۔ ظاہری قدم شریعت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے' جو راہ راست ہے اور جس سے امر معروف روشن و مکشوف ہوتا ہے' جیسے روایت باہدایت اور باطنی قدم سے وہ طریقہ مراد ہے' جس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر و فکر سے معرفت الٰہی کے اسرار کو پہنچے ہیں۔ تو بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدم بقدم پیروی کر اور معرفت الٰہی کے باطنی قدم کی اتباع کرتے ہوئے اپنے آپ کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری میں پہنچا' تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھ پر خوش و خرم ہوں اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر مبارک سے تیرا ظاہر و باطن معمور و آباد ہو جائے۔ جو شخص اپنے آپ کو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں نہیں پہنچاتا اور حضورؐ کی قدم بقدم پیروی نہیں کرتا' وہ آپؐ کی امت سے کیسے ہو سکتا ہے؟ ظاہری شریعت اور باطنی معرفت اسرار الٰہی پر تعجب نہ کر' کیونکہ عارف باللہ کے لئے یہ دونوں قدم بمنزلہ بال و پر ہیں۔ ایک سنت عظیم دوسرے صراط المستقیم۔

دلان غافل اللہ تعالیٰ نگہدارد کہ از غایت حرص و حب دنیا براہ باطنی معرفت مولیٰ بحضور حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نمی روند۔ و آن کسانیکہ بروند، آنہارا حاسدان از دیدہ حسد نمی توانند۔

حدیث

اَلْحَسَدُ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ[۱] ط

این راہ معرفت مولیٰ باطنی باسم اللہ مرشد کامل است۔

بیت

علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر　　کی بود بی شیر مسکہ کی بود بی پیر پیر

قولہ تعالیٰ: هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ط[۲]
این راہ معرفت الٰہی نصیب اہل علم زندہ دلان است۔ درین راہ جاہل مردہ دل نتوان رفت کہ جاہل عارف باللہ نمی شود۔ اگرچہ ظاہر کیمیا نظر وصاحب تاثیر۔ وہیچ عالم فاضل بی عمل بمرتبہ معرفت نمی رسد، اگرچہ در علم بہ تفسیر۔ عارف باللہ آنست کہ ظاہر بعلم تفسیر وباطن بعلم معرفت مولیٰ تاثیر۔ ہم صاحب تفسیر وہم صاحب تاثیر۔ اینست عالم عامل فقیر کامل روشن ضمیر کیمیا نظر۔ و آنست

۱۔ عین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ　　۲۔ سورہ الحدید، ۵۷: ۳

اللہ تعالیٰ غافل مردہ دل والوں سے ان دونوں کو محفوظ رکھتا ہے' کیونکہ وہ لوگ حب دنیا اور حرص کی کثرت کے باعث باطنی معرفت الٰہی کے راستے سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری میں نہیں پہنچ پاتے اور وہ لوگ جو جاتے بھی ہیں' ان کو حاسد لوگ حسد کی وجہ سے دیکھ نہیں سکتے۔

حدیث

"حسد نیکیوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے' جس طرح آگ خشک لکڑیوں کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔"

یہ معرفت الٰہی کی باطنی راہ اسم اللہ ذات کے ذریعہ مرشد کامل ہے۔

بیت

علم باطن مکھن کی طرح ہے اور علم ظاہر دودھ کی طرح۔ جس طرح دودھ کے بغیر مکھن نہیں بن سکتا' اسی طرح (شریعت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع کرنے والے) پیر کے بغیر پیر نہیں بن سکتا۔

ارشاد خداوندی ہے: "وہی ہے سب سے پہلا اور سب سے آخر اور وہی ظاہر ہے اور وہی باطن' اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔"

معرفت الٰہی کی یہ راہ ان اہل علم کو نصیب ہوتی ہے' جو زندہ دل بھی ہوں۔ اس راہ پر جاہل اور مردہ دل چل ہی نہیں سکتا۔ اور نہ ہی عارف باللہ بن سکتا ہے' خواہ ظاہر میں کیمیا نظر اور صاحب تاثیر ہی کیوں نہ ہو۔ اور کوئی عالم وفاضل عمل کے بغیر معرفت الٰہی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا' خواہ وہ علم تفسیر میں مکمل ہی کیوں نہ ہو۔ عارف باللہ وہ شخص ہے' جس کا ظاہر علم تفسیر اور باطن علم معرفت سے پر تاثیر ہو۔ یعنی صاحب تفسیر بھی ہو اور صاحب تاثیر بھی۔ ایسا شخص عالم' عامل' فقیر کامل' روشن ضمیر اور کیمیا

کیمیا نظر کہ مردہ دل را زندہ گرداند بذکر اللہ و نفس مردہ گردد بہ فنا فی اللہ۔ و زندہ دل آنرا گویند کہ بعد از مردن دل بذکر اللہ در جنبش در آید۔ واز غلبات ذکر اللہ نام اللہ بجہر بگوید، چنانچہ شنیدہ شود یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ باواز بلند۔

رباعی

چرا درزندگی با دل نکوشی　　چرا ازین شربت شیرین ننوشی
دل زندہ شود ھرگز نمیرد　　دلی بیدار شد خوابش نگیرد

زندگی دل بموجب این آیتہ کریمہ قولہ تعالیٰ: وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَۃً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْھُنَّ اِلَیْکَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْھُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُھُنَّ یَاْتِیْنَکَ سَعْیًا ؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ [1] ؕ

زندہ دل را دو گواہ است درحیات۔ یکی مشاھدۂ دوام وصال، دوم: زندگی دل بذکر اللہ لازوال کہ قلب او بہ ہیچ چیز سلب نشود۔ ودوچیز درممات۔ یکی زندہ جان ومردہ تن ودوم خاک وکرم آنرا نخورند تاقیامت درامن الامان ماند بحکم خدای تعالیٰ۔ از برای آنکہ اگر وجود ذاکر زندہ قلب خاکی بخاک، اما از تاثیر اسم اللہ پاک وببرکت اسم اللہ خاک وکرم از خوردن اوادب دارند۔ این را حافظ ربانی بقاء جاودانی گویند۔

۱۔ سورہ البقرہ ۲ : ۲۶۰

نظر ہوتا ہے۔ اور کیمیا نظر اسے کہتے ہیں' جو مردہ دل کو ذکرالٰہی سے زندہ کر دے اور نفس فنا فی اللہ کے ساتھ مردہ ہو جائے۔ اور زندہ دل اسے کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد بھی اس کا دل ذکر الٰہی میں جنبش کرے اور غلبات ذکرالٰہی سے اللہ کا نام بلند آواز سے کہے' چنانچہ عام لوگ یا اللہ یا اللہ یا اللہ کھلم کھلا سنیں۔

رباعی

زندگی میں دل کے ساتھ تو کوشش کیوں نہیں کرتا؟
یہ میٹھا شربت تو کیوں نہیں پیتا؟

جو دل (ذکرالٰہی سے) زندہ ہو جاتا ہے' وہ پھر ہرگز نہیں مرتا۔ جو دل ذکرالٰہی سے بیدار ہو جاتا ہے' پھر اس کو (غفلت کی) نیند نہیں آتی۔

دل کی زندگی اس آیت کریمہ کے بموجب ہوتی ہے: ارشاد خداوندی ہے: ''اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پروردگار سے عرض کیا کہ خدایا! مجھے دکھا' تو مردے کس طرح زندہ کرتا ہے؟ پوچھا' کیا تجھے یقین نہیں؟ عرض کیا یقین تو ہے' لیکن میں چاہتا ہوں کہ میرے دل کو اطمینان آ جائے۔ پس حکم ہوا کہ کوئی سے چار پرندے لے کر ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے مختلف پہاڑوں پر رکھ کر بلاؤ' تو وہ تمہاری طرف اڑ کر آئیں گے۔ پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔''

زندگی میں زندہ دل کی دو علامات ہوا کرتی ہیں۔ ایک دائمی مشاہدہ اور وصال اور دوسرے لازوال ذکرالٰہی سے زندگی دل کہ اس کا دل کسی چیز سے سلب نہیں ہوتا اور ممات میں دو چیزیں ہوا کرتی ہیں۔ ایک زندہ جان اور مردہ تن اور دوسری چیز خاک اور کرم ہوتے ہیں' جو اس کے جسم کو نہیں کھاتے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے قیامت تک وہ صحیح وسلامت پڑا رہتا ہے' اس لئے کہ زندہ قلب ذاکر کا وجود گو خاک میں ہوتا ہے' لیکن اسم اللہ پاک کی تاثیر اور برکت سے اسے کیڑے اور مٹی نہیں کھاتی۔ ایسے شخص

بیت

معرفت اندوز کہ باخود ببری | کہ نصیب دگران است نصاب زر و سیم

مرشد عارف زندہ دل ھرکہ رابنوازد' بیک نظر مجلس حضور حضرت محمد سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مشرف کند و مرتبۂ او بمرتبۂ خود برابر سازد۔ آری مرشدیکہ دوام صاحب راز حضوراست' آنرا بحضور مجلس حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سرور کائنات مشرف کردن چہ مشکل و دور است۔

حدیث

مَنْ رَّاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ[1] ط

حدیث

مَنْ رَّاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ لِاَنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ وَلَا بِالْکَعْبَۃِ اَیُّ مُؤْمِنٍ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰی تَحْقِیْقًا لِاَنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَقْدِرُ عَلٰی صُوْرَۃِ النَّبِیِّ وَلَا ھَیْئَۃِ شَیْخُ الْکَامِلِ وَلَا یَصِیْرُ عَلٰی صُوْرَۃِ کَعْبَۃِ اللّٰہِ فَمَنْ اَنْکَرَ رُؤْیَۃِ النَّبِیِّ بِمُوَافِقِ الْھَیْئَۃِ فَمَنْ اَنْکَرَ حَدِیْثَ النَّبِیِّ عَنْ وَجْہِ الْاِنْکَارِ فَقَدْ اَنْکَرَ النَّبِیَّ وَمَنْ اَنْکَرَ النَّبِیَّ فَقَدْ کَفَرَ[2] ط

۱۔ الحدیث   ۲۔ مشکوٰۃ

کو حافظ ربانی کہتے ہیں اور اسے بقائے جاودانی حاصل ہوتی ہے۔

بیت

علم معرفت الٰہی اکٹھا کر' جس کو تو اپنے ساتھ لے جائے' کیونکہ تیرے مرنے کے بعد سونا چاندی دوسروں کے حصہ میں آتا ہے۔

عارف اور زندہ دل مرشد جس پر بھی نوازش کرتا ہے' اسے ایک ہی نظر سے حضرت محمد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری مجلس سے مشرف کر دیتا ہے اور اس کا مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر کر دیتا ہے۔ ہاں جو مرشد دائمی طور پر صاحب راز حضور ہے' اس کے لئے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرور کائنات سے مشرف کر دینا کچھ بھی مشکل اور بعید نہیں۔

حدیث

جس نے مجھے خواب میں دیکھا' اس نے گویا مجھے ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔

حدیث

جس نے مجھے دیکھا' پس اس نے سچ مچ مجھ کو دیکھا' کیونکہ شیطان بیشک میری صورت اور کعبہ کی صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ جس نے مجھے خواب میں دیکھا' اس نے گویا مجھے ظاہرا" دیکھا۔ کیونکہ شیطان میں یہ قدرت نہیں کہ میری صورت یا شیخ کامل کی صورت اور یا کعبتہ اللہ کی صورت اختیار کرے۔ جو شخص ہیت کے موافق رویت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منکر ہے' وہ گویا حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منکر ہے۔ اور جو حدیث کا منکر ہے' وہ خود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منکر ہے۔ اور جو سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منکر ہے' وہ کافر ہے۔

درین راه طالب چنین باید کہ عالم عامل فاضل حافظ متقی پرہیزگار نقطہ کشایند دقایق دشوار صاحب الصدق واعتبار بدین آثار۔ والانہ جاهلان هزاران هزار بیک نظر دیوانہ کردن چہ مشکل کار۔ از برای آنکہ طالب العلم بجز امتحان ظاهری وباطنی نشود۔ وطالب مولیٰ بامتحان شود۔ طَالِبُ الْمَوْلیٰ مُذَكَّرٌ[1] از همه اولیٰ است۔

رباعی

هرکہ بیند روی نبوی مصطفیٰؐ واقف اسرار گردد از الٰہ

هرکہ منکر میشود زین خاص راہ عاقبت کافر شود آن روسیاہ

و دیگر مدخل وحاضرات شدن صحیح نشان پیغمبر صاحب کونین مجلس خاص الخاص حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سرورِ کائنات نشان ومکان اینست٬ هرکہ بامراقبہ یا باشغال اللہ ذکر ویاتصور باسم اللہ فکر استغراق از خود بیخود غرق شود۔ و آن شغل اللہ صاحب مشغول رابحضور حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سرور کائنات باطن ہمصحبت بحضور باطن خاص آنست کہ دران باطن حضور باشعور باشد وعرض حال التماس پیش حضرت نبی اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم مشروحاً کند۔ اما بشرط آنکہ وقت حضور شدن مجلس اول لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ بخواند۔ وبعد ازان درود و کلمۂ طیب خواند: اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ پس چون بہ بیند کہ بالَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ وبادرود وبا کلمۂ طیب مجلس هر حال ماند وبخواندن هیچ تبدیل نشود و از حضور حکم شود کہ ای خوانندہ! ذکر کلمۂ طیب لا

۱۔ جامع الترمذی۔

اس راہ میں طالب اللہ کی یہ صفات ہونی چاہئیں کہ عالم' عامل' فاضل' متقی اور پرہیزگار ہو۔ مشکل' دقیق باتوں کا حل کرنے والا' صاحب الصدق اور ذی اعتبار ہو۔ اگر یہ خوبیاں نہ ہوں' تو جاہلوں کو تو خواہ ہزاروں ہزار ہوں' ایک نظر میں دیوانہ کر لینا کچھ بھی مشکل کام نہیں' کیونکہ طالب علم بغیر ظاہری وباطنی امتحان کے قائل نہیں ہوتا ہے اور جب امتحان کر چکتا ہے' تو پھر طالب مولیٰ بن جاتا ہے اور طالب مولیٰ مذکر اور سب سے اولیٰ ہوتا ہے۔

رباعی

جو کوئی نبی خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوتا ہے' وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسرار و رموز کا واقف ہو جاتا ہے۔ جو کوئی اس خاص راہ کا منکر ہوتا ہے۔ وہ روسیاہ آخرکار کافر ہو جاتا ہے۔

نیز پیغمبر خدا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب کونین کی مجلس خاص الخاص میں حاضر ہونے کی صحیح علامت یہ ہے کہ جب کوئی شخص مراقبہ یا ذکر اشغال اللہ یا اسم اللہ ذات کے تصور میں فکر اور استغراق سے کام لے' تو وہ خود سے بے خود ہو جائے اور وہ شغل الٰہی اسے جناب سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں باطنی طور پر پہنچا دے۔ خاص باطنی حضوری میں ہمصحبت ہونا یہ ہے کہ وہ اس باطنی حضوری میں باشعور رہ کر آنحضرت ﷺ سے تفصیلاً" عرض حال کر کے التماس کرے' لیکن اس شرط کے ساتھ کہ مجلس مبارک میں حاضر ہونے سے پہلے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط ضرور پڑھ لے۔ اور بعد ازاں درود اور کلمہ طیب پڑھے: اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَـــمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْـہِ وَاٰلِـــہٖ وَسَلَّمْ پس جب دیکھے کہ لاحول' درود شریف یا کلمہ طیب پڑھنے سے مجلس ہر حال میں برقرار رہتی ہے اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوتی ہے اور

الله الا الله محمد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم زیاده تر بخوان، که این نعمت ذکر الله نصیب اہل جنت خاصگان است۔ واز کلمہ طیب و آواز ذکر الله شیطان و مجلس شیطان ہمچون گریزند، چنانچہ کافراز کلمہ۔ ودر مجلس خاص محمدی صلی الله علیه و آله و سلم چند چیز حاصل شود: شوق و شفقت وصفائی دل و ترک وتوکل وصدق ویقین ولا یحتاج وغنایت قلب۔ این رافقر عظیم گویند۔

ونیز در مجلس محمدی صلی الله علیه و آله و سلم خاص الخاص حکم تلاوت قرآن باسم ربانی شود۔ چنانچہ اول آیت قرآن کہ نازل شد مع اسم الله نازل شد کہ آن محض ہدایت الله تعالیٰ است۔ قولہ، تعالیٰ: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ[1]ط قولہ، تعالیٰ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ[2]ط قولہ، تعالیٰ: وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی[3]ط قولہ، تعالیٰ: وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ[4]ط قولہ، تعالیٰ: وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ[5]ط قولہ، تعالیٰ: وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ[6]ط

قولہ، تعالیٰ: وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ[7]ط

قولہ، تعالیٰ: فِیْهِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ[8]ط

قولہ، تعالیٰ: اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِیْرٌ[9]ط

قولہ، تعالیٰ: فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰهِ[10]ط مگر فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰهِ را فَفِرُّوْا مِنَ اللّٰهِ فہمیدہ اند۔ ای مادر زاد کورا! تا بلب گور۔

۱۔ سورہ العلق، ۹۶ : ۱ ۲۔ سورہ الانشراح، ۹۴ : ۷۔۸ ۳۔ سورہ طٰہٰ، ۲۰ : ۴۷

۴۔ سورہ مزمل، ۷۳ : ۸ ۵۔ سورہ کہف، ۱۸ : ۲۴ ۶۔ سورہ ق، ۵۰ : ۱۶

۷۔ سورہ الواقعہ، ۵۶ : ۸۵ ۸۔ سورہ البقرہ، ۲ : ۲۔۳ ۹۔ سورۃ الملک، ۶۷ : ۱۲

۱۰۔ سورہ الذریت، ۵۱ : ۵۰

مجلس حضور سے بھی حکم ہوتا ہے کہ اے کلمہ طیب کے پڑھنے والے! اسے اور زیادہ پڑھ' کیونکہ یہ نعمت ذکرالٰہی اہل جنت کے خاص لوگوں کا نصیبہ ہے۔ (اے طالب صادق! تو جان لے کہ واقعی یہ مجلس محمدی ﷺ ہے) کیونکہ کلمہ طیب اور ذکرالٰہی کی آواز سے شیطان اور اس کے ہم مجلس اس طرح بھاگتے ہیں' جس طرح کافر کلمہ سے۔

اور مجلس خاص محمدی ﷺ سے چند چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ یعنی شوق و شفقت' صفائی دل' ترک وتوکل' صدق ویقین' استغنا اور غنایت قلبی۔ اس کو فقر عظیم کہتے ہیں۔ نیز مجلس خاص الخاص محمدی ﷺ میں اسم ربانی سے تلاوت قرآن کا حکم ہوتا ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے جو آیت قرآن نازل ہوئی' وہ اسم اللہ کے ساتھ نازل ہوئی' جو محض ہدایت الٰہی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے: "اپنے رب کے نام سے پڑھ جو سب کا بنانے والا ہے۔"
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "پھر جب تو فارغ ہو' تو محنت کر اور اپنے رب کی طرف دل لگا۔
خداوند کریم فرماتا ہے: "اور سلامتی ہو اس شخص پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔"
ارشاد خداوندی ہے: "اور اپنے رب کا نام پڑھے جا۔" ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اے پیغمبر ﷺ! جب خدا کو بھول جاؤ' تو یاد آتے ہی اس کا ذکر کرو۔" ارشاد خداوندی ہے: "اور ہم اپنے بندے سے اس کی گردن کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔"
ارشادخداوندی ہے: "اور ہم تم سے زیادہ اس کے پاس ہیں' لیکن تم نہیں دیکھتے۔"
ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اس میں ڈرنے والوں یعنی پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے' جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔" ارشاد خداوندی ہے: "جو لوگ اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں' ان کے لئے مغفرت اور بڑا ثواب ہے۔" ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اللہ کی طرف بھاگو۔" "اللہ کی طرف بھاگو" کو شاید لوگوں نے اللہ سے بھاگو' سمجھ لیا ہے۔
تادم مرگ اے مادرزاد اندھے!

قولہ تعالیٰ: وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا[1]

بیت

دو چشم خویش را بر بند چون باز
دورنت تا دھد گم گشتہ آواز

حدیث

غَمِّضْ عَيْنَيْكَ يَا عَلِيُّ وَاسْمَعْ فِيْ قَلْبِكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ[2]

اگر راہ باطن معرفت الٰہی، مشاہدۂ تجلیات نور اللہ کہ از میان حروف اسم اللہ می نماید و مجلس خاص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرور کائنات وملاقات دست مصافحہ بہرانبیاءؑ واولیاءؒ واتقیاء ودرویش وفقیر وغوث وقطب وعارف باللہ و تمثیل ودلیل وتوجہ ووہم وخیال وقرب ووصال وعلم لدنی، فتوحات غیبی جواب باصواب۔ قولہ تعالیٰ: فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ[3] وتصور باسم اللہ وباسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدین طریق طریقت غرق فنا فی اللہ وبقا باللہ معرفت مولیٰ صحیح نبوی، روندگان باطنی ہمہ گمراہ وکافر شدندی۔ ھرکہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راحیات نداند وممات خواند، ھرآنکس سست دین، کذاب کہ از حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برگشتہ، بیدین است وبی یقین است۔ ھرکہ بی یقین است، منافق بی دین است وتابع شیطان لعین است۔ حب مولیٰ فرض وترک دنیا واجب۔ حدیث: اِنِّيْ مَآ اَخَافُ عَلٰٓى اُمَّتِيْٓ اِلَّا مِنْ ضُعْفِ الْيَقِيْنِ[4]

۱۔ سورہ بنی اسرائیل، ۱۷: ۷۲
۲۔ الحدیث
۳۔ سورہ البقرہ، ۲: ۱۵۲
۴۔ الحدیث

ارشاد خداوندی ہے: "اور جو اس دنیا میں اندھا ہے۔ پس وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا اور راہ سے بہت دور پڑا ہوا۔"

بیت

باز کی طرح اپنی دونوں آنکھیں بند کر لے' تاکہ تمہارا گم گشتہ شکار (راز معرفت) تمہیں اندر سے آواز دے۔

حدیث

اے علیؓ! تم اپنی دونوں آنکھیں بند کر لو اور اپنے دل میں لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی آواز سنو۔

اگر راہ باطن میں معرفت الٰہی' تجلیات انوار ذات کا مشاہدہ' جو اسم اللہ کے حروف کے درمیان سے دکھائی دیتا ہے اور مجلس خاص حضرت محمد ﷺ سرور کائنات اور ہر ایک نبی' ولی' پرہیزگار' درویش' فقیر' غوث' قطب اور عارف باللہ کی ملاقات اور دست مصافحہ اور تمثیل' دلیل' توبہ' وہم وخیال' قرب' وصال' علم لدنی' فتوحات غیبی اور جواب باصواب (میسر آتے ہیں' تو تعالیٰ اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیئے)۔

ارشاد خداوندی ہے: "پس تم مجھ کو یاد رکھو۔ میں تم کو یاد رکھوں گا۔" اور اسم اللہ ذات اور محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصور کے ساتھ اس طریق وطریقت میں غرق فنا فی اللہ اور بقا باللہ اور معرفت مولیٰ صحیح نہ ہوتی' تو تمام باطنی سالک گمراہ اور کافر ہو جاتے۔ جو کوئی حیات نبوی ﷺ کو حیات نہیں جانتا اور ممات کہتا ہے' تو وہ شخص دین میں ست اور جھوٹا ہے' کیونکہ جو حیات نبوی ﷺ کا قائل نہیں' وہ بے دین اور بے یقین ہے اور جو کوئی بے یقین ہے' وہ منافق اور بیدین ہے اور شیطان لعین کا تابع ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت فرض اور ترک دنیا واجب ہے۔ حدیث:

قولہ تعالیٰ: قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ط [1] دوستی خداو دوستی پیغمبر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازان معلوم شودکہ خدای تعالیٰ را بقدرت حاضرو ناظر، سمیع وبصیر و علیم داند۔ ہمچنان حضرت پیغمبر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راباعتقاد درست باشدکہ علم تعلم تعلیم ودست بیعت تلقین، کسی را کہ از باطن حضرت محمد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نشود حاصل، ھرآنکس نہ علماء عامل و نہ فقیر کامل واصل۔

ای مردک سعی کن کہ از مرتبۂ مردک بگذری وبمرتبۂ مرد رسی۔ مرتبۂ مردک کیست؟ مرتبۂ مردک آنست کہ شب وروز محاربہ کند باعداء اللہ تعالیٰ کہ نفس وشیطان است۔ ومرتبۂ مرد غازی آنست کہ بہ تیغ تصور اسم اللہ بیک مرتبہ سر اغیار نفس را بردارد کہ از تشویش او ایمن باشد یعنی استقامت بہ ازکرامت ومقامت۔ چنانکہ ریاضت تعلق برجوعات خلق دارد وراز تعلق بمشاھدہ دارد۔ مرشد کامل آنست کہ بی ریاضت روز اول راز بخشد۔

بدانکہ از اہل دکان، مردہ دل، اہل بدعت، حیوان بنام ناموس آباء واجداد مغرور ازخدا ورسول خدا دور ترکہ مریدان راموی دردست گیرند وبہ مقراض بہ برند، بی باطن معرفت مولیٰ، این چنین پیررامراتب حجام است۔ ھرکہ بیک نظر ویا بمقراض بریدن موی پیر صاحب تاثیر مرید را روشن ضمیر کندو بمعرفت مولیٰ رساند، آن پیر تمام است۔ آری درمیان بندہ وخدا کوہ ودیوار نیست۔ درمیان

---

[1] سورہ آل عمران، ۳: ۳۱

"میں نہیں خوف کرتا اپنی امت پر مگر یقین کی کمزوری کا۔"

ارشاد خداوندی ہے: "اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم! لوگوں کو کہہ دیجئے کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو' تو میری پیروی کرو۔ خدا تمہیں دوست رکھے گا۔"

خدا اور پیغمبر محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت اس امر سے پہچانی جاتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر' سمیع و بصیر اور علیم جانے اور اسی طرح جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس کا درست اعتقاد ہو' کیونکہ جس شخص کو باطن میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلیم و تعلم' دست بیعت اور تلقین حاصل نہیں ہوتی' نہ وہ شخص عالم عامل بن سکتا ہے اور نہ فقیر کامل اور واصل۔

اے ہیجڑے! تو کوشش کر کہ ہیجڑے کے درجے سے نکل کر مرد کے مرتبے پر پہنچ جائے۔ ہیجڑے کا مرتبہ کیا ہے؟ ہیجڑے کا مرتبہ یہ ہے کہ وہ دن رات اللہ تعالیٰ کے دشمنوں یعنی نفس اور شیطان سے لڑائی کرتا رہتا ہے۔ اور مرد غازی کا مرتبہ یہ ہے کہ وہ اسم اللہ ذات کے تصور کی تلوار سے اغیار نفس کا سر یکبارگی قلم کر دیتا ہے' تاکہ ان کی تشویش سے وہ امن میں آ جائے۔ یعنی "استقامت کرامت و مقامت سے بہتر ہے۔" جس طرح کہ ریاضت کا تعلق رجوعات خلق سے ہے' اسی طرح راز کا تعلق مشاھدہ سے ہے۔ کامل مرشد وہ ہے' جو ریاضت کے بغیر پہلے ہی دن راز بخش دے۔

(اے طالب صادق!) (اچھی طرح) جان لے کہ اہل دکان' مردہ دل' اہل بدعت' بدتراز حیوان' آباؤ واجداد کے نام و ناموس پر مغرور' خدا اور رسول خدا سے دور تر' مریدوں کے بال ہاتھ میں لے کر قینچی سے کترتے ہیں' لیکن بے باطن اور بے معرفت الٰہی ہوتے ہیں۔ اس قسم کے پیر کو حجام کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ (یعنی ایسے پیر حجام ہوتے ہیں) مکمل اور صاحب تاثیر پیر وہی ہے جو طالب کو ایک ہی نگاہ سے اور یا بال قینچی سے کاٹتے ہی مرید کو روشن ضمیر کر دے اور معرفت الٰہی تک پہنچا دے۔ ہاں' اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان کوئی پہاڑ یا دیوار حائل نہیں ہے۔ بلکہ بندہ اور خدا کے

بنده وخدا حجاب پردهٔ پیاز است۔ پس پردهٔ پیاز را پاره پاره کردن چه مشکل دور است بنظر پیر مرشد کامل صاحب راز۔ اگر بیائی درباز است واگر نیائی، حق بی نیاز است۔

رانیکہ ہیچ شئی بمرتبۂ آدم نمی رسد۔ قوله تعالیٰ: اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً[1] و ہیچ کس بمرتبۂ اولاد آدم نمی رسد کہ آدمی باعظمت عظیم است۔ قوله تعالیٰ: وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ[2] وآنچہ نعمت وعزت ولذت و ہر شئی گوناگون حق سبحانہٗ وتعالیٰ پیدا کرد، ازبرای آدمی پیدا کرد۔ و اللہ تعالیٰ آدمی راکہ پیدا کرد، از برای عبادت وشناخت ومعرفت خود پیدا کرد۔

بیت

تا گلو پرمشو کہ دیگ نہ ای ٭ آب چندان مخور کہ ریگ نہ ای

زندگی از برای معرفت مولیٰ وبندگی است وزندگی بی معرفت مولیٰ شرمندگی است۔ قوله تعالیٰ: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ[3] (ای لِیَعْرِفُوْنَ)۔ تاقدم از ہوانہ نہی، قدم بر ہوا نہ نہی۔

بیت

تراگر ہوای بہشت آرزو است مرو در پی آرزوی ہوا

۱۔ سورہ البقرہ، ۲: ۳۰ ۲۔ سورہ بنی اسرائیل، ۱۷: ۷۰ ۳۔ سورہ الذریت، ۵۱: ۵۶

درمیان حجاب (محض) پیاز کا چھلکا ہے۔

پس پیر و مرشد کامل' صاحب راز کے لئے صرف ایک ہی نگاہ سے اسے پارہ پارہ کرنا کیا مشکل اور بعید ہے۔ اگر تو آئے' تو دروازہ کھلا ہے اور اگر نہ آئے' تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ تو جانتا ہے کہ کوئی چیز آدم کے مرتبے کو نہیں پہنچتی۔ ارشاد خداوندی ہے: "میں روئے زمین پر خلیفہ بنانے کو ہوں۔" اور کوئی شخص اولاد آدم کے مرتبے کو نہیں پہنچسکتا۔ کیونکہ آدمی (آدم کی اولاد) نہایت مکرم اور صاحب عظمت ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: "اور ہم نے بنی آدم کو یقیناً" مکرم و معظم کیا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے (مختلف قسم کی) نعمتیں' عزتیں اور گوناگوں لذتیں پیدا کیں' وہ صرف آدمی کے لئے پیدا کیں اور اللہ تعالیٰ نے آدمی کو جو پیدا کیا' تو اس نے اپنی عبادت' شناخت اور معرفت کے لئے پیدا کیا۔

بیت

حلق تک پیٹ بھر کر نہ کھا' کیونکہ تو دیگ نہیں ہے۔ پانی اتنا زیادہ نہ پی' کیونکہ تو ریت نہیں ہے۔

زندگی اللہ تعالیٰ کی معرفت اور بندگی کے لئے ہے' کیونکہ بے معرفت الٰہی زندگی سراسر شرمندگی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اور ہم نے جن اور انسان صرف اس واسطے پیدا کئے ہیں کہ وہ میری عبادت کریں (یعنی میری ذات کو پہچانیں) جب تک تو حرص وہوا کو نہ چھوڑے گا' تب تک ہوا پر قدم نہیں رکھ سکے گا۔

بیت

اگر تجھے بہشت کی (پرفضا اور بھینی بھینی) ہواؤں کی خواہش ہے' تو حرص وہوا اور خواہشات نفس کے پیچھے بھاگنا چھوڑ دے۔

مرد مرشد کامل کہ طالب اللہ را بی رنج گنج بخشد واگر ریاضت کشاند، سالها سال واگر از التفات عطاکند، طرفتہ العین وصال۔ این چنین مرشد کامل صاحب تصور اسم تصرف در نظراو ابتداء وانتہاء یکی است۔

بیت

صحبت مرد خدا یک ساعتی بہتر از صد سال تقویٰ طاعتی

کہ نظر خدای تعالیٰ بظاهر تقویٰ وطاعت نیست، بردل است۔ پس تقویٰ وطاعت از دل باید کہ بنظر منظور حضور خدای تعالیٰ دل است۔ کسی را کہ حواس ظاهر نہ بندد وحواس باطن بکشایندواوصاف ذمیمہ از دل نہ برخیزند واز محبت الٰہی واز تصور اسم اللہ واز آتش نظرگرمی عارف باللہ خناس وخرطوم ووسوسہ و وھمات وخطرات سوختہ نگردند محال است دعویٰ معرفت مولیٰ کردن باطن بحضور حق نور اللہ فنا فی اللہ قرب وصال۔ راه انتہای طالب اللہ را روز اول ابتداء شروع، مشاھدۂ حال باقرب وصال لازوال این است۔
هرکہ اسم اللہ تصور تصرف بردل گیرد درولایت ولی روشن ضمیر برنفس امیر گردد۔ وهرکہ اسم اللہ تصور ظاهر و باطن درهر دو چشم بگیرد، سرا پردۂ حجاب برخیزد و چشم دل و چشم سریک وجود شود۔ قولہ، تعالیٰ:
فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ [1] رخ نماید۔ یعنی هر طرف کہ بیند آنچہ بگوید و آنچہ شنود، اسم اللہ بیند واسم اللہ گوید واسم اللہ شنود۔ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ [2]

۱۔ سورہ البقرہ، ۲ : ۱۱۵ ۲۔ سورہ الشوریٰ، ۴۲ : ۵۴

مرد مرشد کامل وہی ہے جو طالب اللہ کو بے محنت ومشقت خزانہ بخش دے اور اگر ریاضت کرائے' تو سالہا سال تک کرائے۔ اور اگر التفات کرتے ہوئے عطا کرے' تو ایک لحظہ میں وصال کرا دے۔ اس قسم کے کامل اور صاحب تصور اور اسم تصرف مرشد کی نگاہوں میں ابتداء اور انتہاء ایک ہی ہے۔

بیت

کسی کامل مرد خدا کی ایک ساعت کی صحبت اور ہم مجلسی صدسالہ تقویٰ اور طاعت سے بہتر ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ ظاہری تقویٰ اور عبادت پر نہیں' بلکہ دل پر ہے۔ پس تقویٰ اور اطاعت دل سے کرنی چاہئے' کیونکہ دل ہی اللہ تعالیٰ کے حضور میں منظور نظر ہے۔ جس کسی کے حواس ظاہری بند اور باطنی کھلے نہ ہوں اور اس کے دل سے بری عادات دور نہ ہوں اور محبت الٰہی اور تصور اسم اللہ ذات اور عارف باللہ کی نظر کی آگ کی گرمی سے خناس و خرطوم' وسوسہ' توہمات اور خطرات جل نہ جائیں' محال ہے کہ وہ معرفت مولیٰ کا دعویٰ کرے کہ میں باطنا" غرق فی النور' فنا فی اللہ ہوں اور مجھے قرب ووصال الٰہی حاصل ہے۔ طالب اللہ کو پہلے ہی روز شروع ہی میں مشاھدۂ حال کی انتہائی راہ' قرب ووصال لازوال حاصل ہو جاتا ہے۔ جو شخص اسم اللہ ذات کا تصور وتصرف دل پر کرتا ہے' وہ ولی اور ولایت کا درجہ پاتا ہے' وہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے اور نفس پر حکمران ہو جاتا ہے۔ اور جو کوئی اسم اللہ ذات کا تصور ظاہری اور باطنی دونوں آنکھوں میں کرتا ہے' اس کے لئے حجابات اٹھ جاتے ہیں اور دل اور سر کی آنکھیں ایک ہو جاتی ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:[1] پس جس طرف بھی تم رخ کرو' ادھر ہی اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہے' ظاہر ہونے لگتا ہے۔[2] یعنی جس طرف بھی دیکھتا ہے' جو کچھ کہتا ہے اور جو کچھ سنتا ہے۔ اسم اللہ ہی دیکھتا ہے اور اسم اللہ ہی کہتا ہے اور اسم اللہ ہی سنتا

واز تاثیر اسم اللہ بی ریایک رنگ، دوام بانفس محاربہ وجنگ۔ هرکہ تصور اسم اللہ رادردماغ گیرد، صاحب مشاهده تجلیات چراغین از چشمین ظاهر وباطن روشن وسوزان هیچ حال یک لحظہ خواب نمی آید۔ واگر عارف باشد، بی نام وخاموش۔ واگر خام باشد بجوش وخروش۔ واگر حوصلہ وسیع دارد، درحیرت درآید۔ بنا برین گفتہ اند اَلْمَعْرِفَةُ هُوَالْحَیْرَةُ۔ هرکہ عاجز تر عارف تر۔ این حیرت از قرب حضوری حق است۔

حدیث

اَللّٰهُمَّ زِدْنِیْ تَحَیُّرًا[1] ط

عارف باللہ این چنین دوام بغرق خدا، گاهی بخوف وگاهی برجا۔ ومطلقاً برآید از نفس هوا، ظاهر همصحبت اگرچہ باشد بامردم عوام۔ مگر باطن همصحبت حضرت نبی علیہ الصلوٰة والسلام دوام۔

ونیز شرح مجلس خاص الخاص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرورکائنات کہ شیطان لعین درباطن نام خود را هادی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرورکائنات نتوان گفت کہ شیطان از نام هدایت می سوزد ومی گریزد وصحبت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرورکائنات موافق شمائل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم این است:

۱۔ الحدیث

ہے۔ "خبردار! بیشک وہ تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے۔" اور وہ اسم اللہ ذات کی تاثیر سے بے ریا یک رنگ ہو جاتا ہے اور ہمیشہ نفس کے ساتھ محاربہ و مقاتلہ کرتا رہتا ہے۔ جو شخص اسم اللہ ذات کا تصور دماغ میں کرتا ہے' صاحب مشاہدہ کی ظاہری اور باطنی روشن اور سوزاں دونوں آنکھوں سے چراغ کی طرح تجلیات کا ظہور ہوتا ہے' جس کے سبب کسی حال میں بھی اسے لحظہ بھر نیند نہیں آتی۔ اور اگر عارف ہو گا' تو بے نام اور خاموش ہو گا۔ اور اگر خام ہو گا' تو جوش و خروش کرے گا۔ اور اگر اس کا حوصلہ وسیع ہو گا' تو حیرت میں آ جائے گا۔ اسی بنا پر کہا گیا ہے: "کہ معرفت حیرت ہے۔" جو زیادہ عاجز ہے' وہ زیادہ عارف ہے۔ یہ حیرت حضوری حق کی قربت کی وجہ سے ہے۔

حدیث

اے میرے رب! میری حیرت کو اور بھی زیادہ کر۔

اس قسم کا عارف باللہ ہمیشہ غرق خدا رہتا ہے۔ کبھی اسے خوف لاحق ہوتا ہے اور کبھی اسے امید دامنگیر ہوتی ہے۔ اور کبھی وہ نفسانی خواہشات کو بالکل خیرباد کہہ دیتا ہے۔ گو ظاہر میں ایسا شخص عوام الناس کے ساتھ مل کر بیٹھتا ہے' لیکن باطن میں وہ ہمیشہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ہمصحبت رہتا ہے۔

سید الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

سرور کائنات کی مجلس خاص الخاص کی شرح

شیطان لعین باطن میں اپنے نام کو ہادی برحق حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سرور کائنات کے اسم مبارک سے موسوم نہیں کر سکتا' کیونکہ وہ ہدایت کے نام سے جلتا اور بھاگتا ہے۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سرور کائنات کی صحبت حسب ذیل شمائل نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے موافق ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

بَیَاضُ اللَّوْنِ گندم گون بودند۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَاسِعَۃُ الْجَبْھَۃِ کشادہ پیشانی بودند۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَفْلَجُ الْاَسْنَانِ کشادہ وندان بودند۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَقْنَی الْاَنْفِ بلند بنی بودند۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَسْوَدُ الْعَیْنِ سیاہ چشم بودند ملیح و نمکین بودند۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مُجْتَمِعُ اللِّحْیَۃِ انبوہ محاسن بودند۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طَوِیْلُ الْیَدَیْنِ دراز دست بودند۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دَقِیْقُ الْاَنَامِلِ باریک انگشتان بودند۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تَامَ الْقَدِّ میانہ قد بودند۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَیْسَ فِیْ بَدَنِہٖ شَعْرٌ اِلَّا کَالْخَطِّ مِنْ صَدْرِہٖ اِلٰی سُرَّۃٍ ونبودند برتن مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موی مگر ہیچون خط کشیدہ شدہ از سینہ تا ناف۔ این است مہر نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
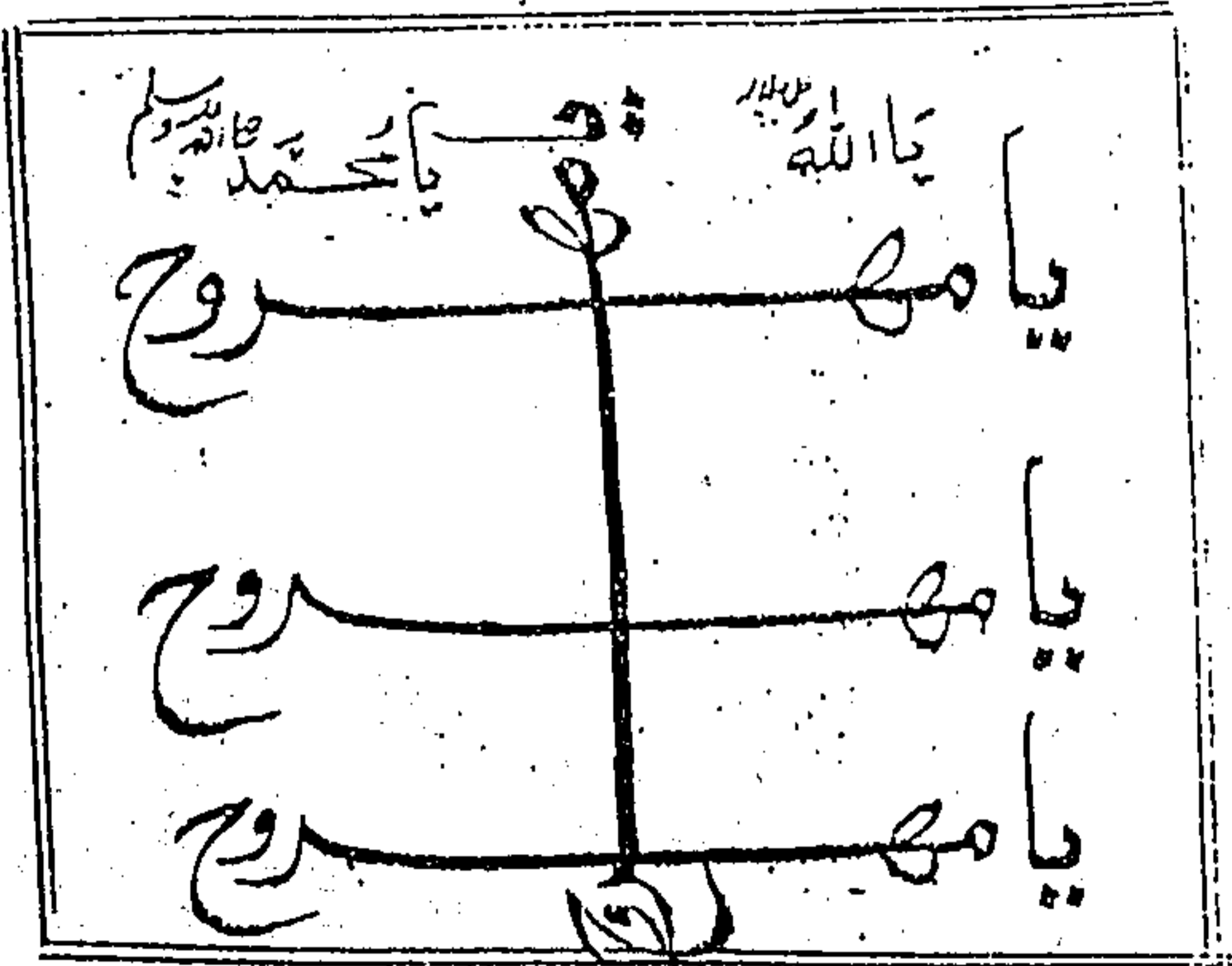
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گندمی رنگ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی کشادہ تھی۔ موتیوں کی طرح جڑے ہوئے کشادہ دانت تھے۔ ناک مبارک کی بنی بلند تھی۔ آنکھیں مبارک سرگین سیاہ وملیح ونمکین۔ داڑھی مبارک گھنی۔ ہاتھ مبارک لمبے تھے۔ انگلیاں مبارک نازک اور پتلی تھیں۔

قد مبارک درمیانہ تھا۔ آپؐ کے بدن مبارک پر ماسوائے چھاتی سے لے کر ناف تک کے اور کسی جگہ بھی بال نہ تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہر نبوت یہ ہے:
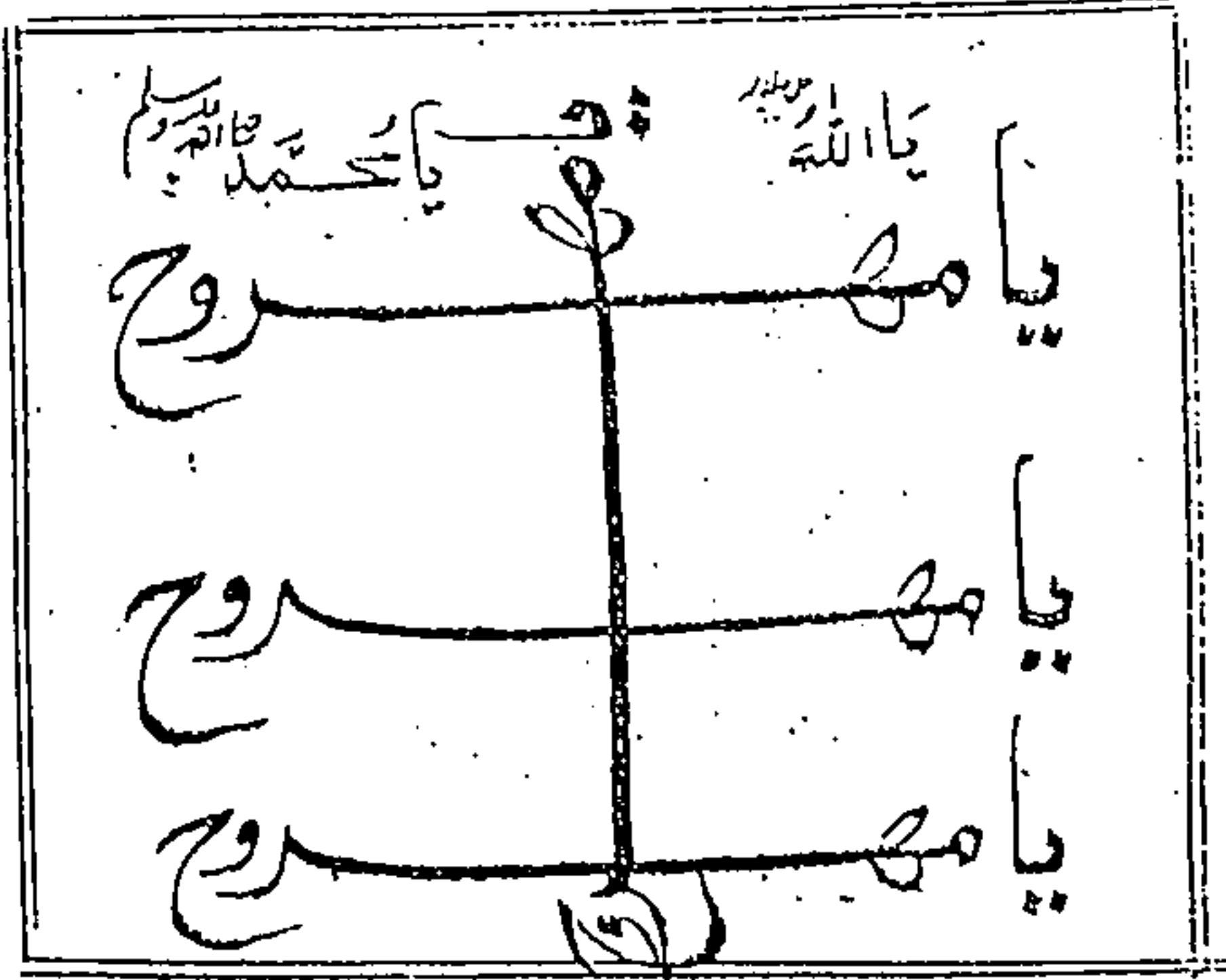
بدانکہ این پنج مرتبہ بہ ہیچ کس نمی رسد وھرکہ دعویٰ کند' دروغی وکاذب باشد' چنانچہ مرتبۂ نبوت لائق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نازل شد۔ ومرتبۂ وحی کہ جانب حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرورکائنات آمد ومرتبۂ معراج کہ معراج بحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرورکائنات شدومرتبۂ اصحاب کہ لائق اصحابان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرورکائنات بود۔ پس ھرکہ سوای این دعویٰ کند' کذاب وخراب شود۔ عارفان راچشم باطن از صفائی دل معرفت الہٰی باید' از برای آنکہ چشم ظاھرہیچ کارنیاید' چشم آنکہ بظاھر مردم نگرند آن چشم ظاھر حیوان ہم دارند کہ گاوٴ خراند وچون عارف باللہ را چشم ظاھروباطن یکی گردد' سراپردۂ ظاھری وباطنی بکشاید ومشاھدہ نمودار شود۔ ھرجاکہ خواھد' برسد وھرمشاھدہ کہ خواھد وھرمقامیکہ خواھد' برود وبہر مجلس انبیاء واولیاء کہ خواھد' دست مصافحہ ملاقات کند وچون بروشنائی نور اللہ جل شانہ' غرق شود' این مقامات اہل غرق بیہوش نہ مقلدان خودفروش۔ وچون عارف باللہ جل شانہ' ھرمقام راطی کند واز حجاب بی حجاب گردد' این ھمہ فیض وعطا ز مرشد کامل است۔ بدانکہ بی مرشد نتوان رفت۔ قولہ' تعالیٰ:

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْآ اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ[1] ط

۱۔ سورہ مائدہ' ۵:۳۵

(اے طالب صادق!) جان لے کہ کوئی شخص ان پانچ مرتبوں تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور جو شخص دعویٰ کرتا ہے' وہ سراسر جھوٹا اور کاذب ہے۔ چنانچہ مرتبۂ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لایق تھا' جو نازل ہوا۔ (اور اب آئندہ کسی کا نبی بننا ناممکن اور محال ہے) اور مرتبۂ وحی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرورکائنات پر نازل ہوا کرتی تھی۔ اور مرتبۂ معراج جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوا۔ اور مرتبۂ اصحاب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کے لایق تھا۔ (اب یہ مراتب کسی کو ھرگز حاصل نہیں ہو سکتے) پس جو کوئی ان کے سوا دعویٰ کرتا ہے' وہ خراب اور جھوٹا ہوتا ہے۔ عارفوں کے لئے صفائی دل کی وجہ سے معرفت الٰہی حاصل کرنے کے لئے باطنی آنکھ درکار ہے' کیونکہ ظاھری آنکھ کسی کام کی نہیں' اس لئے کہ ظاھری آنکھ جس سے لوگ دیکھتے ہیں' وہ ظاھری آنکھ تو حیوانات بھی رکھتے ہیں' جو گاؤ خر ہیں۔

اور جب عارف باللہ کی ظاھری اور باطنی آنکھ ایک ہو جاتی ہے' تو ظاھری اور باطنی حجابات اٹھ جاتے ہیں اور مشاھدہ نظر آنے لگتا ہے۔ جس جگہ کہ وہ چاہتا ہے' پہنچ جاتا ہے۔ اور جو مشاھدہ کہ چاہتا ہے اور جس مقام پر کہ وہ چاہتا ہے' چلا جاتا ہے۔ اور ہر نبی اور ولی کی مجلس میں کہ وہ چاہتا ہے ملاقات اور مصافحہ کر سکتا ہے اور جب نور الٰہی جل شانہ' کی روشنی میں غرق ہو جاتا ہے (تو وہ اپنے مقصد کو پا لیتا ہے) یہ مقامات اہل غرق بیہوش کے ہیں' نہ کہ خود فروش مقلدوں کے ہیں۔

جب عارف باللہ جل شانہ' ہر مقام کو طے کر لیتا ہے' تو تمام پردے درمیان سے اٹھ جاتے ہیں۔ یہ تمام باتیں مرشد کامل کے فیض اور عطا سے حاصل ہوتی ہیں۔ (اے طالب صادق!) (اچھی طرح) جان لے کہ ان مقامات تک بغیر مرشد کے نہیں پہنچا جا سکتا۔

ارشاد خداوندی ہے: "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی طرف جانے کے

بیت

هرکہ را مرشد نہ شیطان مرید   هرکہ با مرشد بود آن بایزیدؒ

بدانکہ از اسم اللہ جل جلالہ، علم ظاہر وباطن رخ نماید۔ قولہ، تعالیٰ: وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ط[۱] چون بمقام کل رسد، خبر هر دو جہانی در مد نظر اوست۔۔ مرشد کامل آنست کہ طالب را کل وجز مقامات ذات وصفات طی کنانیدہ، مشاہدۂ تمام خواص وعوام درمیان یک شبانروز نمودار نماید کہ طالب اللہ را ور دل باقی افسوس نماند وبیٔ جمیعت نشود۔

بدانکہ مرشد عارف از زن کمتر نباشد۔

حدیث

طَالِبُ الدُّنْيَا مُخَنَّثٌ وَطَالِبُ الْعُقْبٰى مُؤَنَّثٌ وَطَالِبُ الْمَوْلٰى مُذَكَّرٌ ط[۲] از هریک قوت باطنی طالب را از حق سبحانہ، وتعالیٰ نصیب کناند۔ ودر هر مجلس خاص باخلاص نشاند۔

۱۔ سورہ البقرہ، ۲: ۳۱   ۲۔ الحدیث

لئے وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو' تاکہ تم فلاح پاؤ۔"

بیت

جس سالک طریقت کا کوئی مرشد نہیں ہے' وہ شیطان کا مرید ہے۔ اور جو کسی مرشد کا مرید ہے' وہ بایزیدؒ (بسطامی) کی طرح ہے۔

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ اسم اللہ جل جلالہ' سے ظاہری اور باطنی دونوں علم منکشف ہوتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اور آدم علیہ السلام کو ان کے سب نام سکھلا دیئے۔" جب (انسان) مقام کل پر پہنچ جاتا ہے' تو وہ دونوں جہانوں کی خبر رکھتا ہے' گویا دونوں جہاں اس کے مدنظر ہو جاتے ہیں۔

مرشد کامل وہ ہے جو طالب کو ذات وصفات کے تمام مقامات طے کرا کر خواص وعوام کا تمام مشاہدہ ایک دن رات میں دکھلا دے' تاکہ طالب کے دل میں کسی قسم کا افسوس باقی نہ رہے اور وہ بے جمعیت نہ ہو جائے۔

(اے طالب مولیٰ!) (اچھی طرح) جان لے کہ عارف مرشد عورت سے کم تر نہیں ہو سکتا۔

حدیث

طالب دنیا ہیجڑا' اور طالب عقبیٰ مونث اور طالب مولیٰ مذکر ہوتا ہے۔

مرشد کامل طالب کو قوت باطنی کے سبب ساری قوتیں حق سبحانہ' وتعالیٰ سے دلاتا ہے اور ہر ایک مجلس خاص میں اخلاص سے بٹھا دیتا ہے۔

رباعی

کعبہ را دردل بہ بینم جان کنم بروی فدا　در مدینہ دائی ہم صحبتم با مصطفیٰ
خلق ما باخویش داند من بباطن با رسولؐ
عارفان را راہ اینست بشنو ای اہل الوصولؒ

برین عیب مبرا از برکت تصور اسم اللہ ذات و قوت توجہ مرشد عارف باللہ حضور بردن بمجلس محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وباصحاب کبارودست مصافحہ کردن بہرانبیاءؑ واولیاءؒ وطیرسیرطی کردن کل وجز مقامات وخلق را درقید آوردن باکشف کرامات وکشف القلوب وکشف القبور مراتب روحانی وَقُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ مراتب حضرت عیسیٰؑ روح اللہ چنانچہ قولہ تعالیٰ: كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ط[1]

حدیث

عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ خَیْرٌ مِنْ اَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ ط[2] آسان کاراست، لیکن خوی بوی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ تَعَالٰی[3] ط وطریق فقر تحقیق دریای عمیق حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ومعرفت الٰہی باطن صفا بارضا حضرت وشرع شریف الفت لطیف ظاہر وباطن یک وجود بر آمدن از نفاق باکرم جود لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ[4] ط باخلاص سجود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بدست آوردن خیلی دشوار کہ این فقر عظیم بعظمت ربانی سراسرار واین دقیقہ راچہ داند مردہ دل گاؤ عصار۔

۱۔ سورہ آل عمران، ۳ : ۱۱۰　۲۔ الحدیث
۳۔ نقل از انیس العارفین　۴۔ کیمیای سعادت از امام غزالیؒ و مرغوب القلوب تبریزیؒ

رباعی

میں خانہ کعبہ کو اپنے دل میں دیکھتا ہوں اور اس پر اپنی جان قربان کرتا ہوں۔ اور مدینہ منورہ میں ہمیشہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہتا ہوں۔ مخلوق مجھے اپنے ساتھ جانتی ہے' مگر میں درحقیقت باطن میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہوتا ہوں۔

اے واصلان حق! غور سے سن لو! کہ عارفان حق کی راہ یہی راہ ہے۔

اس پر شک نہ کر' کیونکہ اسم اللہ ذات کے تصور کی برکت اور قوت توجہ سے عارف باللہ مرشد کے لئے آسان ہے کہ وہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا دے اور صحابہ کبار' ہر ایک نبی اور ولی سے مصافحہ کرا دے اور تمام مقامات کی طیر سیر کرا دے۔ خلق کو کشف و کرامات کے ذریعے قید میں لے آئے اور کشف القلوب' کشف القبور اور قم باذن اللہ (اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھ) کے مراتب روحانی مثل حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ پر پہنچائے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "تمام انسانی امتوں میں سے جو بھیجی گئیں' تم نیک اور بہتر ہو۔"

حدیث

"میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں سے بہتر ہیں۔" لیکن حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبو اور خلق محمدی یعنی اپنے میں اللہ تعالیٰ کی صفات پیدا کرو اور فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحقیق کا طریق جو دریائے عمیق ہے' معرفت الہٰی' باطنی صفائی' رضا بقضا' شرع شریف' ظاہر و باطن میں ایک وجود ہونا اور جود و سخا کے ذریعے نفاق کو چھوڑنا اور قلب حضوری سے نماز ادا کرنا' اخلاص محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سجدہ کرنا نہایت دشوار ہے' کیونکہ یہ فقر عظیم عظمت ربانی اور

بدانکہ ذکراللہ وجود را چنان پاک کند' چنانچہ آب پاک کند پارچہ نجس را۔
وھرکہ را وجود پاک از برکت ذکراللہ جل جلالہ' لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ
رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ آنرا از محاسبہ چہ باک۔
قولہ' تعالیٰ: وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ
الْعَظِیْمِ[۱]

مرشد کامل آنست کہ طالب اللہ را باتوجہ باطنی بملازمت حضور سرورانبیاء
ویابہ مجالس اولیاء تلقین کناند کہ ظاہر باطن طالب اللہ ھرمقامات ذات وصفات
تحقیق کندواحوالات بیان باعیان سازد۔

ودیگر مرشد لایق ارشاد آنست کہ اگر از طالب اللہ گناہ کبیرہ ویاصغیرہ واقع شد'
ھماندم درباطن غوطہ خورد وغرق شدہ بحضور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سرورکائنات رود وپیش حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرورکائنات التماس
نمودہ' گناہ طالب را مغفور کناند۔ ویا آنکہ مرشد کامل صفت آفتاب دارد
وطالبان بمثل ذرہ نہ ذرہ از آفتاب جدا و نہ آفتاب از ذرہ جدا۔ چنین غرق فنا فی
اللہ' نورا لھدیٰ مرشد کامل بقال تعلق ندارد بامشاھدہ و قرب وصال درخواب وبیداری ھر
حال۔

بیت

مرد مرشد می رسد درھر مقام   مرشد نامرد طالب زر تمام
آری مرشدیکہ درطلب حجاب طالب ودرطلب خراب۔

۱۔ سورہ البقرہ' ۲: ۱۰۵

سراسرار الٰہی سے ہے۔ اس نکتہ کو وہ لوگ کیا جانیں، جو مردہ دل اور کولہو کے بیل ہیں۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ ذکر الٰہی وجود کو اس طرح پاک کر دیتا ہے، جیسے پانی ناپاک اور غلیظ کپڑے کو۔ اور جس شخص کا وجود ذکر الٰہی کی برکت سے اور کلمۂ طیبہ کے ذکر سے پاک ہے، اسے محاسبے کا کیا ڈر ہے۔

ارشاد خداوندی ہے: "اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے خاص کر لیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔"

مرشد کامل وہ ہے، جو طالب اللہ کو باطنی توجہ سے جناب سید الانبیاءؐ کے حضور میں پہنچا دے اور یا مجالس اولیاء میں پہنچا کر تلقین کرائے، تاکہ ظاہرو باطن میں طالب اللہ ذات وصفاتِ کے تمام مقامات کی تحقیق کرے اور احوال کو صراحت کے ساتھ بیان کر دے۔

نیز لایق ارشاد مرشد وہ ہے کہ اگر طالب اللہ سے صغیرہ یا کبیرہ گناہ سرزد ہو جائے، تو اسی دم باطن میں غوطہ لگا کر مجلس نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں مستغرق ہو کر آپؐ سے اس کا گناہ بخشوائے یا یوں سمجھئے کہ مرشد کامل آفتاب کی مانند ہے اور طالب ذرہ کی طرح۔ نہ آفتاب ذرہ سے جدا ہوتا ہے اور نہ ہی ذرہ آفتاب سے جدا ہوتا ہے۔ جو مرشد کامل اس طرح سے غرق فنا فی اللہ اور نورا لہدیٰ ہو، وہ قال سے تعلق نہیں رکھتا، بلکہ خواب وبیداری، ہر حال میں قرب، مشاہدہ اور وصال سے تعلق رکھتا ہے۔

بیت

پیر کامل ہر مقام پر پہنچ جاتاہے۔ (اور) ناقص پیر صرف سیم وزر کا طلبگار ہوتا ہے۔ ہاں جو مرشد خود حجاب میں ہے، اس کا طالب بھی حجاب اور طلب میں خراب ہوتا ہے۔

بیت

هرکہ را شد از مربی التفات غرق فی اللہ شد بوحدت جان حیات

بدانکہ دروجود آدمی چہار چیز است۔ نفس و قلب و روح و سرباری تعالیٰ۔ نفس تعلق بریاضت دارد و قلب تعلق باتصدیق دارد و روح تعلق بپاکی روح اللہ دارد و سر تعلق با راز دارد۔ وتوفیق الٰہی یک شعلہ الیست نور اللہ کہ ازغیب الغیب۔ آن لطیفۂ توفیق رفیق از میان دل برخیزد۔ ھرچہار یکی گردد۔ چنانچہ نفس صفت القلب گیرد و قلب صفت روح گیرد۔ وروح تاثیر سریابد۔ این را عارف گویند مطلق صاحب اسرار کہ از دنیا واہل دنیا فرار کہ دوام غرق باسم اللہ ذات۔ وشرم آیداز تماشۂ طبقات کہ ازعرش تا فرش آنرا حجاب۔ وغرق فنا فی اللہ بقا باللہ ثواب۔ حَسْبِیَ اللّٰہُ[1] وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ[2] ؕ از مرشدیکہ از اسم اللہ بیابد راہ، آنرا آگاہ شود ظاھری وباطنی ازگناہ ھرکہ از مرشد راہ بہ بیند باز درافعال مرشد گناہ نہ بیند۔ این است مراتب خاص الخاص طالب مرید۔

حدیث

اَلْمُرِیْدُ لَا یُرِیْدُ[3] ؕ

چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام را نظر باطن برصواب راہ بود، چنانچہ کشتی را شکست ودیوار را بنا کرد از آنچہ حضرت خضر علیہ السلام راہ نمود۔ ودر نظر حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ گناہ بود۔ قَالَ ھٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَبَیْنِکَ[4] ؕ

۱۔ سورہ التوبہ، ۹ : ۱۲۹ ۲۔ سورہ آل عمران، ۳ : ۱۷۳

۳۔ الحدیث ۴۔ الکہف، ۱۸ : ۷۸

بیت

جس کسی کو اپنے مربی و محسن پیر کے ساتھ توجہ رہے گی' وہ غرق فی اللہ ہو گا اور اس کی روح کو حیات جاودانی وحدت الوجود میں حاصل ہو گی۔

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ انسان کے وجود میں چار چیزیں ہیں۔ نفس' قلب' روح اور سرباری تعالیٰ۔ نفس کا تعلق ریاضت سے ہے۔ قلب کا تصدیق سے' روح کا پاکیزگی سے اور سر کا تعلق راز (الٰہی) سے ہے۔ اور توفیق الٰہی ایک نور کا شعلہ ہے' جو غیب الغیب ہے۔ وہ لطیفہ توفیقِ رفیق دل کے درمیان سے اٹھتا ہے۔ اور پھر چاروں ایک ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ نفس قلب کی صورت اختیار کرتا ہے اور قلب روح کی اور روح سر کی۔ ایسے عارف کو صاحب اسرار مطلق کہتے ہیں۔ ایسا شخص دنیا اور اہل دنیا سے بھاگتا ہے۔ چونکہ وہ دائمی طور پر اسم اللہ ذات میں غرق ہوتا ہے' اس لئے اسے عرش سے فرش تک کے طبقات کی سیر سے شرم اور حجاب آتا ہے۔ وہ فنا فی اللہ باقی باللہ ہوتا ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ ہی کافی اور بہترین کارساز ہے۔ جس مرشد سے اسم اللہ ذات کی راہ ہاتھ آئے' اسے ظاہری وباطنی گناہوں سے آگاہی ہو جاتی ہے۔

جب کسی مرشد کو اپنا راہنما تسلیم کرلے' تو پھر اس کے افعال میں عیوب نہ دیکھے اور یہی خاص الخاص طالب مرید کی علامت ہے۔

حدیث

"مرید وہی ہے' جو کسی بات کی خواہش نہ رکھے۔"

جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام کی باطنی نظر عین مناسب تھی۔ چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام کا کشتی کو توڑنا (بچے کو قتل کرنا) اور دیوار کو بنانا حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ

پس کار معرفت باطنی تعلق بباطن دارد و در نظر خلق گناه و انکار۔ شرح باطن را بچشم ظاهر نگار و هر کاریکہ باشد در شریعت نگهدار' تا ترا دست و هد د آید بکار۔

پس طالب مرید باموافقت باید جاسوس عیب بین کور چشم بی یقین طالب و مرید نشاید۔ در مرشد چند صفت های پیغمبران باشد' چنانچہ خوف حضرت آدم علیہ السلام رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا و قربانی حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ وصبر حضرت ایوب علیہ السلام و شوق حضرت جرجیس نبی اللہ علیہ السلام وکلام حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام و سیر حضرت خضر نبی اللہ علیہ السلام و سخن سیف اللہ بمثل حضرت روح اللہ علیہ السلام و خلق و فقر حضرت محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

مرشد شدن نہ آسان کا راست۔ در مرشدی ہدایت اللہ سر عظیم واسرار است۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

بدانکہ چون روح اعظم در وجود آمد و گفت: یا اللہ۔ بگفن نام اللہ دل بذکر اللہ تعالیٰ زندہ و پرنور شد و متوجہ و مستغرق بحق سبحانہ' وتعالیٰ گشت۔ واز تاثیر وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي [1] ط مشرف گردید وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ط [2] رفاقت گردانید' تاقیامت برین حال برخیزد وهنوز بکنہ انتہائی اسم اللہ نرسیدہ باشد' قدر اسم اللہ تعالیٰ وذکر اللہ تعالیٰ رانمی دانی۔ چنانچہ حدیث: ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى بِالْغُدُوِّ وَالْعَشِيِّ اَفْضَلُ مِنْ ضَرْبِ

۱۔ سورہ الحجر' ۱۵: ۲۹ ۲۔ سورہ الطلاق' ۶۵: ۳

کی نگاہوں میں (بظاہر) گناہ معلوم ہوتا تھا۔ اسی واسطے حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: "اب مجھ میں اور تجھ میں جدائی ہے۔"

پس باطنی معرفت کا کام باطن سے تعلق رکھتا ہے' گو مخلوق کی نگاہوں میں وہ گناہ معلوم ہوتا ہے۔ اور لوگ اس سے انکار کرتے ہیں۔ باطن کے سینہ کو ظاہری آنکھ سے سنوار۔ اور جو کام ہو' اس کو شریعت کے مطابق پرکھ' تاکہ وہ تیری مدد کرے اور تیرے کام آسکے۔ پس طالب اور مرید وہی ہے' جو مرشد کی موافقت کرے اور عیب ڈھونڈنے والا جاسوس نہ ہو اور نہ ہی کور چشم اور بے یقین ہو۔ مرشد میں چند پیغمبرانہ صفات ہوتی ہیں۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کا سا خوف: "اے ہمارے رب! "ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔" اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جیسی قربانی' اور حضرت ایوب علیہ السلام جیسا صبر۔ اور حضرت جرجیس نبی اللہ علیہ السلام جیسا شوق۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسی ہمکلامی اور حضرت خضر علیہ السلام جیسی سیر اور حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام جیسی سیف زبانی۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سا خلق اور فقر۔

مرشد ہونا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ مرشد اور ھادی ہونا سر عظیم اور اسرار الٰہی ہے۔

س اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس

(اے طالب صادق!) جان لے کہ جب روح اعظم وجود میں آئی۔ اور یااللہ کہا' تو اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہی دل ذکرالٰہی سے زندہ اور پرنور ہو گیا۔ اور حق سبحانہ' وتعالیٰ کی طرف متوجہ ہو گیا اور اس میں مستغرق ہو گیا اور تاثیر سے "اور میں نے اس میں اپنی روح پھونک دی" سے مشرف فرمایا "اور جو کوئی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے' پھر وہ اس کے لئے کافی ہوتا ہے "۔اس کا رفیق بنایا۔ قیامت تک یہی حالت برقرار رہے گی اور پھر بھی اسم اللہ ذات کی انتہائی کنہ کو نہیں پہنچے گی۔ تجھے اسم اللہ اور ذکرالٰہی کی قدر معلوم

السَّیۡفِ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ط [۱] ذاکر غازی قاتل نفس است۔ چنانچہ:

حدیث

رَجَعۡنَا مِنَ الۡجِھَادِ الۡاَصۡغَرِ اِلَی الۡجِھَادِ الۡاَکۡبَرِ ط [۲] واقع شد۔

بدانکہ اسم اللہ ذکراللہ پاک است واعظم۔ پس نفع ندھد وقرار نگیرد و بجز وجودپاک۔ چنانچہ:

حدیث

اِسۡمُ اللّٰہِ شَیۡئٌ طَاھِرٌ وَّلَا یَسۡتَقِرُّ اِلَّا بِمَکَانٍ طَاھِرٍ ط [۳]

ھرکہ اسم اللہ تعالیٰ را باخلاص زبان تکرار کند وخاص تصدیق القلب بذکراللہ درجنبش درآید بنام اللہ دل وزبان وھرموی بنام اللہ زبان کشاید۔ اول آنکہ کدورت وسیاہی خطرات وگمراھی از آن دل برخیزد۔ روشنی رونمائی بمثل خورشید تابش روشنی زند۔ چون صاحب قلب باین مراتب رسد' صاحب قلب باستماع ذکراللہ بشنود۔ اگر تمام زمین وآسمان وبرگ وریگ کاغذ شوند وآنچہ برروی زمین درخت وگیاہ قلم گردند۔ وآب دریا سیاہی وجن وانس وفرشتہ ھرژہ ھزارعالم کاتب نویسندہ گردند۔ چنانچہ ھمہ سرگردان روزوشب تاقیامت بنویسند ثواب نام اللہ نتوانند نوشت۔

۱۔ الحدیث ۲۔ نقل از کتاب بیہقی والتشرف' ص ۶۹ ۳۔ الحدیث

نہیں۔ چنانچہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے:
"صبح و شام اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا راہ خدا میں تیغ زنی کرنے سے افضل ہے۔"
غازی ذاکر قاتل نفس ہوتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہوا ہے:

حدیث

ہم نے جہاد اصغر(۱) سے جہاد اکبر(۲) کی طرف رجوع کیا ہے۔
(اے طالب صادق!) جان لے کہ اسم اللہ ذکر اللہ پاک اور عظیم ہے۔ پس وہ ماسوائے پاک وجود کے کہیں قرار نہیں پکڑتا اور نہ ہی نفع دیتا ہے۔

حدیث

"اسم الٰہی ایک پاک شے ہے' جو پاک مقام کے سوا کہیں قرار نہیں پکڑتی۔"
جو شخص اسم اللہ ذات کو اخلاص زبان سے بار بار پڑھتا ہے اور ساتھ ہی ذکر الٰہی سے دلی تصدیق بھی کرتا ہے' تو دل اور زبان دونوں اسم الٰہی سے جنبش میں آتے ہیں۔ اور جسم کا ہر بال اسم اللہ سے زبان کھول دیتا ہے۔ اول یہ کہ اس دل سے خطرات اور گمراہی کی کدورت اور سیاہی دور ہو جاتی ہے اور روشنی سورج کی طرح نمودار ہوتی ہے۔ جب صاحب قلب ان مراتب پر پہنچتا ہے' تو صاحب قلب ذکر الٰہی اپنے کانوں سے سنتا ہے۔ اگر تمام زمین و آسمان' پتے اور ریت کاغذ ہو جائیں اور تمام روئے زمین کے درخت اور گھاس قلم بن جائیں اور آب دریا سیاہی بن جائیں اور جن وانس اور فرشتے اور اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوق تحریر کرنے والی کاتب بن جائے اور شب و روز تمام سرگرداں ہو کر تاقیامت لکھتی رہے' تو پھر بھی ثواب اسم اللہ نہ لکھ سکے۔

۱۔ جہاد اصغر سے مراد کفار کے ساتھ جدال و قتال ہے اور (۲) جہاد اکبر سے مجاہدۂ نفس مراد ہے۔

رباعی

هرچه خوانی از اسم اللہ بخوان اسم اللہ با تو ماند جاودان
اسم اللہ بہ بود از سیم و زر روز و شب با اسم اللہ خوش نگر

اسم اللہ تلقین است بایقین ویقین است باتلقین۔ واز تلقین توکل حاصل شود۔ ازیقین یگانگت حق۔ توکل چیست؟ توکل ترک از مخلوقات کہ راھزن خلق باشد ویگانگت حق کہ یاری طلب نکند ازغیرحق۔

بدانکہ از تلقین کامل در وجود طالب اللہ ذکر خفیہ پیدا شود و ذکر خفیہ تعلق بسکر دارد۔ صحو و قبض و بسط و بخش' وجان ودل ودم' آواز ندارد کہ از ذکر خفیہ مشاھدۂ نور اللہ غرق دوام راز است۔ مرشد کامل ھرکہ را بنظر جذب ذکر خفیہ دھد' دل آنرا از حب دنیا بیرون بر کشد' چنانچہ از خلق دیوانہ مجذوب وباخالق یگانہ محبوب شود۔ مراتب او غرق دوام ودر فقر کامل تمام۔

ابیات

گر نفس مرکب زیر روحش شہسوار مرد میدان در برد گویش زکار
گر روح مرکب زیر نفس شد سوار باز دارد از خدا ابلیس وار

دانی نفس عدو جان واقع شد۔ نفس مطمئنہ دلالت می کند بخدا۔ نفس

رباعی

۱؎ جو کچھ تو پڑھنا چاہتا ہے' اللہ تعالیٰ کے اسم سے پڑھ۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کا نام ورد زبان بنا لے) اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک ہمیشہ تیرے ساتھ رہے گا۔

۲؎ اللہ تعالیٰ کا نام سونے چاندی سے بھی بہتر ہے۔ دن رات اللہ تعالیٰ کے نام پر بخوشی نگاہ رکھ۔

اسم اللہ ذات تلقین بایقین اور یقین باتلقین ہے۔ اور تلقین سے توکل حاصل ہوتا ہے۔ اور یقین سے یگانگت حق حاصل ہوتی ہے۔

توکل کیا ہے؟ توکل یہ ہے کہ مخلوقات کو خیرباد کہنا جو کہ خالق کی راہزن ہے۔ اور حق سے یگانگت کرنا اور غیر حق سے مدد طلب نہ کرنا توکل ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ تلقین کامل سے طالب اللہ کے وجود میں خفیہ ذکر پیدا ہوتا ہے اور ذکر خفیہ سکر سے تعلق رکھتا ہے۔ صحو' قبض' بسط' بخش' جان ودل اور دم اور آواز سے تعلق نہیں رکھتا' کیونکہ ذکر خفیہ سے وہ ہمیشہ راز اور مشاہدۂ نورالٰہی میں غرق رہتا ہے۔ مرشد کامل جس کو جذب نظر سے ذکر خفیہ عطا کرتا ہے' اس کے دل سے دنیاوی محبت دور کر دیتا ہے' چنانچہ وہ مخلوق سے دیوانہ اور مجذوب ہو جاتا ہے اور خالق کا یگانہ اور محبوب ہو جاتا ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ وہ ہمیشہ یاد الٰہی میں مستغرق رہتا ہے اور فقر میں کامل اور مکمل ہوتا ہے۔

ابیات

اگر نفس سواری ہے اور روح اس پر شہسوار ہے' تو پھر وہ مرد میدان مقصد کی گیند کو کامیابی کے ساتھ لے جائے گا۔ (اور) اگر روح سواری ہے اور نفس اس پر سوار ہے' تو ابلیس کی طرح اسے اللہ تعالیٰ سے دور کر دے گا۔

کیا تو جانتا ہے؟ کہ نفس جان کا دشمن واقع ہوا ہے۔ نفس مطمئنہ اللہ تعالیٰ پر

اماره سرکشی می کشد بهوا۔ ذکر خفیہ درخفیہ خراب وہلاک کند نفس اماره را چنانچه خراب کند آتش ہیزم خشک را خاکستر و از بودنابود۔
بدانکه ہژده ہزار عالم مخلوقات و ہر عالم و ہر مقامات طبقات فی السموٰت والارض درطی اسم اللہ است۔ واسم اللہ درطی قلب است۔ و قلب را مخزن اسرار الٰہی گفتہ اند۔

بیت

نہ ہر دل توان گفت گنج الٰہی　　نہ ہر سر بود لایق بادشاہی

حدیث

خَلَقَ اللّٰهُ عَشَرَ بَسَاتِيْنَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ ط [1]

ع

فرمود حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سرور کائنات پیدا کرده است خدای تعالیٰ ده باغ دردل مومن۔ چنانچه اول باغ توحید۔ و دویم باغ علم وسیوم باغ حلم وچهارم باغ تواضع وپنجم باغ سخاوت۔ وششم باغ توکل وہفتم باغ قسمت وہشتم باغ سنت ونہم باغ خوف ودہم باغ رجاء۔
پس شرط باغ آنست کہ چون صبح شود، دران باغ خویش عاقل اہلدل تفحص کند و ہرجاکہ دران باغ خاری و خسی باشد، از بیخ برگرداند وبیرون اندازد کہ بجز نہال اصلی وشوق وصلی، محبت الی اللہ واعمال حسنۃً للہ در دل عارف باللہ دیگری نماند، چنانچه چون مومن درباغ توحید درآید، خار نادانی وجہل بیرون

۱۔ الحدیث

دلالت کرتا ہے۔ اور نفس امارہ نفسانی خواہشات کے سبب سرکشی کرتا ہے۔ ذکر خفیہ نفس امارہ کو مخفی طور پر خراب اور ہلاک کر دیتا ہے۔ چنانچہ وہ نفس امارہ کو اس طرح خراب وہلاک کر دیتا ہے، جیسے آگ خشک لکڑیوں کو اور اس کی ہستی کو مٹا دیتا ہے۔

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوقات، اور ہر ایک عالم اور ارضی وسماواتی ہر ایک طبقہ ومقام اسم اللہ ذات کی طے میں ہے اور اسم اللہ طے قلب میں ہے، اسی لئے قلب کو مخزن اسرار الٰہی کہتے ہیں۔

بیت

ہر دل کو معرفت الٰہی کا خزانہ نہیں کہا جا سکتا۔ (اور) نہ ہی ہر سر بادشاہی کے لایق ہوتا ہے۔

حدیث

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے قلوب میں دس باغ پیدا کیے ہیں۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدای تعالیٰ نے مومن کے دل میں دس باغ پیدا کئے ہیں۔ چنانچہ وہ باغ حسب ذیل ہیں:۔

پہلا باغ توحید ہے۔ دوسرا باغ علم ہے۔ تیسرا باغ حلم ہے۔ چوتھا باغ تواضع ہے۔ پانچواں باغ سخاوت ہے۔ چھٹا باغ توکل ہے۔ ساتواں باغ قسمت ہے۔ آٹھواں باغ سنت ہے۔ نواں باغ خوف ہے اور دسواں باغ رجاء ہے۔

پس باغ کی شرط یہ ہے کہ جب صبح ہو، تو اہل دل عقلمند کو چاہئے کہ اس اپنے باغ میں تلاش وجستجو کرے اور جہاں کہیں کوئی کانٹا یا خس وخاشاک ہو، جڑ سے نکال دے اور پاک وصاف کر دے، کیونکہ عارف باللہ کے دل میں نہال اصلی، شوق وصلی، محبت الی اللہ اور اعمال حسبتہً للہ کے سوا اور کچھ نہیں ہونا چاہئے۔ چنانچہ جب مومن

اندازد۔ وچون مومن در باغ حلم در آید' خار سرکشی و هوای نفس اماره بیرون اندازد۔ وچون مومن در باغ تواضع در آید' خار کبر وحسد بیرون اندازد۔ وچون مومن در باغ سخاوت در آید' خار حرص و بخل بیرون اندازد۔ وچون مومن در باغ توکل در آید۔ خار طمع ونفاق بیرون اندازد۔ وچون مومن درباغ قسمت در آید' خار خصومت وریابیرون اندازد۔ وچون مومن درباغ سنت در آید' خار بدعت وگمراهی بیرون اندازد۔ وچون مومن درباغ خوف در آید' خار عجب وکبر بیرون اندازد۔ وچون مومن درباغ رجاء در آید' خار خشم وغضب وقہر بیرون اندازد۔

مصنفؒ میگوید کہ صفائی باغ دل تعلق بذکر معرفت دارد کہ قلب نظر گاہ اللہ است' چنانچہ:

حدیث

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ إِلٰى صُوَرِكُمْ وَلَا إِلٰى أَعْمَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ فِي قُلُوْبِكُمْ وَنِيَّاتِكُمْ[1] ط

ودل نیز دو قسم است۔ ولیکہ طالب المولیٰ باموالیٰ یگانہ۔

حدیث

مَنْ مَّاتَ فِي حُبِّ اللّٰهِ فَقَدْ مَاتَ شَهِيْدًا[2] ط

۱۔ مسلم' مسند احمد' احیاء العلوم از امام غزالیؒ' فتاویٰ عزیزی ۲۔ الحدیث

باغ توحید میں آتا ہے' تو نادانی اور جہالت کے کانٹے باہر پھینک دیتا ہے۔ اور جب مومن باغ حلم میں آتا ہے' تو سرکشی اور ہوائے نفس امارہ کے کانٹے باہر پھینک دیتا ہے۔ اور جب مومن تواضع کے باغ میں آتا ہے' تو تکبر اور حسد کے کانٹے صاف کر دیتا ہے۔ اور جب مومن باغ سخاوت میں آتا ہے' تو حرص و بخل کے کانٹے باہر پھینک دیتا ہے۔ اور جب مومن باغ توکل میں آتا ہے' تو لالچ اور نفاق کے کانٹے دور کر دیتا ہے۔ اور جب مومن باغ قسمت میں آتا ہے' تو دشمنی اور ریا کے کانٹے باہر پھینک دیتا ہے۔ اور جب مومن باغ سنت میں آتا ہے' تو بدعت اور گمراہی کا کوڑا کرکٹ صاف کر دیتا ہے۔ اور جب مومن باغ خوف میں آتا ہے' تو خودپسندی اور تکبر کے کانٹے باہر پھینک دیتا ہے۔ اور جب مومن باغ رجاء میں آتا ہے' تو غیض و غضب اور قہر کے کانٹے باہر پھینک دیتا ہے۔

مصنف (فقیر باھوؒ) فرماتے ہیں: کہ دل کے باغ کی صفائی ذکر معرفت سے تعلق رکھتی ہے' کیونکہ قلب اللہ تعالیٰ کی نظرگاہ ہے۔

حدیث

"بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اعمال کو نہیں دیکھتا' بلکہ وہ تو تمہارے قلوب اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے۔"

اور دل بھی دو قسم کا ہوتا ہے۔ طالب المولیٰ کا ایک وہ دل جو پروردگار سے یگانگت رکھتا ہو۔

حدیث

"جو محبت الٰہی میں مرا' پس وہ شہید کی موت مرا۔"

بیت

دل بہت بڑا کعبہ ہے' اس کو بتوں سے خالی کر لے۔ یہ پاکیزہ گھر ہے' اس کو بتکدوں کا ٹھکانہ نہ بنا۔

ارشاد خداوندی ہے: "خداوند تعالیٰ نے کسی انسان کے وجود میں دو دل نہیں بنائے۔"

بیت

دل تو اللہ تعالیٰ کا ایک مقدس گھر ہے۔ جس دل میں شیطان کا قیام ہو' اس کو تو دل کیوں کہتا ہے؟

اکثر گمراہ لوگ ناک کے سوراخ کے راستے (یعنی ناک کے ذریعے سانس سے) ذکر کرتے ہیں۔ بہتر تو یہ ہے کہ تو ایسے بدمذہب لوگوں کا منہ نہ دیکھے' جو ظاہر کو آراستہ رکھتے ہیں اور باطن میں وہ لوگ بالکل بے دین ہیں۔ ایسے لوگ کہتے ہیں کہ نفلی روزے رکھنا' روٹی کی بچت کرنا ہے اور نفلی نمازیں پڑھنا بیوہ عورتوں کا کام ہے اور حج پر جانا جہاں کی سیر کرنا ہے۔ اور دل ہاتھ میں لانا مردوں کا کام ہے۔

مصنف کتاب (فقیر باہوؒ) کہتا ہے کہ (ان لوگوں کی گفتگو سے) معلوم ہوا کہ ان کی حقیقت پریشان ہے اور وہ بدمذہب راہ باطنی اور معرفت الٰہی سے بالکل محروم ہیں اور درویشوں کے مراتب اور ذکر دل سے مطلقاً" بے خبر اور شرمندہ ہیں۔ دل کا ہاتھ میں لانا بہت ہی مشکل کام ہے۔ جو شخص دن رات عبودیت اور ربوبیت میں اپنی جان خرچ نہیں کرتا' اس کا دل کبھی صاف نہیں ہو سکتا۔ ایسے لوگوں کا دل ہی نہیں' بلکہ وہ مردہ دل روسیاہ ہیں۔ انہوں نے دل میں دنیاوی محبت میخ کی طرح لگا رکھی ہے اور اسے کیچڑ سے آلودہ کیا ہوا ہے۔ جہالت کے سبب ان کے دل طلب گناہ میں سیاہ اور مردہ ہیں۔ ان لوگوں کی گفتگو کا جواب مصنف کتاب (فقیر باہوؒ) یہ دیتے ہیں: کہ نفلی روزے رکھنا روح کی پاکیزگی ہے۔ اور نفلی نمازیں ادا کرنا اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا

رحمان است وحج رفتن "وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا" [1] سلامتی ایمان است۔ وھرکہ از عبادت مانع شود' شیطان است حقا حقا۔ و دل بدست آوردن کار خاصان است۔ باکشف کرامات مشہور خلق کار ناتمامان است۔ و از خود فانی گشتن و غرق بعین مع اللہ شدن کار مردان است کہ از طاعت سالہا سال بہتر است یکدم غرق وصال۔

بیت

خلق را طاعت بود از کسب تن   عارفان را ترک مال و جاہ وتن

طاعت بود کہ از طاعت ریانہ باطن صفا پیدا شود۔ بنا برآن کہ از طاعت سالہا سال بہتر است یکدم بساعت غرق بنوراللہ وصال۔ و مرشد صاحب نظر آنرا گویند کہ بانظر بتصور اسم اللہ اول مقام از قلب نورالوجد بکشاید و از مقام نورالوجد نورالاحمدی بکشاید۔ و از مقام نورالاحمدی مقام نورالصمدی بکشاید و از مقام نورالصمدی نورالاحد بکشاید و از مقام نورالاحد مقام نور الواحد بکشاید۔ و از مقام نورالواحد مقام نورالہدیٰ بکشاید۔ و از مقام نورالہدیٰ مطلقاً باطن تجلی شود۔ صفا ظاھر و باطن برمتابعت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھادی راہ نماء۔ فارغ از کشف وکرامات' کبروھواء و فارغ از مقامات طبقات آسمانی وزمینی' خلوت نشینی مدینۃ القلب دوام غرق باخدا۔ مرشدیکہ این مقامات نورالہدیٰ بقدرت الٰہی وباتصور اسم اللہ ذات بیک لحظہ و یا بیکدم بکشاید' آن مرشد کامل صاحب احسان است۔ والانہ مرشد پریشان است۔ راہزن طالبان' حیوان بی باطن وبی جمیعت وبی عیان۔

۱۔ سورہ آل عمران' ۳: ۹۷

ہے۔ اور حج کے جانے میں "اور جو اس خانہ کعبہ میں داخل ہوا' وہ امن میں ہو گیا" کے مطابق ایمان کی سلامتی ہے اور جو کوئی عبادت سے منع کرتا ہے' یقیناً" جان لو کہ وہ شیطان لعین ہے۔ دل کو ہاتھ میں لانا خام لوگوں کا کام ہے اور کشف و کرامات کے ذریعے خلقت میں مشہور ہونا ادھوروں کا کام ہے اور خود سے فانی ہو کر عین بعین غرق فی اللہ ہونا مردوں کا کام ہے' کیونکہ ایک دم کا وصال سالہا سال کی بندگی سے بہتر ہے۔

بیت

مخلوق کی اطاعت جسمانی مشقت سے ہوتی ہے اور عارفوں کی عبادت اپنا وجود اورمال وجاہ ترک کرنے سے ہوتی ہے۔

یہ طاعت ہی ہے' جس سے ریا پیدا ہوتی ہے' نہ کہ باطنی صفائی ترقی پکڑتی ہے۔ اسی بنا پر ایک دم اور ایک لحظہ نورالٰہی میں غرق وصال ہونا' سالہا سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

اور صاحب نظر مرشد اسے کہتے ہیں کہ جو نظر ہی سے اسم اللہ ذات کے تصور سے اول مقام قلب سے نورالوجد پیدا کرے اور مقام نورالوجد سے نورالاحمدی اور مقام نور الاحمدی سے مقام نور الصمدی' اور مقام نورالصمدی سے نورالاحد' نورالاحد سے مقام نورالواحد پیدا کرے اور مقام نورالواحد سے مقام نورالہدیٰ پیدا کرے اور مقام نورالہدیٰ سے مطلق باطنی تجلی ہو جائے' جس سے ظاہروباطن کی صفائی حاصل ہو کر متابعت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہادی اور راہنما ہو جائے۔ تاکہ کشف وکرامات' تکبر' نفسانی خواہشات' طبقات آسمانی وزمینی کے مقامات' خلوت نشینی سے فارغ ہو کر مدینۃ القلب میں ہمیشہ غرق باخدا رہے۔ جو کامل مرشد ایک دم اور ایک لحظہ میں قدرت الٰہی اور اسم اللہ ذات کے تصور سے نورالہدیٰ کے مقامات منکشف کرے' وہ مرشد کامل صاحب احسان ہے' نہیں تو مرشد پریشان ہے اور طالبوں کا راہزن' بے باطن

ابیات

مرد آن راهبر بود راه خدا　　از یک نظر طالب کند باطن صفا

طالبی باید طلب جان سوختہ　　طالب دیدار جان افروختہ

از این چنین مرشد کامل صاحب نظر فقیر طالب اللہ یک شود، اگرچہ ھزاران ھزار بی شمار۔ ھرکہ دعوت طالب بامطالب دو بکند، کذاب ودروغی ودعوت اونا مسموع باطل شود، نزدیک عارفان وعاشقان وفقیران ودرویشان، بلکہ کبروھوا۔ گفتہ اند کہ حجاب سہ اند۔ نفس و خلق و دنیا۔ این حجاب عام است و خاص را نیز سہ حجاب است۔ دیدطاعت و دید برطاعت خود فقیر فخر کرد۔ دید ثواب و بر ثواب خود مستغنی گشت و دید کرامت۔ و برکرامات خود راغب گردید۔

مصنفؒ میگوید کہ خاص الخاص راسہ حجاب است اکبر۔ اول افتخار برنسب آبائی و اجدائی خود کرد ودوم علم بی عمل خواند وسیوم ارادت باپروردگار بی تصدیق القلب برد۔ بدانکہ مجاھدہ از برای مشاھدہ است وریاضت از برای راز است۔

ھرکہ براز تمام رسد:

حیوان' بے جمیعت اور بے عیاں ہے۔

ابیات

راہ خدا کا وہ راہبر مرد کامل ہوتا ہے' جو طالب کو ایک ہی نظر سے باطن صفا کر دے۔ طالب بھی ایسا ہونا چاہئے' جو راہ طلب میں جان کو جلا دے اور طالب دیدار بن کر جان کو روشن اور منور کر دے۔

ایسے کامل مرشد سے طالب صاحب نظر اور فقیر بن جاتا ہے' خواہ طالب ھزاران ھزار اور بیشمار ہی کیوں نہ ہوں۔ جو کوئی دعوت طالب بامطالب کو دو کرتا ہے' وہ جھوٹا اور دروغ گو ہے اور اس کی دعوت قابل شنید ہی نہیں' اور باطل ہو جاتی ہے' بلکہ عارفوں' عاشقوں' فقیروں اور درویشوں کے نزدیک تکبر اور حرص وھوا ہے۔

کہتے ہیں کہ حجاب تین ہیں۔ نفس' خلق اور دنیا۔ لیکن یہ عام حجاب ہیں اور خاص لوگوں کے حجاب بھی تین قسم کے ہیں۔ حجاب کی پہلی قسم دیدطاعت ہے۔ جس سے فقیر اپنی طاعت پر فخر کرنے لگتا ہے۔ حجاب کی دوسری قسم دیدثواب ہے' جس سے فقیر اپنے ثواب کے بھروسے پر بے پرواہ ہو بیٹھتا ہے۔ حجاب کی تیسری قسم دیدکرامت ہے' جس سے (فقیر) اپنی کرامات کی طرف راغب ہو جاتا ہے۔

مصنف کتاب (فقیر باہوؒ) کہتا ہے کہ خاص الخاص کے لئے تین حجاب اکبر ہوا کرتے ہیں:۔

پہلا حجاب یہ کہ اپنے آباؤ اجداد کے نسب وخاندان پر فخر کرنا۔

دوسرا حجاب یہ کہ علم بغیر عمل کے پڑھنا۔

تیسرا حجاب یہ کہ بغیر تصدیق قلبی پروردگار سے ارادت ومحبت رکھنا۔ (اے طالب صادق!) (اچھی طرح) جان لے کہ مجاھدہ مشاھدہ کے لئے ہے۔ اور ریاضت راز کے لئے ہے' جو کوئی کہ راز کے انتہائی مقام پر پہنچ جاتا ہے۔

حدیث

اَلنِّهَایَۃُ الرُّجُوْعُ اِلَی الْبِدَایَۃِ[1] ط

نہایت فنا فی اللہ و بدایت فنا فی النفس۔ ھرکہ درین مقام در آید' ابتداء وانتہاء اویکی گردد' چنانچہ خوردن او مجاھدہ وخواب او مشاھدہ' بلکہ خواب او بیداری و مستی او ہشیاری۔ آنرا گرسنگی و سیری برابر۔ وگویائی وخاموشی برابر۔ ودرخاموشی ہفتاد ھزار حکمت است کہ درھر حکمت ھفتاد ھزار گنج عبادت دوام بی رنج۔ اما آن خاموشی کہ غرق باشتغال اللہ۔ این نہ خاموشی است کہ بافریب خودفروشی۔

بیت

تا توانی خویش را از خلق پوش　　عارفانی کی بوند این خودفروش

درحق باش و از باطل بیزار شو۔ چنانچہ حدیث:

خُذْ مَاصَفَا وَدَعْ مَاکَدَرَ[2] ط

ابیات

ھرکہ باشد غیر حق از دل بشو　　کی رسد در معرفت بی جستجو
خودمیانی پردۂ خود را مبین　　خودمیانی رفت باحق شد یقین

۱۔ الحدیث　　۲۔ الحدیث

حدیث

"ابتداء کی طرف لوٹ آنا ہی انتہاء ہے۔" انتہاء فنا فی اللہ ہے اور ابتداء فنا فی النفس ہے۔

جو کوئی کہ اس مقام پر پہنچتا ہے' اس کی ابتداء اور انتہاء ایک ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس کی خوراک مجاھدہ اور اس کی خواب مشاھدہ ہو جاتی ہے۔ بلکہ اس کی خواب بیداری اور اس کی مستی ہشیاری ہو جاتی ہے۔ اس کے لئے سیر ہو کر کھانا اور بھوکا رہنا یکساں ہے۔ اس کا بولنا اور اس کی خاموشی برابر ہو جاتی ہے۔ اور خاموشی میں ستر ہزار حکمتیں ہیں۔ اور ہر حکمت میں عبادات کے ستر ہزار خزانے ہیں' جو ہمیشہ کے لئے محنت ومشقت کے بغیر ہاتھ آتے ہیں' لیکن خاموشی وہ ہو' جو اشتغال الٰہی میں ہو نہ کہ وہ خاموشی جو فریب اور خودفروشی کے لئے اختیار کی جاتی ہے۔

بیت

جب تک تجھ سے ہو سکے تو مخلوق سے اپنے آپ کو پوشیدہ رکھ۔ عارف لوگ بھلا خود کو کب فروخت کرتے ہیں؟ حق میں مشغول رہ اور باطل سے بیزار رہو۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے:

حدیث

جو صاف ہے وہ لے لے اور جو میلا ہے' اسے چھوڑ دے۔ (یعنی اچھی بات اختیار کر' بری بات چھوڑ دے)

ابیات

حق کے سوا جو کچھ بھی ہے' اسے دل سے دھو ڈال۔ معرفت (خداوندی) تک بغیر سعی اور جستجو کے کیسے پہنچ سکے گا؟

قولہٗ تعالیٰ: وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ[۱] ط

مرد آنست کہ ظاہر دوام بتلاوت آیات وباطن بذکراللہ تعالیٰ مع اللہ غرق ذات۔

بیت

فرشتہ گرچہ دارد قرب درگاہ نگنجد در مقام لی مع اللہ

حدیث

لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَّا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ[۲] ط

ہردم حالی دیگر۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا مقام ایشان درویشان است۔

حدیث

لَا یَشْغَلُھُمْ شَیْئٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ طَرْفَۃُ الْعَیْنِ[۳] ط

و ذکر نیز دو قسم است۔ ذکر باذکور و ذکر فنا فی اللہ بغرق حضور۔

۱۔ سورہ الحجر ۱۵: ۹۹ ۲۔ الحدیث ۳۔ از تصنیف تبریزیؒ

اللہ تعالیٰ اور تیرے درمیان میں تو خود پردہ ہے۔ تو اپنے آپ کو مت دیکھ۔ جب تو درمیان سے نکل گیا' تو یقیناً" حق تعالیٰ سے واصل ہو جائے گا۔

ارشاد خداوندی ہے: "اور اپنے رب کی اتنی عبادت کرو کہ یقین کی انتہائی منزل پر فائز ہو جاؤ۔"

مرد وہ ہے جو ظاہر میں ہمیشہ قرآن پاک کی تلاوت میں رہے اور باطن میں اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہے اور مع اللہ ہو کر غرق فی الذات رہے۔

بیت

فرشتہ اگرچہ قرب خداوندی رکھتا ہے' مگر اسے مقام لِیْ مَعَ اللّٰہِ تک رسائی نہیں ہے۔

حدیث

اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا ایک ایسا وقت ہوتا ہے' جس میں مقرب فرشتے کی گنجائش ہوتی ہے' نہ نبی مرسل کی۔

ہر دم ان کی حالت اور ہی ہوتی ہے۔ "مرنے سے پہلے مرجاؤ" ایسے درویشوں کا مقام ہے۔

حدیث

طالب اللہ کو ذکراللہ کے سوا کسی اور چیز سے دم بھر کو بھی (تشفی) مشغولیت نہیں ہوتی۔

اور ذکر کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک ذکر باذکور۔ دوسرے ذکر فنا فی اللہ بغرق حضور۔

حدیث

اَلْاَنْفَاسُ مَعْدُوْدَۃٌ کُلُّ نَفْسٍ یَخْرُجُ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللہِ تَعَالیٰ فَھُوَ مَیِّتٌ [1]

بیت

پس از سی [30] سال این معنی محقق شد بخاقانی
کہ یکدم باخدا بودن بہ از ملک سلیمانی

جواب مصنفؒ:

بہ بحر غرق فی اللہ شو کہ با خود خودنمی مانی
دمی نا محرم است آنجا غلط گفتہ است خاقانی
بہ بحر غرق فی اللہ شو کہ باخود خودنمی مانی
دمی نا محرم است آنجا فنا فی اللہ شود فانی

این راہ مطلق با تقویت قوت تقویٰ است۔
و تقویٰ نیز دو قسم است۔ چنانچہ تقویٰ ظاھری و تقویٰ باطنی۔ پس تقویٰ ظاھری بریاضت چشم نمائی خلق غوغا پذیر بنام وناموس مشہور ودوم تقویٰ باطنی، سوزش دل، از آتش ذکر جان کباب، نزدیک خلق عاجز، احوال خراب ونزد خالق غرق تجلی حضور بی حجاب۔

بیت

من کہ در ذات وی شدم فانی کی بسوی صفات او بینم

۱۔ الحدیث

حدیث

(انسان کے) سانس گنتی کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر جو بھی سانس نکلے، وہ مردہ ہے۔

بیت

خاقانی کو تیس سال بعد اس معنی کی حقیقت معلوم ہوئی کہ ایک لمحہ کے لئے خدا کے ساتھ واصل رہنا ملک سلیمانی سے بہتر ہے۔

مصنف (فقیر باہوؒ) کا جواب یہ ہے:

فنا فی اللہ کے سمندر میں ایسا غرق ہو کہ تو اپنے آپ سے بھی بیگانہ ہو جائے۔ وہاں تو ایک سانس بھی تجھے نامحرم کر دے گا، خاقانیؒ نے غلط کہا ہے۔ فنا فی اللہ کے سمندر میں ایسا غرق ہو کہ تو اپنے سے بھی بیگانہ ہو جائے۔ جو فنا فی اللہ کی منزل میں فانی ہو جاتا ہے، اس کو ایک لحظہ کا بھی ہوش نہیں رہتا۔

یہ راہ مطلقاً" قوت تقویٰ کی تقویت کے ساتھ مربوط ہے۔

اور تقویٰ بھی دو قسم کا ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک تقویٰ ظاہری ہے اور دوسرا تقویٰ باطنی ہے۔ پس تقویٰ ظاہری تو یہ ہے کہ خلقت کو دکھانے اور چرچے کے لئے اور نام وناموس اور شہرت کے لئے ریاضت کی جائے اور باطنی یہ کہ سوزش سے دل کباب ہو اور آتش ذکر سے جان کباب ہو، خلقت کے نزدیک عاجز اور خراب احوال، لیکن خالق کے نزدیک بحر حضور حق میں غرق بے حجاب ہو۔

بیت

میں جو کہ اس کی ذات میں فنا ہو چکا ہوں میں اس کی صفات کی طرف کیسے دیکھوں۔

تقویٰ آنرا گویند کہ صاحب تقویٰ را از چہار دشمن بیرون بر کشد۔ چنانچہ اول دشمن خلق عام مردہ دل مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ط [۱] و دویم دشمن شیطان یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ط [۲] و سیوم دشمن نفس اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ ط [۳] چہارم دشمن دنیا قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ ط [۴] این ھر چہار دشمن راھزن و دشمن خدا اند۔ پس شخصیکہ دشمنان خدا را دوست دارد، ھر آنکس از دوستان خدا چگونہ باشد؟

حدیث

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مَظْلُوْمًا وَّلَا تَجْعَلْنِیْ ظَالِمًا ط [۵]

بیت

ھرکہ فی اللہ گشت باقی باخدا ۔ از دوئی بگذشت باطن شد صفا

و تقویٰ چہار حروف است۔ ت ق و ی۔ پس از حرف ت ترک و توکل و تواضع و ترحم و تلقین۔ و از حرف ق، قوی دین، قہر بر نفس و قریب اللہ۔ و از حرف و، وعظ پذیر و واحد فی الوحدت۔ و از حرف ی، یاد حق کنندہ و یاری کنندہ با مسلمانان۔ و یاد ندارد آن چیزی را کہ یاد نکرد او را خدای تعالیٰ او را و یاری نخواہد از مخلوق۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ط [۶] ھرکہ بدین اوصاف موصوف باشد، صاحب تقویٰ است۔ بر نفس امیر والانہ سرہو است بہ نفس اسیر۔

۱۔ سورہ الفلق، ۱۱۳: ۲
۲۔ سورہ یٰسٓ، ۳۶: ۶۰
۳۔ سورہ یوسف، ۱۲: ۵۳
۴۔ سورہ النساء ۴: ۷۷
۵۔ الحدیث
۶۔ سورہ الفاتحہ، ۱: ۵

تقویٰ اس کو کہتے ہیں' جو صاحب تقویٰ کو چار دشمنوں سے بچائے۔ چنانچہ اول دشمن تقویٰ یہ کہ عام خلقت سے جو مردہ دل ہوتے ہیں مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ یعنی ہر مخلوق کے شر سے۔

اور دوسرا دشمن تقویٰ یہ کہ شیطان سے: اے اولاد آدم! شیطان کی عبادت نہ کرو' بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ تیسرا دشمن تقویٰ یہ کہ نفس سے: بیشک نفس امارہ بری باتوں کی طرف کھینچتا ہے۔ چوتھا دشمن تقویٰ یہ ہے کہ: "کہہ دے کہ دنیا کی پونجی بہت قلیل ہے۔" یہ چاروں اللہ تعالیٰ کے راہزن دشمن اور حریف ہیں۔ پس جو شخص خدا کے دشمنوں کو دوست رکھتا ہے' وہ خدا کا دوست کس طرح ہو سکتا ہے؟

حدیث

اے میرے اللہ! تو مجھے مظلوم بنا' ظالم نہ بنا۔

بیت

جو کوئی فنا فی اللہ ہو گیا' وہ باقی باللہ ہو گیا۔ وہ مقام دوئی سے گذر گیا اور اس کا باطن مصفا ہو گیا۔

اور تقویٰ کے چار حرف ہیں۔ ت ق و ی۔ پس حرف ت سے ترک' توکل' تواضع' ترحم اور تلقین مراد ہے۔ اور حرف ق سے قوی دین' قہر بر نفس اور قرب اللہ مراد ہے۔ اور حرف و سے وعظ پذیر اور وحدت فی الوحدت مراد ہے۔ اور حرف ی سے یاد حق کرنے والا' مسلمانوں کی امداد کرنے والا یا ایسی چیز نہ رکھنے والا ہو' جو حق کو پسند نہ ہو اور مخلوق سے مدد نہ مانگنے والا مراد ہے۔ "ہم تجھی سے مدد مانگتے ہیں اور تیری ہی پرستش کرتے ہیں۔" جو شخص ان صفات سے متصف ہو' وہ صاحب تقویٰ اور نفس پر حکمران ہے' ورنہ نفسانی خواہشات میں گرفتار ہے۔

بیت

این نباشد متقی در طلب زر تقویٰ آنرا دام گردانی ہنر

قولہ' تعالیٰ: اَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ[1]
بدانکہ درویش پنج حرف است۔ د ر و ی ش۔ پس از حرف 'د' درد دارد۔ و از حرف 'ر' راست دین باشد۔ و از حرف 'و' وحدانیت لاشریک لہ' از شرک برآید۔ و از حرف 'ی' یاد حق کند۔ و از حروف ش شرم دارد از نافرمودۂ خداورسول خدا صاحب شریعت۔ پس ھرکہ بدین صفت موصوف باشد' مستغنی' لایحتاج درویش والا نہ محتاج درویش۔ خاصیت دعوت بحر قرآن پیشوا' ہادی' رہبر' معتبر ھر دو جہان۔

بیت

متقی بی خشم ورنج و دل سلیم زاھد و عابد بود مرد کریم

قولہ' تعالیٰ: اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا[2]
بدانکہ نفس دشمن زیان کنندہ ودزد درجان' دوام راہزن وضرر رسانندہ متفق باشیطان است۔ کسی راکہ در وجود نفس امارہ بادشاہ است و شیطان وزیر است' او مطلق گمراہ است۔

۱۔ سورہ البقرہ' ۲: ۴۴ ۲۔ سورہ النبأ' ۷۸: ۳۱

بیت

مال و دولت کا طلبگار متقی نہیں ہوتا۔ (بلکہ) اس کا تقویٰ اور پرہیزگاری تو اس کو دولت کے جال سے دور رکھتے ہیں۔ اگر تو ہنرمند ہے تو سمجھ لے۔

ارشاد خداوندی ہے: "کیا تم لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو؟"

(اے طالب صادق!) جان لے کہ لفظ درویش میں پانچ حرف ہیں۔ د' ر' و' ی' ش۔ پس حرف د سے مراد یہ ہے کہ وہ درد رکھتا ہو۔ اور ر سے مراد راست دین ہو' اور حرف و سے مراد وحدانیت لاشریک لہ' ہے۔ یعنی شرک سے دور رہتا ہو۔ اور حرف ی سے مراد یہ ہے کہ یاد حق کرنے والا ہو۔ اور حرف ش سے مراد یہ ہے کہ نافرمودۂ خدا اور صاحب شریعت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے شرم کرنے والا ہو۔ پس جو درویش ان صفات سے متصف ہے' وہ مستغنی اور لایحتاج درویش ہے' ورنہ محتاج درویش ہے۔ بحر قرآن کی دعوت دونوں جہان میں معتبر' ھادی' راہبر اور پیشوا ہے۔

بیت

متقی کو غصہ اور رنج نہیں ہوتا' اس کا دل سلیم ہوتا ہے۔ وہ زاہد' عابد اور مردکریم ہوتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے: "بیشک فوزوفلاح اہل تقویٰ ہی کے لئے ہے۔"

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ نفس نقصان پہنچانے والا دشمن' جان ایمان کا چور' ہمیشہ راہزنی کرنے والا' ضرر پہنچانے والا اور شیطان سے متفق ہے۔ جس شخص کے وجود میں نفس امارہ بادشاہ ہے۔ اور شیطان وزیر ہے' وہ مطلق گمراہ ہے۔

رباعی

ترا بانفس کافر کیش کاریست
بدام آور کہ این طرفہ شکاریست
اگر مار سیہ در آستین است
بہ ازنفسیکہ با تو ہمنشین است

بدانکہ آدمی را بسیار علم خواندن فرض عین نیست، بلکہ فرض و واجب و سنت و مستحب و از گناھان بیرون آمدن و از خدا ترسیدن وخدای تعالیٰ را بقدرت علیم و بصیر و سمیع و حاضر ناظر دانستن فرض عین است۔ و خاص علم حق تعالیٰ اینست کہ قدم نہادن . بمکان نیک بختی و برآمدن از قہر، غضب، نفس سختی۔
بدانکہ علم سہ[۳] حروف است۔ ع، ل، م۔ پس از حرف ع عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ[۱] و از حرف ل لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَفَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا[۲] و از حرف م مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا[۳] و با علم استوار باش۔

بیت

علم را آموز اول آخرش اینجا بیا
جاہلان را پیش حضرت حق تعالیٰ نیست جا

حدیث

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ[۴]

۱۔ سورہ العلق، ۹۶ : ۵
۲۔ سورہ المزمل، ۷۳ : ۹
۳۔ سورہ الاحزاب، ۳۳ : ۴۰
۴۔ مشکوٰۃ، ابن ماجہ

رباعی

تجھے کافر خصلت والے نفس سے واسطہ پڑا ہے۔ اس کو اپنے جال میں پھنسالے' کیونکہ یہ بہت عمدہ شکار ہے۔ اگر ایک سیاہ ناگ تیری آستین میں ہے' تو وہ اس سے بہتر ہے کہ تو اپنے کافر نفس کو ہم نشین کر لے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ آدمی کے لئے بہت علم پڑھنا فرض عین نہیں ہے' بلکہ فرض و واجب وسنت' مستحب' گناھوں سے بچنا اور اللہ تعالیٰ کو قدرت کے ساتھ علیم وبصیر وسمیع اور حاضر ناظر جاننا فرض عین ہے۔ حق تعالیٰ کا خاص علم یہ ہے کہ نیک بختی کے مکان میں قدم رکھا جائے۔ اور قہر وغضب اور نفس کی سختی کو چھوڑ دیا جائے۔

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ علم کے تین حروف ہیں۔ ع' ل' م۔ پس حرف ع سے: انسان کو وہ کچھ سکھایا' جو اسے معلوم نہ تھا اور حرف ل سے: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں' پس اس کو وکیل پکڑو۔ اور حرف م سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم میں سے کسی کے باپ نہیں' بلکہ وہ رسول خدا اور خاتم النبین ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کو ہر شے کا علم ہے' مراد ہے اور اس علم پر مضبوط رہ۔

بیت

پہلے علم کو سیکھ اوراس کے بعد اس مقام پر آجا' کیونکہ جاھلوں کے لئے حق تعالیٰ کے دربار میں کوئی جگہ نہیں ہے۔

حدیث

"ہر ایک مسلمان مرد اور عورت پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔"

مراد از علم توحید و معرفت الٰہی است، از برای آنکہ بعضی اصحاب نبیؐ اللہ کہ ظاہر علم نمی داشتند و باسم اللہ مشغول و غرق بودند، چنانکہ آرد را در آب خلط کردہ می نوشیدند کہ مبادا از ذکر اللہ غفلت نشود۔ و از اصحابان مرتبۂ ظاہر عالم مجتہد روایت و عالم تابع مجتہد فایق تر نباشد کہ مرتبۂ اصحابان عظیم است۔ پس علم بعمل است۔ علماء عامل نہ بعلم علماء عامل۔

علماء چیست؟ و فقیر کیست؟ بر سر علماء نام علم است و علم دانستن را گویند۔ و بر سر فقیر نام اللہ است و درمیان دانستن و نام اللہ فرق است۔ چنانچہ دانستن ادب و نام اللہ امر۔

قولہ تعالیٰ: وَاللّٰهُ تَعَالٰى غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ ط [1]

حدیث

اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَبِ ط

کہ شیطان ادب علم نگہداشت لَا اَسْجُدُ لِغَيْرِاللّٰهِ و امر خدای تعالیٰ بجا نیاورد و نافرمان شد و از رحمت گذشت و بمرتبۂ لعنت رسیدہ قولہ تعالیٰ: وَاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ [2] ط

علم و فقر ہر دو برحق است۔ آن علم و فقر کہ خلاف نفس و ترک از دنیا وجدائی از

۱۔ سورہ یوسف، ۱۲: ۲۱ ۲۔ سورہ ص، ۳۸: ۷۸

اس علم سے مراد علم توحید اور معرفت الٰہی ہے۔ اس لئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعض صحابہ کرامؓ ظاہری علم نہیں رکھتے تھے۔ صرف اسم اللہ ذات میں مشغول اور مستغرق رہا کرتے تھے۔ چنانچہ (ان میں سے بعض) آٹے کو پانی میں گھول کر پی لیا کرتے تھے کہ مبادا ذکرالٰہی سے غافل نہ ہو جائیں۔ صحابہ کرامؓ کا مرتبہ مجتہد علمائے ظاہری روایتی سے بڑھ کر ہے اور تابع مجتہد عالم کا مرتبہ بھی فائق تر نہیں ہے' کیونکہ صحابہ کرامؓ کا مرتبہ عظیم ہے۔ پس معلوم ہوا کہ علم عمل پر موقوف ہے۔ علماء کو عامل ہونا چاہئے' نہ کہ علم کے بل بوتے پر علمائے عامل۔

عالم اور فقیر میں فرق

علماء کسے کہتے ہیں؟ اور فقیر کون ہے؟ علماء کے نام کے ساتھ علم ہے۔ اور علم کے معنی جاننا ہیں۔ لیکن فقیر کے نام کے ساتھ اسم اللہ ہے۔ پس علم اور اسم اللہ ذات میں ایسا ہی فرق ہے' جیسے ادب کے جاننے اور اسم اللہ ذات کے امر میں۔

ارشاد خداوندی ہے: "اللہ تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہے۔"

حدیث

"امر اور حکم ادب سے بڑھ کر ہے۔"

شیطان نے علم کا ادب ملحوظ رکھا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ نہ کیا' لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم بجا نہ لایا۔ اور نافرمان ہوا اور رحمت خداوندی سے محروم رہ کر لعنت کے مرتبے کو پہنچا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اور تجھ پر میری لعنت ہے اس جزا کے دن تک۔"

علم اور فقر دونوں برحق ہیں۔ لیکن علم و فقر نفس کے خلاف ترک دنیا' شیطان

شیطان ترک و توکل و صبر و شکر۔ علم شریعت ذکر، فکر، معرفت طلب وحب مولیٰ۔ اینست بقرب اللہ تعالیٰ علم وفقر اولیٰ۔ و از علمی کہ حاصل شود غر دنیا وجاہ و از غروجاہ دنیا دردل پیداشود سیاہی تباہ حرص وحسد وکبرو ریا و رشوت وعجب ونفاق و کینہ و بغض۔ این علم انبیاءؑ واولیاءؒ نداشت۔

بیت

هرچہ باشد غیر حق از دل کن صفا　　باھوؒ ! بہر از خدا از زن باز آ

هرکہ از خدا ورسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمی ترسد، ہر آنکس علماء وفقیر چہ طور باشد؟

قولہ، تعالیٰ: لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ ط[1]

بدانکہ از علم علماء می شود صاحب روایت۔ و از اسم اللہ فقیر را پیدا شود ہدایت۔ و روایت از برای ہدایت است۔ مراتب انبیاءؑ واولیاءؒ است وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ط[2] انبیاءؑ واولیاءؒ علماء عامل را این است درجات۔ ہرکہ علم را از سر گیرد، سر علم حرف ع عین بخشد عارف باللہ شود، مراتب اعلیٰ علیین و ہرکہ علم را از متوسط بگیرد۔ متوسط علم حرف ل است و از حرف ل لایحتاج شود وہرکہ لایحتاج شد، دل او متقی، مستغنی لایق دیدار شود۔ و ہرکہ علم را از انتہاء بگیرد انتہائی علم حرف م است و از م مراتب مردان خدا سر محض حَسْبَۃً لِّلّٰہِ صاحب علم و تقویٰ۔ علم کلام حق است و دلالت

۱۔ سورہ الصف، ۶۱ : ۲

۲۔ سورہ المجادلہ، ۵۸ : ۱۱

سے جدائی' ترک' توکل' صبر اور شکر سکھاتا ہے۔ اور شریعت کا علم ذکر' فکر' معرفت طلب اور حب خداوندی کی تعلیم دیتا ہے۔ اس قسم کا علم وفقر اعلیٰ ہے' جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ قربت پیدا کرتا ہے۔ اس کے برخلاف جس علم سے دنیاوی غرور اور جاہ پیدا ہو اور دنیاوی غرور وجاہ سے دل میں سیاہی پیدا ہو کر تباہی آئے اور حرص' حسد' کبر' ریا' رشوت' خودپسندی' نفاق اور کینہ وبغض پیدا ہو۔ ایسا علم انبیاءؑ اور اولیاءؒ کو حاصل نہ تھا۔ (بلکہ انہیں پہلی قسم کا علم وفقر حاصل تھا)

بیت

اے باھوؒ! خدا کے لئے عورت یعنی غیر کی یاد سے باز آ' کیونکہ جو کچھ اللہ کے سوا ہے' اس سے دل کو صاف کر لے۔ جو شخص خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں ڈرتا' وہ عالم اور فقیر بھلا کس طرح ہو سکتا ہے؟

ارشاد خداوندی ہے: "جو کچھ کرتے نہیں' اسے کہتے ہی کیوں ہو؟"

(اے طالب صادق!) جان لے کہ علم سے علماء صاحب روایت بنتے ہیں اور اسم اللہ سے فقیر کو ہدایت حاصل ہوتی ہے اور روایت ہدایت کے لئے ہوتی ہے' جو انبیاؑ اور اولیاءؒ کا مرتبہ ہے۔ انبیاؑ واولیاءؒ اور علماء عامل کا علم اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ والا علم ہے۔ جو شخص علم کو سر سے پکڑتا ہے اور علم کا سر حرف ع ہے' جو عین بخشتا ہے' تو وہ عارف باللہ بن جاتا ہے۔ اور اسے اعلیٰ ترین مراتب حاصل ہو جاتے ہیں۔ اور جو شخص علم کو وسط سے جو کہ ل ہے' پکڑتا ہے' تو اسے حرف ل لایحتاج بنا دیتا ہے۔ اور جو لایحتاج ہو گیا' اس کا دل متقی' مستغنی اور لایق دیدار بن جاتا ہے۔ اور جو کہ علم کو اخیر پر سے' جو کہ حرف م ہے' پکڑتا ہے۔ تو م سے سرمردان خدا کے مراتب بخشتا ہے' وہ محض حسبتہً للہ صاحب علم اور تقویٰ ہو جاتا ہے۔

علم کلام حق ہے اور حق کی دلالت کرتا ہے۔ پس جو شخص حق سے برگشتہ ہو

بحق کند۔ پس هرکه از حق برگشت و حکم حق بجا نیاورد و بمثل ابلیس اَنَا خَیْرٌ
مِّنْهُ گفت۔ از حرف ع عاق۔ و از حرف ل لادین در طلب رشوت۔ و از
حرف م مراجعت نموده بنفس و هوا۔ این همه شامت از غلبات نفس و طمع و
حرص از آفت حب دنیا است۔ تَرْکُ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ عِبَادَۃٍ وَحُبُّ
الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ ط۔[1]

بیت

هیچ علمی بهتر از تفسیر نیست　　　هیچ تفسیری به از تاثیر نیست

نفس پرست همه کس، خداپرست کم کس۔ شهوت و غصه و طمع و هوا و حرص و
زینت زیر پائی آر، تاشوی آدمی بیکبار۔
بدانکه نفس وقت شهوت دیوانه بی عقل بمثل چهار پایه حیوان است۔ و نفس
بوقت غضب مطلق شر و شیطان است۔ و نفس بوقت گرسنگی درنده بی اختیار
حیران است۔ و نفس بوقت سیری درانا فرعون دوران است۔ و نفس بوقت
سخاوت بخیل بمثل قارون نافرمان است۔ نفس را هیچ علاجی نیست۔ مگر قتل
نفس بقتل و یا بتابع و یا بفرمانبرداری و یا در عبادت مطمئنه می شود۔ و از تاثیر
اسم الله و بذکر الله و بده صفت قلب۔ پس شخصیکه ده صفت قلب ندارد،
اگرچه تمام عمر بریاضت سر بسنگ زند، نفس تابع نگردد و در حکم نیاید و ده صفت
قلب این اند:

۱۔ عین العلم شرح زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ و جامع الصغیر از علامہ سیوطیؒ

گیا اور حکم حق بجا نہیں لایا' بلکہ شیطان کی طرح اس نے اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ (میں اس سے بہتر ہوں) کہا' وہ ع سے عاق' حرف ل سے طلب رشوت میں لادین اور حرف م سے نفس وہوا کی طرف لوٹنے والا بن جاتا ہے۔ یہ سب کچھ غلبات نفس' طمع اور حرص کی شامت ہے۔ اور ان سب کی جڑ بمو جب اس حدیث کے حب دنیا ہے۔ جس طرح ترک دنیا تمام عبادتوں کی جڑ ہے' اسی طرح حب دنیا تمام گناہوں اور خطاؤں کی جڑ ہے۔

بیت

کوئی علم تفسیر قرآن کے علم سے بہتر نہیں ہے (اور) کوئی تفسیر تاثیر سے بڑھ کر نہیں ہے۔

نفس پرست تو سبھی لوگ ہوا کرتے ہیں' لیکن خدا پرست بہت کم ہوتے ہیں۔

شہوت' غصہ' طمع' حرص وہوا اور زینت کو روند ڈال' تاکہ تو یکبارگی مرد بن جائے۔

(اے طالب صادق!) (اچھی طرح) جان لے کہ نفس شہوت کے وقت چوپایہ حیوان کی طرح بے عقل اور دیوانہ ہو جاتا ہے۔ اور نفس غصہ کے وقت شروشیطان مطلق بن جاتا ہے اور نفس بھوک کے وقت بے اختیار اور حیران درندہ اور سیری کے وقت تکبر کرتے ہوئے فرعون دوران بن جاتا ہے۔ اور سخاوت کے وقت قارون کی طرح بخیل اور نافرمان بن جاتا ہے۔ نفس کا علاج اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔ یا اسے اپنا تابع اور فرمانبردار بنا دیا جائے یا وہ عبادت میں رہ کر مطمئنہ بن جائے۔

اسم اللہ ذات اور ذکر الٰہی سے قلب میں حسب ذیل دس صفات پیدا ہوتی ہیں۔ پس جو شخص قلب کی یہ دس صفات نہیں رکھتا' خواہ ساری عمر ریاضت میں سر پتھر پر مارتا رہے' نفس کبھی اس کا تابع نہیں ہو گا اور اس کے حکم میں نہیں آئے گا۔

اول قلب از تاثیر اسم اللہ بمثل آفتاب روشن گردد وہیچ تاریکی درو جور نماند۔

و دوم آنکہ قلب از تاثیر اسم اللہ دریای عمیق شود و آنچہ در دریا افتد' پلید نشود۔

و سویم آنکہ قلب از تاثیر اسم اللہ پر آتش عشق شودکہ غیرلاسوی اللہ را سوختہ گرداند۔

و چہارم آنکہ قلب از تاثیر اسم اللہ چشمۂ آب حیات شود۔ و ھرکہ از چشمۂ آب حیات قلب بنوشد' حیات ابدی یا بد۔ يُحْيِي الْقَلْبَ وَيُمِيتُ النَّفْسَ این را خضر قلب گویند۔

و پنجم آنکہ قلب از تاثیر اسم اللہ بمثل معدن کان جودکہ ظاھر باطن غرق بعبادت معبود۔

و ششم آنکہ قلب بمثل طلسمات و از تاثیر اسم اللہ طلسمات را بسوخت از آتش رنج ویافت صاحب قلب گنج۔

و ہفتم آنکہ قلب از تاثیر اسم اللہ بمثل آئینہ ھر حقیقت راہ رونماید ھر آئینہ۔

و ہشتم آنکہ قلب از تاثیر اسم اللہ روشن چراغ کہ چراغ از چراغ روشن شود۔

و نہم آنکہ قلب از تاثیر اسم اللہ گیاہ پژمردہ باب ذکراللہ باران رحمت زندہ گردد۔

و دہم آنکہ قلب از تاثیر اسم اللہ اصل قلب بوصل قرب اللہ کہ دوام بد نظر الی اللہ۔ این قلب را نظر منظور حق حضور الٰہی گویند۔

اور قلب کی دس صفات یہ ہیں:

قلب کی پہلی صفت:۔ قلب اسم اللہ کی تاثیر سے آفتاب کی طرح روشن ہو جاتا ہے اور وجود میں کسی قسم کی تاریکی نہیں رہتی۔

قلب کی دوسری صفت:۔ قلب اسم اللہ کی تاثیر سے گہرے دریا کی طرح ہو جاتا ہے اور جو کچھ دریا میں گرتا ہے' وہ ناپاک نہیں ہوتا۔

قلب کی تیسری صفت:۔ قلب اسم اللہ کی تاثیر سے عشق کی آگ سے بھر جاتا ہے' جو ماسوی اللہ کو جلا دیتا ہے۔

قلب کی چوتھی صفت:۔ قلب اسم اللہ کی تاثیر سے چشمۂ آب حیات بن جاتا ہے اور جو کوئی قلب کے اس چشمۂ آب حیات سے پی لیتا ہے' وہ حیات ابدی پا لیتا ہے۔ اس کا دل زندہ اور نفس مردہ ہو جاتا ہے۔ اسی کو خضر قلب کہتے ہیں۔

قلب کی پانچویں صفت:۔ قلب اسم اللہ کی تاثیر سے سخاوت کے کان کا معدن بن جاتا ہے' جس سے ظاھروباطن میں عبادت معبود میں مستغرق رہتا ہے۔

قلب کی چھٹی صفت:۔ قلب طلسمات کی طرح بن جاتا ہے اور پھر اسم اللہ کی تاثیر سے طلسمات کو آتش محنت ومشقت سے بھسم کر دیتا ہے اور خزانہ پالیتا ہے۔

قلب کی ساتویں صفت:۔ قلب اسم اللہ کی تاثیر سے ہر حقیقت راہ کو آئینے کی طرح دیکھ لیتا ہے۔

قلب کی آٹھویں صفت:۔ قلب اسم اللہ کی تاثیر سے چراغ روشن کی طرح روشن ہو جاتا ہے۔

قلب کی نویں صفت:۔ قلب اسم اللہ کی تاثیر سے مردہ گھاس کی طرح ذکر الٰہی کے باران رحمت کے پانی سے ھرا بھرا ہو جاتا ہے۔

قلب کی دسویں صفت:۔ قلب اسم اللہ کی تاثیر سے قرب الٰہی کا واصل بن جاتا ہے' جس کے مدنظر ہمیشہ اللہ کی ذات رہتی ہے۔ ایسے قلب کو منظور حق اور حضور الٰہی

ھرکہ این دہ صفت قلب دارد، ھرچہار عناصریکی گردند ویک وجود شوند، چنان غرق کہ نہ آنرا یادماند شیطان و نہ نفس بجز حق تعالیٰ۔

رباعی

فقر دعوت ابتداء و انتہاء ھر یکی واضح شدہ از مصطفیٰؐ
ھرکہ را رخصت نباشد از رسولؐ معرفت حق کی رسد وحدت وصول

حدیث

اُقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ بِسَیْفِ الْمُجَاھَدَۃِ[1]

در وجود آدمی نفس غیب را ۔سیف غیبؔ جوع و محبت سوزش آتش اسم اللہ بہ تیغ غایب مجاھدہ بیک مرتبہ نفس را قتل کردہ، ھردو عالم در قید آوردہ شوند۔

ابیات

آن جہان و این جہان است یک نفس کی تواند کشت نفس با ہوس
کار مردان است تقویٰ باطنی ھرکہ این تقویٰ ندارد آن زنی
تقویٰ صبر وشکر راضی با خدا این چنین تقویٰ بود باطن صفا
آنچہ باشد لا سویٰ غیرت بود عارفان را غیرت از حیرت بود

۱۔ الحدیث

کہتے ہیں۔

ہر وہ شخص جو قلب کی یہ دس صفات رکھتا ہے' اس کے چاروں عنصر ایک ہو جاتے ہیں اور یکوجود ہو جاتے ہیں۔ وہ یاد الٰہی میں اس طرح مستغرق رہتا ہے کہ حق تعالیٰ کے سوا نہ اسے شیطان یاد رہتا ہے اور نہ نفس۔

رباعی

فقر دعوت کی ہر ایک ابتدا و انتہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسوۂ حسنہ سے واضح ہو جاتی ہے۔ جس کو بارگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت نہ ہو' وہ معرفت خداوندی حاصل نہیں کر سکتا اور نہ وہ وصال وحدت تک پہنچ سکتا ہے۔

حدیث

"مجاہدہ کی تلوار سے اپنے نفسوں کو ہلاک کرو۔"

انسان کے وجود میں نفس غیب کو بھوک' محبت' اسم اللہ ذات کی آگ کی سوزش اور مجاہدہ کی غائبانہ تلوار سے یکبارگی قتل کر کے ہر دو جہان کو قید میں لا سکتے ہیں۔

ابیات

وہ جہان اور یہ جہان ایک نفس کے برابر ہے۔ تو ہوس والے نفس کو کیسے مار سکتا ہے؟ باطنی تقویٰ اختیار کرنا مردان خدا کا کام ہے۔ جو کوئی یہ تقویٰ نہیں رکھتا' وہ مرد نہیں' بلکہ عورت ہے۔

متقی صبر و شکر کے ساتھ رضائے الٰہی پر راضی رہتا ہے۔ ایسے تقویٰ سے باطن کی صفائی ہو جاتی ہے (اور باطنی صفائی حاصل کرنا ہی اصل تقویٰ ہے) اللہ کے سوا جو

باھوؒ بہر از خدا بی کام باش　　　لب بلب بستہ زبان آرام باش

بدانکہ چون دعوت شروع کند' بوقت خواندن چشم خود را بپوشد و در تفکر در آید کہ از خدای تعالیٰ کدام چیز بہتر است کہ برای وی می خوانم و آنرا مسخر کنم۔
پس اگر می داند کہ ہمہ چیز کہتر و از ہر دو جہان لازوال خدای تعالیٰ بہتر۔ پس دعوت برای خدای تعالیٰ بخواند و خدای تعالیٰ را برخود مہربان و خوشنود رضامند گرداند۔

حدیث

مَنْ لَّهُ الْمَوْلیٰ فَلَهُ الْكُلُّ ط[1]

چون بمراتب کل رسید' دنیا و عقبیٰ در نظر او جزو ماند و جزو درقید آوردن چہ مشکل۔ اما لایق دعوت وجود نہ بجہت کار دینی و دنیوی چنین باشد کہ آنرا اسم اعظم در عمل صاحب عامل۔ و از تاثیر اسم اللہ زبان سیف اللہ فقیر کامل کہ روز و شب خواندن دعوت ہزار ہزاران از آن بہتر است توجۂ فقیر کامل یکبار و اسم اعظم کہ در قرآن گم است' یافتہ می شود از سی حرفی کہ درسی حرفی اسم اعظم است۔ ہر کہ اول حرف اعظم را در عمل آرد' بعد ازان اسم اعظم را بخواند کہ خوانندہ معظم' عامل کامل گردد۔

۱۔ الحدیث

کچھ ہے' وہ تیرا غیر ہے۔ عارفوں کو تیرے غیر سے وحشت اور حیرت ہوتی ہے۔

اے باھوؒ! خدا کے لئے لذات دنیا کو ترک کر دے۔ لبوں کو بند کر کے زبان کو آرام دے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ جب انسان دعوت شروع کرے' تو پڑھتے وقت اپنی آنکھوں کو بند کر کے سوچے کہ اللہ تعالیٰ سے کونسی چیز بہتر ہے' جس کی خاطر میں پڑھوں اور اسے مسخر کروں۔ پس اگر وہ یہ جانے کہ تمام چیزیں ادنیٰ ہیں اور دونوں جہان سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ پس وہ خدای تعالیٰ ہی کے لئے پڑھے اور اس کو اپنے اوپر مہربان' خوش اور رضامند کرے۔

حدیث

"جس کا مولیٰ ہے' اس کا سب کچھ ہے۔"

جب وہ کل کے مراتب پر پہنچ جاتا ہے' تو دنیا و آخرت اس کی نظروں میں جزو دکھائی دینے لگتی ہے۔ پس جزو کو قید میں لانا کیا مشکل ہے؟ لیکن دعوت کے لائق وجود کو دینی اور دنیاوی کاموں کے لئے دعوت نہیں پڑھنی چاہئے' کیونکہ عامل کو عمل کے دوران اسم اعظم ہاتھ آ جاتا ہے اور اسم اللہ کی تاثیر سے فقیر کامل کی زبان اللہ تعالیٰ کی تلوار بن جاتی ہے۔ کامل و مکمل کی یکبارگی توجہ ہزارہا دعوتوں کے شب و روز پڑھنے سے بہتر ہے۔ جو اسم قرآن شریف میں گم ہے' وہ تیس ۳۰ حروف سے معلوم ہو سکتا ہے' کیونکہ انہی تیس ۳۰ حروف میں اسم اعظم ہے۔ جو کوئی پہلے حرف (اسم) اعظم کو معلوم کرتا ہے اور بعد ازاں اسے پڑھتا ہے' تو پڑھنے والا عامل کامل اور معظم بن جاتا ہے۔

بیت

بر زبان اللہ و در دل گاوٗ خر　　این چنیں تسبیح کی دارد اثر[1]

بدانکہ ھرکہ ملک ولایت ہفت اقلیم درقید آورد، از امداد دعای فقراء است۔ و ھرکہ سعادت ابدی و دولت سرمدی یافت و بادشاہی پائیدار قائم مقام تا روز قیامت تمام از برکت فقراء یافت۔

رباعی

بر دردرویش رو ھر صبح وشام　　تا ترا حاصل شود مطلب تمام
گر ترا برسر زند سر پیش نہ　　ھرکہ داری در ملک درویش دہ

درویش را پنج اوصاف اند۔ بموافق این پنج حروف د، ر، و، ی، ش۔ پس از حرف د درد دارد۔ و از حرف ر راست دین۔ و از حرف و واحد دروحدت وحدہ، لاشریک لہ، از شرک برآید۔ و از حرف ی یاد حق کند۔ و از حرف ش شرم نماید از نافرمودۂ خدا صاحب شریعت۔ ھرکہ بدین اوصاف موصوف، درویش مستغنی، لایحتاج درویش، ورنہ محتاج درویش۔

خاصیت دعوت بحر قرآن، پیشوا، ہادی، رہبر، معتبر ھر دوجہان۔ دعوت جزو کل ودعوت ذکر ودعوت فکر تجلیات روز نوراللہ، دعوت منتہی فقیرولی اللہ۔

۱۔ این شعر از مولانای رومؒ است۔

بیت

زبان پر تو اللہ اللہ کہے اور دل میں گائے گدھے یعنی دنیاوی خیالات رینگ رہے ہوں، تو ایسی تسبیح سے بھلا کیا اثرات مرتب ہوں گے۔

(اے طالب حقیقی!) (اچھی طرح) جان لے کہ جو شخص ملک وولایت کو قبضے میں لاتا ہے، وہ فقراء کی دعاؤں کی مدد سے لاتا ہے۔ اور جس کسی کو سعادت ابدی اور دائمی دولت حاصل ہوئی (وہ فقیر کی دعا سے ملی) اور بادشاہت کی پائیداری اور روز قیامت تک اس کا برقرار رہنا سب کچھ فقراء کی برکت سے ہوتا ہے۔

رباعی

درویش کے دروازے پر صبح وشام حاضری دے، تاکہ تجھے تیرے تمام مقاصد حاصل ہو جائیں۔

اگر تیرا پیر تجھے سر پر بھی مارے، تو بھی اپنا سر اپنے پیر کے آگے جھکا۔ (اور) جو کچھ تیرے پاس ہے، وہ درویش کو دے دے۔

درویش میں لفظ د، ر، و، ی، ش کے ان پانچ حروف کے مطابق پانچ اوصاف ہونے چاہئیں۔ پس حرف د سے درد، اور حرف ر سے راست دین، اور حرف و سے واحد دروحدت وحدہ، لاشریک لہ، ہے۔ یعنی شرک سے دور رہتا ہو اور حرف ی سے مراد یہ ہے کہ یاد حق کرنے والا ہو۔ اور حرف ش سے مراد یہ ہے کہ نافرمودۂ خدا اور صاحب شریعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرم کرنے والا ہو (پس) جو درویش ان صفات سے متصف ہے، وہ مستغنی اور لایحتاج درویش ہے، ورنہ محتاج (اور عاجز) درویش ہے۔

بحر قرآن کی دعوت کی خاصیت یہ ہے کہ وہ (درویش) دونوں جہان میں معتبر، ہادی، راہبر اور پیشوا ہے۔ (اس کے علاوہ اور دعوتیں یہ ہیں) دعوت جزو کل، دعوت ذکر، دعوت فکر تجلیات روز نور اللہ اور دعوت منتہی فقیر ولی اللہ۔

قولہٗ تعالیٰ: اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ [1]ط

از دعوت صاحب نظر، تمام عالمگیر اولیاء اللہ۔

قولہٗ تعالیٰ: اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ [2]ط

بیت

مرد مرشد اہل دعوت حق حضور مرشد خودبین بود اہل الغرور

بدانکہ صاحب منتہی دعوت اگر جانب کسی نظر باجذب وقہر وغضب کند، بحکم خدای تعالیٰ عزوجل ہمون ساعت و یا ہموندم و یا ہمون روز از جان بی جان مردہ گردد کہ جذب وقہر فقراء نمونۂ قہر خدای تعالیٰ است۔

و اگر جانب کسی نظر جذب باخلاص خاص کنند، ہر آنکس زندہ قلب، مولیٰ طلب خاص باخدای تعالیٰ اخلاص شود۔

بدانکہ اکثر مردم می گویند کہ پیر من خس است، مگر اعتقاد من بس است۔ از راہ کج و بی فہمی و بی عقلی و از جہل نا دانستگی گویند۔ اصل حرف این است کہ پیر من صاحب اسرار خاص الخاص است۔ اعتقاد من بس است۔ بدانکہ از دعوت درقید آوردن جنونیت وموکلان ودعوت حضوریات مسخرات حاضرات ارواح مقدس انبیاء و اصفیاء و اتقیاء و اولیاء و غوث و قطب و شہداء و خاکیان اہل اسلام می باید کہ خوانندہ دردعوت کامل، عامل، شہسوار۔

۱۔ سورہ البقرہ، ۲: ۲۵۷ ۲۔ سورہ یونس، ۱۰: ۶۲

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔ "اللہ ایمان والوں کا والی اور دوست ہے' جو ان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے۔"

دعوت سے صاحب نظر اور تمام جہان کو پکڑنے والا ولی اللہ ہو جاتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔ "خبردار! بیشک اولیاء اللہ پر نہ کچھ رنج و خوف ہو گا اور نہ وہ کبھی غمگین ہوں گے۔"

بیت

حق کی حضوری کی دعوت دینے والا مرشد کامل ہوتا ہے۔ خود کو دیکھنے والا مرشد مغرور اور متکبر مرشد ہوتا ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ صاحب منتہی دعوت اگر کسی کی طرف جذبہ' قہر اور غضب کی نگاہ سے دیکھے' تو حکم خدائے بزرگ و برتر سے وہ اسی دم' اسی گھڑی اور یا اسی روز جان سے بیجان مردہ ہو جائے گا' کیونکہ فقراء کا جذبہ اور غضب قہر الٰہی کا نمونہ ہوتا ہے۔ اور اگر وہ کسی کی طرف خاص اخلاص و لطف سے نگاہ جذب کریں' تو اس شخص کا دل زندہ ہو جاتا ہے اور اس میں اخلاص الٰہی آ جاتا ہے اور اس میں مولیٰ کی طلب خاص پیدا ہو جاتی ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ اکثر لوگ کہا کرتے ہیں: گو میرا پیر و مرشد ادنیٰ اور ناچیز ہے' مگر میرا اعتقاد ہی میرے لئے کافی ہے۔ وہ یہ بات بے عقلی' نادانی' جہالت' کجی اور لاعلمی کی وجہ سے کہتے ہیں۔ اصل بات یوں کہنا چاہئے "کہ میرا پیر صاحب اسرار خاص الخاص ہے۔ اور میرا اعتقاد کافی ہے۔"

(اے طالب حقیقی) جان لے کہ دعوت سے جنونیت اور موکلوں کو مقید کیا جاتا ہے اور دعوت کے ذریعے حاضرات کا مسخر کرنا اور انبیاء' اصفیاء' اتقیاء' اولیاء' غوث' قطب اور شہداء کی ارواح مقدسہ کو حاضر کرنا ہو سکتا ہے۔ لیکن اس مطلب

وقت شب بنزدیک قبر رودوبرگرد قبر بخواند۔ پس اگر روحانیت حاضر شود و موکلان اشارہ کنند و یا از الہام و یا ازراہ قُم بِاِذنِ اللہِ روحانی متکلم شود و یا از وہم خیال از ھر طریق کاری. بمطلب مقصود رسد بہتر و الانہ معلوم شد کہ صاحب روحانیت غالب است و یا آنرا از دولت و نعمت کلام اللہ نوراللہ می رسد۔ ازین اہمال کند۔ پس خوانندہ را باید کہ برقبر سوار شود مثل سواری اسپ کہ بر روحانی بار غالب آید گران تراز گرانی کوہ و نیز یک خس دردست دارد بمثل تازیانہ و یا بمثل شمشیر و یا بمثل گرز و آنچہ داند از قرآن بخواند و برقبرزند۔ پس آن روحانی کہ زخم خورد برفور پیش حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سرور کائنات فریادی رود، ہمون ساعت کاربستہ بکشاید و یاخوانندہ ہموندم بمیرد و یا. بمقصود مطلب دینی و دنیوی برسد وبگیرد۔ این دعوت را تیغ برھنہ گویند۔ خوانندہ کہ مرد مذکر صاحب دعوت ظاہر وباطن، لارجعت و لازوال۔ این خوانندہ را مراتب قرب وصال است۔ منتہی صاحب دعوت راچہ احتیاج شمار عدد شناختن ساعت نحس وسعید کہ لَا تَخَفۡ وَلَا تَحۡزَنۡ[1] بہ نزد قبر بمراقبہ می رود و از خودبی خودمی شود و از روحانی جواب باصواب دریابد و اگر باخبر باشد، از قبر دروازۂ دل دلیل می گیرد کہ دلیل باطنی مشروحا" ظاہر، این است فقیر مذکر صاحب دعوت وجود اوصفا وقلب اوطاہر و این چنیں خوانندہ را قاتل گویند کہ بانظر و باتوجہ قتل کند کہ نظر وتوجہ او

۱۔ سورہ العنکبوت، ۲۹ : ۳۳

کے لئے خاکیاں اہل اسلام میں سے پڑھنے والا ایسا ہونا چاہئے جو دعوت میں کامل' عامل اور شہسوار ہو۔ رات کے وقت قبر کے پاس جا کر قبر کے گرد پڑھے۔ پس اگر روحانی حاضر ہو اور مؤکل اشارہ کریں اور یا الہام کے ذریعے اور یا روحانی اللہ کے حکم سے اٹھ کر ہمکلام ہو اور یا وہم وخیال سے ہر طریق سے مطلب براری ہو تو بہتر ہے' ورنہ سمجھو کہ صاحب روحانیت غالب ہے اور یا اسے کلام اللہ کی دولت ونعمت سے نورالٰہی پہنچتا ہے۔ وہ اس سے حظ حاصل کرتا ہے۔ پس پڑھنے والے کو چاہئے کہ قبر پر اس طرح سوار ہو جائے' جیسے گھوڑے پر سواری کی جاتی ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے روحانی پر پہاڑ کی گرانی سے بھی زیادہ بوجھ پڑتا ہے۔ نیز ہاتھ میں ایک تنکا تازیانہ یا تلوار اور یا گرز کی طرح پکڑے اور قران میں سے اسے جس قدر یاد ہو' پڑھے اور اس تنکے کو قبر پر مارے۔ پس اسی وقت فوری طور پر روحانی زخم کھا کر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے فریادی بن کر فریاد کرے گا۔ اور اسی وقت پڑھنے والے کی مشکل کو حل کرائے گا۔ اور یا تو دعوت کا پڑھنے والا اسی گھڑی مرجائے گا اور یا اس کے دینی اور دنیوی مقاصد ومطالب پورے ہوں گے۔

اس دعوت کو تیغ برھنہ (ننگی تلوار) کہتے ہیں۔ اس کا پڑھنے والا مرد مذکر' صاحب دعوت ظاہر وباطن اور لارجعت ولازوال ہوتا ہے۔

اس کے پڑھنے والے کو قرب ووصال کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ منتہی صاحب دعوت کو کیا حاجت ہے کہ وہ نیک وبد ساعت کے اعداد کو شمار اور شناخت کرتا رہے۔ اسے کسی قسم کا ڈر اور خوف نہیں ہوتا۔ قبر کے نزدیک جا کر مراقبہ میں چلا جاتا ہے۔ اور خود سے بیخود ہو کر روحانی سے جواب باصواب حاصل کر لیتا ہے۔ اور اگر باخبر ہو' تو قبر سے دل دلیل کا دروازہ کھلتا ہے۔ اس واسطے کہ باطنی دلیل زیادہ مشروح اور واضح ہوتی ہے۔ اسے کہتے ہیں فقیر مذکر صاحب دعوت۔ اس کا وجود صفائی والا اور اس کا قلب پاکیزہ ہوتا ہے۔ ایسے پڑھنے والے کو قاتل کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ نظر اور توجہ

تیغ تیز است۔ پس مرد فقیر قتال آنست کہ اول نفس موذی را قتل کند بحکم عزوجل۔

حدیث

اُقْتُلُوا الْمُوذِیَاتِ قَبْلَ الْاِیذَاءِ[۱]

این چنیں فقیر قاتل را سیف اللہ اُولِی الْاَمْر نیز گویند۔ گاہی در مراتب تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ[۲] در آید و گاہی در مراتب تُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ[۳] در آید۔ المطلب آنکہ:

حدیث

اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ[۴]

بدانکہ بعضی دعوت خواندن عامل و بعضی برخصت دعوت خواندن واذن اجازت کامل۔ پس صاحب دعوت آنست کہ ہم عامل و ہم کامل و ہم با ریاضت و ہم با اجازت و ہم باارادت و ہم باسعادت۔ اگر کسی خواہد کہ برکفار غالب شوم وملک کفار و اہل کفار رفاض بی دینان را درقید اسلام آرم، باید کہ شش نام بردوپارۂ کاغذ بنویسد، چنانچہ نمرود، شداد، قارون۔ و دیگر سہ نام برپارۂ دیگر کاغذ بنویسد۔ فرعون، ہامان، ابلیس علیہم اللعنۃ۔ و این ہردو پارہ بتہ ہر دو پائی دہد۔ و دو رکعت نماز بارواح حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سرور کائنات

۱۔ الحدیث

۲۔ سورہ آل عمران، ۳: ۲۶

۳۔ ایضاً

۴۔ الحدیث

کے ساتھ قتل کرتا ہے۔ اس لئے کہ اس کی نظر اور توجہ (گویا) تیز تلوار ہے۔ پس قتال وہ مرد فقیر ہے' جو پہلے موذی نفس کو خدائے بزرگ و برتر کے حکم سے قتل کرتا ہے:

حدیث

"موذیوں کو ایذا رسانی سے پہلے قتل کرو۔"

اس قسم کے فقیر قاتل کو سیف اللہ اولی الامر بھی کہتے ہیں۔ ایسا فقیر کبھی تعز من تشاء (جسے چاہتا ہے عزت بخشتا ہے) کے مراتب میں اور کبھی تذل من تشاء (جسے چاہتا ہے' ذلت دیتا ہے) کے مراتب میں ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ:

حدیث

"اس کی دوستی اور عداوت محض للہ ہوتی ہے۔"

(اے طالب صادق!) جان لے کہ بعض لوگ تو دعوت پڑھنے میں خود عامل ہوتے ہیں اور بعض کو دعوت پڑھنے کی اجازت ہوتی ہے۔ اور وہ اس معاملہ میں کامل ہوتے ہیں۔

پس صاحب دعوت وہی ہے' جو عامل بھی ہو اور کامل بھی' باریاضت بھی ہو اور بااجازت بھی' باارادت بھی اور باسعادت بھی۔ اگر کوئی شخص چاہے کہ میں کافروں پر غالب آ جاؤں اور کفار' رافضی بے دینوں کے ملک کو قبضہ اسلام میں لے آؤں' تو اسے چاہئے کہ چھ نام کاغذ کے دو ٹکڑوں پر لکھے۔ تین نام کاغذ کے ایک ٹکڑے پر اور تین نام کاغذ کے دوسرے ٹکڑے پر۔ یعنی نمرود' شداد اور قارون کاغذ کے ایک ٹکڑے پر اور کاغذ کے دوسرے ٹکڑے پر فرعون' ھامان اور ابلیس (اللہ تعالیٰ ان پر لعنت بھیجے) اور ان ھر دو کاغذ کے ٹکڑوں کو دونوں پاؤں کے نیچے رکھ کر دو رکعت نماز باارواح

بخواند، چنانچہ بعد فاتحہ دریک رکعت اول سورۃ انا فتحنا بخواند و درر کعت دوم بعد فاتحہ سورۃ یٰسین بخواند و بعد از سلام در سجدہ رود و این دعا بخواند:

اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَجَعَلْنَا مِنْھُمْ وَاخْذُلْ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ دِیْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ ط و بعد ازان دوگانہ را صواب بارواح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرور کائنات بمعہ اصحاب کبارؓ بہ بخشد ۔ کاربستہ بدین ترتیب دعوت زود بمقصود برسد۔ کلام ربانی برحق است انشاء اللہ تعالیٰ۔ و اگر بسیار شتاب بخواھد، تا درمیان ھردو رکعت ختم قرآن کند متواتر سہ شب وروز، عمل او تاقیامت باز نماند۔ این دعوت تیغ برھنہ ھرآنکس خواند، کسی راکہ حکم از خدای تعالیٰ و اجازت از حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرور کائنات و رخصت از حضرت شاہ محی الدینؒ۔ چنانکہ ظاھر براہل قبور وباطن دوام درمجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضور۔ بدین صفت موصوف باشد۔

بیت

شھسوارم شھسوارم شھسوار غوث و قطبم مرکب است درزیربار

حدیث

اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَھْلِ الْقُبُوْرِ ط[1]

۱۔ شرح متن امام اعظم حضرت ملا علی قاریؒ، لاھور، ص ۱۱۴

سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پڑھے۔ چنانچہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد اول سورہ اِنَّا فَتَحْنَا اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ یٰسٓ پڑھے اور سلام کے بعد سر سجدہ میں رکھ کر یہ دعا پڑھے:

"اے پروردگار! تو اس کی مدد کر' جس نے دین محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مدد کی۔ ہمیں ان میں سے بنا اور اسے ذلیل کر جس نے دین محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روگردانی کی۔ اور ہمیں ان میں سے نہ بنا۔" اور بعد ازاں اس دو رکعت کا ثواب جناب سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بمعہ صحابہ کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ارواح کو بخشے۔ اس ترتیب سے دعوت پڑھی گئی' تو مشکل انشاء اللہ جلد حل ہو جائے گی۔ کلام ربانی برحق ہے۔ اور اگر بہت جلدی مقصد براری چاہتا ہو' تو دونوں رکعتوں کے درمیان میں سارا قرآن مجید ختم کرے اور متواتر تین دن رات پڑھے۔ ایسا کرنے سے اس کا عمل قیامت تک باز نہیں رہے گا۔ یہ تیغ برہنہ دعوت وہی شخص پڑھ سکتا ہے' جسے اللہ تعالیٰ کا حکم اور جناب سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اجازت حاصل ہو اور پیران پیر حضرت شاہ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اجازت ہو۔ چنانکہ ظاہر میں اہل قبور پر ہو اور باطن میں ہمیشہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حضوری رکھتا ہو۔ (بہرحال) ان صفات سے وہ متصف ہو۔

بیت

میں شہسوار ہوں' شہسوار ہوں' ہاں شہسوار ہوں۔ مقام غوث و قطب میری سواری ہے اور میرے زیربار ہے۔

حدیث

"جب تم کسی امر میں حیران رہ جاؤ' تو اہل قبور سے مدد طلب کرو۔"

ابیات

اولیاء را خلوت است زیرزمین لَاتَخَف باشند آواز صدق دین
روح بالاعرش قالب زیر خاک احتیاجی نیست روضہ جان پاک
اولیاء را قبر ہمچون جسم و جان اولیاء را در قبر خفتہ بدان
خفتگان را از قبر بیدار کن ہم سخن باہم، کلامش یار کن
دل ز دل سنخنش بود باہم کلام این چنیں سخنی ز الہامش تمام
ہر دمش سخنی بود از دل بدل اولیاء با زندہ جان اند زیر گل
وقت مشکل یاد کن از عہد او طرفہ زد حاضر شود تو روبرو
صد ہزاران با مؤکل گرد گرد این چنین دعوت بشود از مرد مرد
اہل رجعت کی شناسد دل سیاہ لاتخف دعوت بود سر اللہ
گم قبر گم نام بی نام ونشان جثہ را با خود برند در لامکان
باھوؒ! بہ زین نباشد درجہان خودپرستی را مبین جزعین آن

حدیث

اِنَّ اَوۡلِيَآءَ اللّٰهِ لَا يَمُوۡتُوۡنَ بَلۡ يَنۡتَقِلُوۡنَ مِنَ الدَّارِ اِلَی الدَّارِ[1] ط

۱۔ کتاب برزخ، عین العلم شرح زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ شرح الصدور از علامہ سیوطیؒ کتاب الروح از ابن قیم۔

ابیات

اولیاء کرامؒ کو زیر زمین قبر میں بھی خلوت حاصل ہے۔ وہ صدق دین کی وجہ سے لَاتَخَفْ (خوف مت کر) کے اعزاز سے سرفراز ہوتے ہیں۔

ان کی روح عرش سے بھی اوپر ہوتی ہے اور جسم زمین کے نیچے۔ ان کی جان پاک کو گنبد اور مزار کی حاجت نہیں ہوتی۔اولیاء کرامؒ کی قبر جسم اور جان کی طرح (زندہ) ہوتی ہے۔ اور اولیاء کرامؒ کو قبروں میں سویا ہوا جان۔(ان) سوئے ہوؤں کو قبر سے بیدار کر۔ اور ان سے ہمسخن اور ہمکلام ہو کر ان کو اپنا مددگار بنا لے۔ اپنے دل کو ان کے دل سے رابطہ کر کے ان سے ہمکلام ہو۔ ایسی تمام باتیں الہام کی طرح تیرے دل میں القا ہوں گی۔ ھر گھڑی تیرے دل کی ان کے دل سے گفتگو ہو سکتی ہے۔ اولیاء کرامؒ مٹی کے نیچے (یعنی اپنی قبروں میں) زندہ جان ہیں۔ (اس لئے ان کو زندہ جان) مشکل کے وقت ان کو اپنے عہدوپیان کے ساتھ یاد رکھ۔ وہ آن واحد میں (تیری امداد کے لئے) تیرے سامنے حاضر ہوں گے۔ ہزاروں مؤکل ان کے اردگرد ہوتے ہیں۔ مردِ کامل کی دعوت ایسی ہی ہوتی ہے۔

سیاہ دل اہل رجعت بھلا کیسے جان سکتا ہے کہ لَاتَخَفْ (خوف مت کر) کے وعدہ والی دعوت سرالٰہی ہے۔ جن کی قبر کا پتہ نہ ہو' گمنام ہوں' ان کا نام ونشان بھی نہ ہو۔ ایسے لوگ اپنے جثہ کو بھی اپنے ساتھ ہی لامکان میں لے جاتے ہیں۔

اے باھوؒ! جہان میں اس سے بہتر کوئی نہیں ہوتا' جو خودپرستی کی طرف نگاہ نہ کر کے صرف ذات مطلق کی طلب میں رہتا ہے۔

حدیث

"بیشک اولیاءؒ اللہ مرتے نہیں' (اور ہمیشہ زندہ ہوتے ہیں) بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہو جاتے ہیں۔"

حدیث

اَلْمَوْتُ جَسْرٌ یُّوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ[1]

اولیأ را حیات مطلق، فراق و ممات باحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بہر مجلس ملاقات۔ پس اولیاءؒ اللہ اگر احوال مراتب باطنی دردنیا بہ بینند، بیشک شکم خود را بدست پارہ کنند۔ و اگر اہل دنیا احوال مراتب باطنی خود رابہ بینند، درتمام عمر بجز نام اللہ تعالیٰ دیگر نگویند۔ و از دنیا دل ایشان چنان سرد شود کہ مرگ را اختیار کنند و دنیا را اختیار نکنند۔

ابیات

باھوؒ با یک نقطہ یا ھو می شود ورد باھوؒ روزوشب یاھو بود
اسم ھو سیف است باھوؒ بر زبان قتل کن تو نفس کافر ھر زمان
اسم یاھو باھوؒ را شد راھبر پیشوای شد محمدؐ معتبر

بدانکہ ذکر دعوت باطنی کہ بذکر فکر پاس انفاس مطلق راہ باطنی خاص الخاص حق طلب زندہ قلب۔ دعوت غرق، دعوت جذب، بذات اسم اللہ و دعوت تجلی کہ از اسم اللہ ذات نور ظہور قطرات مطرات بمثل باران از میان حروف اسم اللہ می برآیند۔ وگرد آن تجلی بجہت راہ زدن تجلی ھااند۔ چنانچہ تجلی جنونیت و تجلی شیاطین۔ گرد بگرد آن تجلی ذات می نمایند کہ ازان تاثیر تجلی

۱۔ حیان بن الاسود

حدیث

"موت ایک پل ہے' جو حبیب کو حبیب سے ملاتی ہے۔"

اولیاء اللہ کو حیات مطلق مجلس محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں ہر ملاقات میں نصیب ہوتی ہے۔ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے غیر حاضری گویا ان کے لئے جدائی اور موت ہے۔ پس اگر اولیاء اللہ مراتب باطنی کے احوال کو دنیا میں دیکھیں' تو بیشک اپنے ہاتھ سے اپنا پیٹ پھاڑ ڈالیں۔ اور اگر اہل دنیا اپنے مراتب باطنی کے احوال دیکھ لیں' تو تمام عمر اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی اور کا نام نہ لیں۔ اور دنیا سے ان کے دل اس طرح سرد ہو جائیں کہ وہ موت کو پسند کریں اور دنیا کو اختیار نہ کریں۔

ابیات

باھوؒ ایک نقطے سے یاھو بن جاتا ہے۔ باھوؒ دن رات یاھو کا ورد کرتا رہتا ہے۔ اے باھوؒ! زبان پر اللہ کا اسم ذات ھو تلوار کی مانند ہے۔ تو اس کافر نفس کو اس سے ہر وقت قتل کرتا رہ۔ (اور یاھو کا ورد زبان پر جاری رکھ) یاھو کا نام باھوؒ کا راہبر اور راہنما ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قابل اعتبار میرے پیشوا پیر کامل ہیں۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ دعوت باطنی کے ذکر کی ترتیب یہ ہے کہ ذکر و فکر سے پاس انفاس کیا جائے۔ یہ شخص خاص الخاص' حق طلب' زندہ قلب ہوتا ہے اور اسے مطلق راہ باطنی ہاتھ آ جاتی ہے۔ دعوت غرق' دعوت جذب اور اسم اللہ ذات اور دعوت تجلی سے نور بارش کے قطروں کی طرح ظہور کرتا ہے۔ اور اسم اللہ ذات کے حروف کے درمیان میں سے نکلتا ہے اور ان تجلیات کے گرد طالب کی راہزنی کے لئے تجلیات ہیں۔ مثلاً" تجلیات جنونیت و شیطنت۔ ان تجلیات کی تاثیر سے حرص'

حرص و حسد و غیر شرع و بدعت پیدا شود۔

پس عاقل آنست کہ وقت تجلیات لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط بخواند کہ تجلی جنونیت و شیطان دفع گردد و الانہ بعضی مقلدان از اہل بدعت گمراہ شوند از رجوعات خلق و مردم را تجلی شیطان ناری می نمایند۔

بیت

هرکہ ظاهر باطنش شد یک وجود
این چنیں اش عارف حق یافت زود

آری دعوت ریاضت دیگر است۔ و دعوت راز دیگر است۔

بیت

دم روان باشد بمثل تیغ تیز
دعوتی چون تیر ہم از دل بخیز

این دعوت تعلق بتلاوت قرآن دارد و باہم نشینی قبر اولیاء اللہ۔ زندہ دل و جان و مردہ تن شروع کند۔ در آن وقت شروع کل وجز مخلوقات و ارواح انبیاؑ و اولیاءؒ کسانیکہ خاکیان اہل اسلام خوانندۂ کلمۂ طیب لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ با اصحاب کبار و یک لکھ و سیزدہ ھزار از اصحاب نبی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، بلکہ جمیع اصحاب بیشک حضور شوند و موکلان، ملائک وجنونیت، غیب عالم ھژدہ ھزار عالم آنچہ فی السمٰوٰت والارض تا بوقت خواندن در قید وی باشند تا آنکہ از ورد خوانندہ خلاص نشود، کل وجز ہمہ خلاص نشوند۔ ازین دعوت ہیچ دعوت سخت

حسد، غیر شرع باتیں اور بدعت پیدا ہوتی ہیں۔

پس عقلمند آدمی وہ ہے جو تجلیات کے وقت لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھے، تاکہ شیطانی اور جنونیت کی تجلیات دور ہو جائیں۔ وگرنہ تو اہل بدعت سے بعض مقلد رجوعات خلق کی وجہ سے گمراہ ہو جاتے ہیں۔ عام لوگوں کو شیطانی اور ناری تجلیات دکھائی دیتی ہیں۔

بیت

جس کا ظاہر وباطن یک وجود ہو جاتا ہے۔ اس طرح کا عارف حق بہت جلد معرفت خداوندی پالیتا ہے۔

ہاں دعوت ریاضت اور ہے اور دعوت، راز اور ہے۔

بیت

تیرا سانس تیز تلوار کی طرح رواں ہو گا۔ اور تیری دعوت بھی تیر کی طرح دل سے نکل کر اپنے ہدف تک پہنچے گی۔

یہ دعوت قرآن پاک کی تلاوت سے تعلق رکھتی ہے۔ نیز اولیاء اللہ کی قبروں کی ہم نشینی سے متعلق ہے۔ طالب یہ دعوت زندہ دل وجان اور مردہ تن ہو کر شروع کرتا ہے۔ جس وقت طالب یہ دعوت پڑھنے بیٹھتا ہے، اس وقت کل وجز تمام مخلوقات، انبیاؑء اولیاءؒ اسلام کے نام لیواؤں اور کلمہ طیبہ کے پڑھنے والوں، اصحاب کبارؓ اور نبی اکرم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک لاکھ تیرہ ہزار دوسرے صحابہؓ بلکہ جمیع اصحاب کی روحیں بلاشک وشبہ حاضر ہوتی ہیں۔ اور مؤکل، ملائک، جنونیت اور اٹھارہ ہزار قسم کی ارضی وسماوی غیبی مخلوق پڑھتے دم تک اس کی قید میں ہوتی ہے۔ جب تک دعوت کا پڑھنے والا ورد سے فارغ نہیں ہوتا۔ کل وجز

ترنباشد۔ اگر زیادہ روز متواتر خواند تا یقین است کہ صَفّاً وّبِعِزّۃِ اللّٰہِ کہ

فرشتگان آن ملک ولایت زمین را در جنبش آوردہ بر پشت اندازند وزیر

وزبرکنند۔ اگرچہ در ملک و ولایت و زمین و شہر بمثل انبیاءؑ واولیاءؒ باشند۔

خوانندۂ این دعوت را کار برآید' بخواندن دعوت یکشب و یا شب دوم و اگر کار

سخت ترباشد شب سیوم۔ و اگر ازین زیادہ خواند' عمل او تاقیامت بازماند۔

پس ھرکہ بر کلام اللہ و دعوت دعای سیفی اللہ و بردوگانہ کلام اللہ شک آرد

مطلق کافر گردد۔ کلام ربانی برحق است' اما بشرط آنکہ سیماب کشتہ نشود و از

خاک خاکستر' بود نابود نگردد و لایق خوردن نشود بجز کامل و دعوت دست ندہد و

لارجعت نشود وروان نگردد بجز اجازت ہم نشینی اولیاء قبر اولیاء اللہ۔ عامل

صاحب دعوت را چہ مشکل است' صاحب اکسیر را درقید آوردن و تابع کردن

کامل العلم تکثیر فوق الاکسیر ط ھرکہ بدین طریق صاحب دعوت عامل و

کامل شود۔ دل لایحتاج و ظاھر محتاج۔

تمام مخلوق اس کی قید سے خلاصی نہیں پاتی۔ اس دعوت سے بڑھ کر اور کوئی دعوت سخت نہیں۔ اگر زیادہ روز تک متواتر پڑھے' تو یقین ہے کہ فرشتے محققاً" اور حقیقتاً" اس ملک و ولایت کی زمین کو جنبش دیں اور پشت پر ڈال کر زیروزبر کر دیں' (جب تک کہ پڑھنے والے کی مطلب براری نہ ہو) خواہ اس ملک وولایت وزمین وشہر میں انبیاءؑ اور اولیاءؒ ہی کیوں نہ ہوں۔ اس دعوت کے پڑھنے والے کا مقصد اول تو ایک رات میں نہیں تو دوسری رات میں اور اگر کام زیادہ سخت ہو' تو تیسری رات میں ضرور ضرور پورا ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس سے زیادہ پڑھے' تو اس کا عمل قیامت تک باز نہیں رہتا۔

کافر مطلق کون ہے؟

پس جو شخص کلام الٰہی' دعوت دعائے سیفی اور دوگانہ کلام اللہ پر شک کرتا ہے' وہ کافر مطلق ہو جاتا ہے۔ کلام ربانی برحق ہے' لیکن شرط یہ ہے کہ جس طرح پارہ کشتہ نہیں ہوتا۔ اور خاک سے خاکستر نہیں ہوتا اور بود سے نابود نہیں ہوتا اور نہ ہی کھانے کے قابل ہوتا ہے' تاوقتیکہ کوئی استاد کامل صاحب طریقت اُسے کشتہ نہ کرے۔

اسی طرح دعوت میں کامل اور لارجعت نہیں ہوتا اور رواں نہیں ہوتا' جب تک اسے اولیاء اللہ کی قبر کی ہم نشینی کی اجازت نہ ملے۔ عامل صاحب دعوت کے لئے صاحب اکیسر کو مطیع اور تابع کر لینا کچھ بھی مشکل نہیں۔

جو علم تکثیر میں کامل ہوتا ہے' وہ صاحب اکسیر سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ جو شخص اس طریق سے دعوت میں کامل اور عامل ہے' اس کا دل لایحتاج ہوتا ہے' گو ظاھر میں محتاج ہی ہو۔

بیت

نفس را رسوا کند بہر از گدا　　بر ھر دری قدمی زند بہر از خد

این است مراتب اولیاء اللہ باطن صفا۔
بدانکہ صاحب دعوت منتہی را ہمیشہ چہار لشکر باطنی ھمراہ مانند و درنظر آیند۔ چنانچہ اول لشکر روح پاک حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرور کائنات بمعہ اصحاب کبارؓ و جمیع اصحاب دیگر۔ دوم لشکر سید الشہدا' امامین نورالعین ابی محمدن الحسن و ابی عبداللہ الحسین بمعہ جمیع شہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ و سیوم لشکر فرشتگان مقرب مؤکل و چہارم لشکر جنونیت غیب عالم و دیگر بگرد صاحب دعوت ولی اللہ ھر سلاح' چنانچہ تیغ برھنہ و تیر بکمان جستہ و سنان دار نیزہ و کارد و بندوق وغیرہ غیب الغیب۔
پس بر کسیکہ باجذب وغضب و قہر نظر کند' عدو او زخم از غیب درجان بخورد و بہ آن درد . بمیرد۔ اما فقیر باید خداترس' بار بردارندہ و آدم نیاز ارندہ۔

حدیث

اَلْحُبُّ لِلّٰهِ وَالْبُغْضُ لِلّٰهِ [1] ط

ھرکہ دوست خدای را آزارد' بی شک درھر دو جہان خراب شود۔ و اکثر مردم کہ بعض مردم بر اہل دنیا دعوت خوانند' نادان از مثل ایشان این است۔

۱۔ الحدیث

بیت

نفس کو گداگری کر کے ذلیل کرتا ہے۔ اور خدائے قدوس کی خوشنودی کی خاطر ہر دروازے پر چل کر جاتا ہے۔

یہ مراتب ان اولیاء اللہ کے ہیں' جن کے باطن صفا ہیں۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ صاحب دعوت منتہی کے ہمراہ ہمیشہ چار لشکر رہتے ہیں۔

چنانچہ پہلا لشکر سرور کائنات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمعہ اصحاب کبارؓ اور جمیع دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ارواح پاک کا لشکر۔

دوسرا لشکر سید الشہداء' امامین نورالعین ابی محمد الحسن اور ابی عبداللہ الحسین بمعہ جمیع شہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا لشکر۔

تیسرا لشکر مقرب فرشتوں اور موکلون کا لشکر۔

چوتھا لشکر غیب عالم جنونیت وغیرہ کا لشکر۔

صاحب دعوت ولی اللہ کے گرد غیب الغیب سے ہر قسم کا اسلحہ ہوتا ہے۔ مثلاً" تیغ برہنہ' تیر کمان' سنان دار نیزہ' چھری اور بندوق وغیرہ۔ پس جس شخص پر جذب' قہر اور غضب کی نگاہ کرتا ہے۔ اس کا وہ دشمن غیب سے زخم کھا کر ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور اس درد سے مرجاتا ہے' لیکن فقیر خداترس' دوسروں کا بوجھ اٹھانے والا اور آدمیوں کو آزار نہ پہنچانے والا ہونا چاہیئے۔

حدیث

اس کی محبت بھی اللہ کے لئے اور دشمنی بھی اللہ کے لئے ہونی چاہیئے۔

جو شخص اللہ کے دوست کو ستاتا ہے' وہ بلاشبہ دونوں جہان میں خراب ہوتا ہے اور اکثر لوگوں میں سے بعض لوگ جو اہل دنیا کے لئے دعوت پڑھتے ہیں' وہ نادان

چنانچہ شخصی بر مار افسون خوانند و در حکم خودی آرند۔ پس این چنین درندہ را بافسون در قید می آرند۔ این کسان مردم را ولی اللہ گفتہ نشود، مگر افسونگر۔ و ھرکہ کلام پاک را از برای رجوعات خلق خوانند و مطلب این بدل دارند کہ مسخر شوند و ازیشان درم دینار بوجہ نذر نیاز می گیرند و محض رزق ازین وجہ دانند و برضای خدای عزوجل اعتبار و باور ندارند، مطلق در ریا و شرک افتند نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا نگاہ دارد خدای تعالیٰ ازین فرقۂ گمراہ۔

قولہ، تعالیٰ: وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا [1] ط

قولہ، تعالیٰ: قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ [2] ط

درم دنیا راجع کند بخیل۔

بیت

ھرکہ بر دین محمدؐ شد فدا ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ می رسیدہ در مراتب اولیاؒ

حدیث

مَنِ التَّکٰی لِغَیْرِ اللّٰہِ فَقَدْ ھَلَکَ [3] ط

صاحب دعوت کمال را چہ حاجت زکوٰۃ و قفل، بذل و دوربدور و شناختن وقت بجہت خواندن و روحانی و رجعت و عدد و حساب، ساعت نیک و بد و نخوردن حیوانات جلالی و جمالی و کمالی۔ این ھمہ شمار وسوسہ و خطرات، رجعت، نا قصان را پیدا شود و از برای آنکہ درمیان حاجت حَسْبَۃً لِلّٰہِ نام اللہ نیارند و بھر مخلوق

۱۔ سورہ المائدہ، ۵ : ۴۴ ‏ ‏ ‏ ۲۔ سورہ النساء، ۴ : ۷۷ ‏ ‏ ‏ ۳۔ الحدیث

ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص سانپ پر منتر پڑھ کر اس کو اپنا تابع بنا لیتا ہے۔ پس اس قسم کے درندے کو جادو کے ساتھ مقید کر لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ولی اللہ نہیں کہا جا سکتا' بلکہ افسوں گر ان کے لئے بہتر لفظ ہے۔ اور جو کوئی کلام پاک کو رجوعات خلق کے لئے پڑھتا ہے اور دل میں مطلب یہ رکھتا ہے کہ مخلوق میری مسخر ہو جائے اور ان سے درم ودینار بطور نذر نیاز لیتا ہے اور محض اسی کو روزی کا وسیلہ جانتا ہے۔ اور رضائے خدائے بزرگ وبرتر پر اعتبار اور بھروسہ نہیں کرتا۔ وہ محض ریا اور شرک میں مبتلا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس گمراہ فرقہ سے اپنی پناہ میں رکھے۔

ارشاد خداوندی ہے: ”اور میری آیتوں کو کم قیمت پر نہ بیچو۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کہہ دو' دنیا ایک تھوڑی سی پونجی ہے۔“

دنیاوی مال واسباب بخیل انسان جمع کیا کرتا ہے۔

بیت

جو کوئی دین مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہو گیا' وہ اولیائے کرامؒ کے مراتب تک پہنچ گیا۔

حدیث

”جس نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور پر بھروسہ کیا' پس وہ ہلاک ہو گیا۔“

جو صاحب دعوت کامل ہے' اسے زکوٰۃ' قفل' بذل' دوربدور' پڑھنے کے لئے وقت کی شناخت وروحانی' رجعت' عدد وحساب' ساعت نیک وبد' حیوانات جلالی وجمالی اور کمالی کے نہ کھانے کی کیا حاجت ہے؟ یہ تمام وسوسے' خطرات اور رجعت ناقصوں کو پیدا ہوا کرتی ہیں۔ اس لئے کہ وہ مخلوق کی خاطر پڑھتے ہیں' نہ کہ حاجات کے لئے

می خوانند و درم دیناری ستانند۔

دیگر ترتیب دعوت: بدانکه اول علم دعوت آدمی رامی باید۔ و علم دعوت را تکثیر گویند و ھرکہ در علم دعوت تکثیر عامل، لا رجعت و لازوال بدست آرد، از علم تکثیر چہار علم می کشاید، چنانچہ علم تفسیر و علم اکسیر و علم تاثیر و چہارم علم کلیہ تزکیہ و تصفیہ و تجلیہِ روشن ضمیر۔ این است مراتب کیمیا نظر کہ مردہ دل را زندہ گر داند کہ دل او بہ آواز بلند اللہ اللہ خواند۔ کیمیا نظر آنرا گویند کہ بیک نظر جاہل را علم عطا کند و بخشد کہ ھر علم او راکشف گردد۔ مصنفؒ می گوید کہ این کیمیا نظر نیست۔ کیمیا نظر آنست کہ یُحْیِ الْقَلْبَ وَیُمِیْتُ النَّفْسَ و یُحْیِ الرُّوْحَ و روح یحی لایموت، بلکہ بذکر نور رسد۔ و ھرکہ بذکر نور رسد، مطلق بنور حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سرور کائنات مشرف شود۔ یعنی متابعت تمام حضرت پیغمبر سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم را برد ارد، چنانچہ یُحْیِی السُّنَّۃَ وَیُمِیْتُ الْبِدْعَۃَ آنرا بجز متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم دیگر ہیچ خوش نیاید۔ این را پسندیدۂ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نامند کہ بر سبیل معرفت نور خدا عزوجل این است فقر ھدیٰ۔

حدیث

خُلِقَتِ الْعُلَمَآءُ مِنْ صَدْرِیْ وَخُلِقَتِ السَّادَاتُ مِنْ صُلْبِیْ وَخُلِقَتِ الْفُقَرَاءُ مِنْ نُوْرِاللّٰہِ تَعَالٰی[۱]

۱۔ الحدیث

حسبۃً للہ اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہیں۔ ان کا مقصد تو لوگوں سے درم و دینار بٹورنا ہوتا ہے۔

دیگر ترتیب دعوت: (اے طالب صادق!) جان لے کہ پہلے انسان کو دعوت کا علم ہونا چاہئے۔ اور علم دعوت کو تکثیر کہتے ہیں۔ اور جو کوئی علم تکثیر میں عامل ہے' وہ لارجعت اور لازوال ہے۔ علم تکثیر سے چار علوم منکشف ہوتے ہیں۔ یعنی علم تفسیر' علم اکسیر' علم تاثیر اور چوتھا علم کلیہ تزکیہ وتصفیہ و تجلیہ روشن ضمیر۔ یہ مراتب اس شخص کے ہوتے ہیں' جس کی نگاہ مثل کیمیا کے ہے' جو کہ صرف نگاہ ہی سے مردہ دل کو زندہ کر سکتا ہے۔ چنانچہ اس کا دل بلند آواز سے اللہ اللہ کہنے لگتا ہے۔ کیمیا نظر اس شخص کو کہتے ہیں' جو ایک ہی نگاہ سے جاہل کو عالم بنا دے اور اس پر ہر علم منکشف ہو جائے۔

مصنف (فقیر باھوؒ) کہتا ہے کہ یہ کیمیا نظر نہیں ہے' بلکہ کیمیا نظر وہ ہے' جس کا دل زندہ' نفس مردہ اور روح زندہ ہو' اور روح کو زندہ کر سکے' بلکہ ذکر نور تک پہنچے۔ اور جو کوئی ذکر نور تک پہنچتا ہے' وہ سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور مطلق سے مشرف ہو جاتا ہے۔ یعنی وہ حضرت پیغمبر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری متابعت کرتا ہے۔ چنانچہ وہ سنت کو زندہ کرنے والا اور بدعت کو مٹانے والا ہوتا ہے۔ اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت کے بغیر اور کوئی چیز بھلی معلوم نہیں ہوتی۔ ایسے شخص کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسندیدہ قرار دیتے ہیں' کیونکہ ایسا شخص ہی معرفت نور خدائے بزرگ وبرتر کی راہ پر ہے اور اسی کو فقر ہدایت کہتے ہیں۔

حدیث

"علماء میرے سینے سے اور سادات میری پیٹھ سے اور فقراء اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔"

حدیث

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَ الْفَقْرُ مِنِّیْ[1]

بموجب این آیتہ قولہ تعالیٰ: وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا[2]

حدیث

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مَظْلُوْمًا وَّلَا تَجْعَلْنِیْ ظَالِمًا[3]

حدیث

اَللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْكِیْنًا وَّ اَمِتْنِیْ مِسْكِیْنًا وَّ احْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِیْنِ[4]

مسکین آنرا گویند کہ بجز نام اللہ تعالیٰ درملک خود چیزی ندارد و یا آنکہ درملک او خاک است برزمین جائیکہ نشیند - پس مسکین عارف باللہ را گویند، و اولیاء اللہ مفلس فی امان اللہ را گویند- حَلَالُهَا حِسَابٌ وَّحَرَامُهَا عِقَابٌ اولیاء اللہ مفلس است، ندارد ونشمارد و نہ روئی .عرصات حساب آرد- چنانچہ: قولہ تعالیٰ: اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ[5]

۱- زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ و جامع الصغیر از علامہ سیوطیؒ ۲- سورہ الکہف، ۱۸: ۲۸

۳- الحدیث ۴- جامع الصغیر از علامہ سیوطیؒ ۵- سورہ یونس، ۱۰: ۶۲

حدیث

"فقر پر مجھے فخر ہے اور فقر مجھی سے ہے۔" اس آیت کریمہ کے مطابق:
ارشاد خداوندی ہے: "اے پیغمبرؐ! اور اپنے آپ کو ان کے ساتھ روکے رکھو' جو لوگ
صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھیں
انہیں چھوڑ کر اوپر نہ پڑیں۔ کیا تم دنیوی زندگی کی زنیت چاہو گے۔ اور اس کا کہا ھرگز
نہ مانو' جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا۔ اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا۔
اس کا کام حد سے گزر گیا۔"

حدیث

"اے میرے پروردگار! تو مجھے مظلوم بنا اور ظالم نہ بنا۔"

حدیث

"اے میرے مولا! مجھے مسکینوں میں زندہ رکھ اور میری موت بھی مسکینوں
میں کر اور اے میرے پروردگار! مجھے قیامت کے دن مسکینوں میں اٹھا۔"
مسکین اس شخص کو کہتے ہیں' جو اپنے پاس اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا اور کوئی
چیز نہ رکھتا ہو اور یا اس کی ملکیت میں زمین پر وہ خاک ہو' جس پر وہ بیٹھتا ہے۔ پس
مسکین عارف باللہ اور مفلس اولیاء کو کہتے ہیں' جو امان الٰہی میں ہوں۔ (قیامت کے
روز) دنیا کی حلال چیزوں کا حساب کتاب ہو گا اور حرام کے عوض عذاب ہو گا۔ چونکہ
اولیاء اللہ مفلس ہوتے ہیں (یعنی وہ دنیاوی مال واسباب نہیں رکھتے) اس لئے نہ وہ
گنتے ہیں' نہ رکھتے ہیں اور نہ میدان حشر میں ان سے حساب لیا جائے گا۔ ارشاد
خداوندی ہے: "خبردار! بیشک اولیاء اللہ پر نہ کچھ رنج وخوف ہو گا اور نہ وہ کبھی غمگین

و اولیاء اللہ ازین احوال شناختہ شود کہ اولیاء اللہ سردفتر اولیٰ غرق دوام مع اللہ مولیٰ بموجب این عبادت ظاهری کہ سراز برای سجود و تن و زبان از برای ثنا و دل از برای ذکر و روح از برای ذکر فیض۔ چنانچہ فیض آفتاب' و دست از برای سخاوت۔ چنانچہ سخاوت حضرت پیغمبر سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم۔ و چشم از برای بینای معرفت۔ و اقدام از برای زیارت برادران مومن۔ و کمراز برای بستن برامر معروف۔ و گوش از برای استماع کلام اللہ۔ پس اولیاء اللہ عارف باللہ را از سرود و نغمہ' مطرب و حسن پرستی مطلق خلاف است کہ این ناشائستہ را درو جود کجا جای دہی۔

بیت

سرود سر دردیست سر نفس و ہوا　　طالبان او دور باشند از خدا

بدانکہ از سہ مقام بر آمدن خیلی مشکل است۔ اول بر آمدن از دنیا و تارک فارغ شدن مشکل است' چنانچہ کافر را کلمۂ طیب لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ گفتن مشکل۔ و دویم اہل کشف راکہ بامردم اخلاص کنند' بجہت رجوعات زیادتی۔ چنانچہ این مقام طریقت

ہوں گے۔"

اور ان احوال کے حوالے سے اولیاء اللہ کی پہچان یہ بنتی ہے کہ وہ ہمیشہ یاد الٰہی میں مستغرق رہتے ہیں۔ ان کی عبادت ظاہری اس طریق پر ہوتی ہے:

۱۔ سر سجدہ میں۔

۲۔ زبان ثناء الٰہی میں۔

۳۔ دل ذکر میں۔

۴۔ روح ذکر فیض میں، جیسے آفتاب فیض رساں ہوتا ہے۔

۵۔ ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح سخاوت میں۔

۶۔ آنکھ معرفت الٰہی کے دیکھنے میں۔

۷۔ قدم مومن بھائیوں کی زیارت میں اٹھتا ہو۔

۸۔ کمر امر معروف پر بستہ ہو۔

۹۔ کان کلام الٰہی کے سننے کے لئے بیتاب ہوں۔

پس اولیاء اللہ عارف باللہ سرود نغمہ، مطرب اور حسن پرستی کے سخت خلاف ہوتے ہیں۔ وہ ایسے ناشائستہ و نازیبا افعال کو بھلا وجود میں کہاں جگہ دے سکتے ہیں۔

بیت

سرود سر دردی ہے اور نفس کی حرص وھوا کا نتیجہ ہے۔ سرود کے طالب خدا سے دور رہتے ہیں۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ تین مقاموں سے نکلنا بہت مشکل ہے۔ اول دنیا کو خیرباد کہنا اور دنیا کا تارک ہونا ایسا ہی مشکل ہے، جیسے کافر کو کلمہ طیب لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ پڑھنا مشکل ہے۔ دوسرے اہل کشف کا لوگوں سے رجوعات خلق کی زیادتی کی وجہ سے اخلاص سے پیش آنا۔ چنانچہ یہ مقام

است و در مقام طریقت آسایش نفس است بنام و ناموس و برسیدن حقیقت و معرفت مشکل کہ اہل طریقت خود را حضور داند' لیکن دور بجز دستگیری مرشد کامل بحقیقت معرفت حضور کی رسد۔ و سیوم مقام دعوت خواندن وجود خام را مشکل کہ بعضی بخواندن دعوت موکلات دیوانہ شوند و بعضی پریشان و بعضی سرگردان دوام سیر سفر۔ و بعضی در دعوت اہل بدعت اہل شرب تارک الصلوٰۃ۔ مطلق جنونیت بغیب عالم خراب و بعضی را تمامیت فقر۔

حدیث

نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ فَقْرِ الْمُکِبِّ[1] ط

حدیث

اَلْفَقْرُ بَیَاضُ الْوَجْہِ فِی الدَّارَیْنِ[2] ط

معنی جانبین بعضی را تمام دنیا از دعوت حاصل شود' چنانچہ خزانہ ظاہر و باطن دنیا این ہم از دعوت رجعت خوردہ کہ تمامیت دنیا مراتب فرعون است کہ در انا و شرک در آید کہ ہیچ مفلس اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی[3] نگفت۔ دعوت بحر عمیق ولایق خواندن صاحب توفیق ولی اللہ را باید کہ پیش ظل اللہ رود و ظل بادشاہ را از ہر طریق جمیعت بخشد کہ جمیعت ظل اللہ جز خلق اللہ است۔

۱۔ عین العلم شرح زین الحلم از حضرت ملا علی قاری'' ۲۔ الحدیث ۳۔ سورہ النزعت' ۷۹ : ۲۴

طریقت کا ہے۔ اور مقام طریقت میں نفس کو آسائش حاصل ہوتی ہے۔ حقیقت و معرفت کے نام و ناموس پر پہنچنا مشکل ہے، کیونکہ اہل طریقت اپنے آپ کو اہل حضور خیال کرتے ہیں۔ لیکن مرشد کامل کی دستگیری کے بغیر حقیقت و معرفت حضور تک پہنچنا دشوار امر ہے۔

اور تیسرا وجود خام کے لئے دعوت پڑھنا مشکل ہے، کیونکہ بعض مؤکلات دعوت کے پڑھنے سے دیوانہ ہو جاتے ہیں اور بعض پریشان، بعض سرگرداں ہو کر ہمیشہ سیر و سفر میں رہتے ہیں۔ اور بعض دعوت کے پڑھنے سے اہل بدعت اور شراب خور ہو کر تارک نماز ہو جاتے ہیں۔ اور بعض جنونیت میں پڑ کر عالم غیب میں خراب ہو جاتے ہیں اور شاذ و نادر ہی تمامیت فقر کو پہنچتے ہیں۔

حدیث

"فقر ننگوں سارے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔"

حدیث

"فقر دونوں جہانوں میں سرخروئی ہے۔"

اس کے مختلف معنی ہیں۔ بعض کو دعوت سے تمام دنیا حاصل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ان کو دنیا کے ظاہری اور باطنی خزانوں پر تصرف حاصل ہو جاتا ہے۔ ان میں سے بھی بعض دعوت پڑھنے سے رجعت کھاتے ہیں۔ کیونکہ دنیا کا تمام کا تمام حاصل ہو جانا فرعونی مرتبہ ہے۔ اس کی وجہ سے وہ تکبر اور شرک کرنے لگتا ہے۔ اس لئے کہ کسی مفلس نے کبھی "تمہارا بڑا خدا میں ہوں" نہیں کہا۔ دعوت ایک گہرا سمندر ہے۔ اس کو پڑھنے کے لائق صاحب توفیق ولی اللہ ہوا کرتے ہیں۔ (پس) ایسے شخص کو چاہئے کہ بادشاہ کے پاس جائے اور اسے ہر قسم کی جمیعت بخشے، کیونکہ بادشاہ کی جمیعت خلق خدا کا جزو ہے۔

حدیث

خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ[1] ط

اکثر ظل اللہ ولی اللہ باشند۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاِتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ط

تَمَّتْ بِالْخَیْرِ

۱۔ جامع الصغیر از علامہ سیوطیؒ، ج ۲، ص ۸

حدیث

"لوگوں میں سے بہتر انسان وہ ہے' جو انہیں زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچائے۔"

اکثر بادشاہ ولی اللہ ہوا کرتے ہیں۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاِتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ط

تَمَّتْ بِالْخَیْرِ

حضرت سلطان باہوؒ اکیڈمی کی دیگر مطبوعات

۱۔ رسالہ روحی شریف مع ملفوظات حضرت سلطان باہوؒ		
	مترجم وشارح پروفیسر ڈاکٹر کے۔ بی نسیم،	پشاور شہر، ۱۹۸۳ء
۲۔ سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ: حیات وتعلیمات		
	از پروفیسر احمد سعید ہمدانی	لاہور، ۱۹۸۷ء
۳۔ دیوان باہوؒ (فارسی) مع مختصر حالات زندگی حضرت سلطان باہوؒ		
	پروفیسر ڈاکٹر کے۔ بی نسیم	لاہور، ۱۹۹۰ء
۴۔ دیوان باہوؒ (فارسی)		
	مترجم پروفیسر ڈاکٹر صاحبزادہ سلطان الطاف علی، ناشاد پبلشرز	لاہور، ۱۹۹۱ء
۵۔ تیغ برہنہ	مترجم وشارح پروفیسر ڈاکٹر کے۔ بی نسیم	پشاور شہر، ۱۹۹۲ء
۶۔ کلید التوحید خورد	مترجم وشارح پروفیسر ڈاکٹر کے۔ بی نسیم	لاہور، ۱۹۹۴ء
۷۔ گنج الاسرار	مترجم وشارح پروفیسر ڈاکٹر کے۔ بی نسیم	لاہور، ۱۹۹۵ء
۸۔ فضل اللقاء	مترجم وشارح پروفیسر ڈاکٹر کے۔ بی نسیم	لاہور، ۱۹۹۵ء
۹۔ مجالستہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم		
	مترجم وشارح پروفیسر ڈاکٹر کے۔ بی نسیم	لاہور، ۱۹۹۵ء
۱۰۔ کشف الاسرار	مترجم وشارح پروفیسر ڈاکٹر کے۔ بی نسیم	لاہور، ۱۹۹۵ء
۱۱۔ اورنگ شاہی	مترجم وشارح پروفیسر ڈاکٹر کے۔ بی نسیم	لاہور، ۱۹۹۵ء
۱۲۔ عین الفقر	مترجم وشارح پروفیسر ڈاکٹر کے۔ بی نسیم	لاہور، ۱۹۹۵ء
۱۳۔ کلید جنت	مترجم وشارح پروفیسر ڈاکٹر کے۔ بی نسیم	لاہور، ۱۹۹۶ء
۱۴۔ محبت الاسرار	مترجم وشارح پروفیسر ڈاکٹر کے۔ بی نسیم	لاہور، ۱۹۹۶ء
۱۵۔ قرب دیدار	مترجم وشارح پروفیسر ڈاکٹر کے۔ بی نسیم	لاہور، ۱۹۹۶ء
۱۶۔ مفتاح العارفین	مترجم وشارح پروفیسر ڈاکٹر کے۔ بی نسیم	لاہور، ۱۹۹۶ء
۱۷۔ اسرار قادری	مترجم وشارح پروفیسر ڈاکٹر کے۔ بی نسیم	(زیر ترتیب)
۱۸۔ دیدار بخش (خورد)	مترجم وشارح پروفیسر ڈاکٹر کے۔ بی نسیم	(زیر ترتیب)
۱۹۔ دیدار بخش (کلاں)	مترجم وشارح پروفیسر ڈاکٹر کے۔ بی نسیم	(زیر ترتیب)